

فرائد قاسمیہ

سیم العلوم والمعارف حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

غیر مطبوعہ مضامین کا ایک نادر مجموعہ

جمع کردہ

حضرت مولانا حافظ عسکری الغنی پھلاوی حرم الشریعہ

مقدمہ و تعارف

(حضرت) مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امرتسری

toobaa-elibrary.blogspot.com

ادارہ ادبیات دلی - گلی قائم جان دہلی

فرائدِ قاسمِیہ

قاسم العلوم والمعارف حضرت مولانا محمد قاسم
نانوتویؒ کے غیر مطبوعہ مضامین کا ایک نادر مجموعہ
جمع کردہ: حضرت مولانا سید عبدالغنی پھلاودیؒ
مقدمہ و تعارف

حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امر وہی

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

بعنائیت و شکر یہ: مولانا حبیب اللہ اختر، مولانا عبدالجبار صاحب

toobaa-elibrary.blogspot.com

فرائدِ قاسمیہ

سیم العلوم والمعارف حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی

غیر مطبوعہ مضامین کا ایک نادر مجموعہ

جمع کردہ

حضرت مولانا حافظ عسکری پھلاوی حلیہ علیہ

مقدمہ و تعارف

(حضرت) مولانا مفتی نسیم احمد فریدی امرتسری

ادارہ ادبیات دلی - گلی قائم جان دلی

مقدمہ و تعارف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نانوتوی - حمد شامیہ - مقالات

toobaa-elibrary.blogspot.com

فراتر قاسم کا یہ سب سے بڑا وقت حضرت مولانا حافظ عبد القیوم صاحب نانوتوی کے کتب خانہ کا ایک ناظر علمی ہے۔ مولانا حافظ سید عبد القیوم صاحب نانوتوی ایک جامع کلمات اور اعلیٰ صفات کے بزرگ تھے۔ اللہ کے حالات میں ایک تفل کی طرح تھے۔ ان کی ہر بات میں ان کے مختصر حالات پیش کر رہا ہوں تاکہ قارئین قاسم کی اہمیت سامنے آجائے۔

حضرت مولانا حافظ سید عبد القیوم صاحب نانوتوی تحصیل موانہ ضلع میرٹھ کے باشندے تھے آپ کا خاندان سادات رضویہ کا ایک مشہور و معروف خاندان ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۲۴۹ھ مطابق ۱۹ اگست ۱۸۳۷ء بروز جمعہ ہوئی۔ آپ کا تارکبی نام محمد رفیع عبد القیوم تھا۔ مولانا حافظ سید عبد القیوم صاحب نے ابتدائی تعلیم کن اساتذہ سے حاصل کی اس کی پوری تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔ قاسم العلوم والمعارف حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی سے بھی آپ کا علمی و روحانی تعلق تھا جس زمانے میں حضرت مولانا نانوتوی کا کالیامیر میں تھا، غالباً حافظ صاحب نے اسی زمانے میں حضرت سے تعلیم حاصل کی ہوگی۔ آپ نے کس سن میں اور کتنے عرصے تک تعلیم پائی اس کا پتہ چل سکا حضرت نانوتوی کے بہت سے خطوط آپ کے نام ہیں جن سے آپ کے اور حضرت نانوتوی کے علمی و روحانی روابط کا پتہ چلتا ہے۔ مولانا حافظ سید عبد القیوم صاحب اور مولانا قاسم کے ایک بہترین اور بلند پایہ ارباب و شاعر تھے حافظہ تخلص کرتے تھے آپ کی شریف و فکر کے دو مجموعے کتب خانہ بھلاؤدہ میں موجود ہیں جو شائع نہیں ہو سکے۔ ان میں علاوہ ادبی غریبوں کے تاریخی سرمایہ بھی ہیں۔

ہے۔ آپ نے اپنی تمام عمر کیں سلوک، تزکیہ نفس اور تعلیم و تدوین علوم و دینی میں گزاری۔ آخر عیش و بصابت جاتی رہی تھی مگر تمام علوم و فنون سداوتاً متصف تھے۔

حضرت مولانا نانوتویؒ کے تلمیذ رشید و اس الازکیہ حضرت مولانا سید محمد حسن محدث امر وہیؒ خورجہ دہلی وغیرہ میں تعلیم دینے کے بعد ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء) میں مدرسہ شاہی مراد آباد کے سب سے پہلے صدر المدرسین ہوئے۔ جب یہ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء) میں حضرت نانوتویؒ کی وفات ہوئی تو حضرت مولانا حافظ عبدالرحمن صدیقی مفتاح امر وہیؒ جنھوں نے ترمذی شریف مسجد چیت دیوین میں حضرت نانوتویؒ سے بیرونی تھی اور جماد الاول ۱۲۹۵ھ میں مدرسہ شاہی مراد آباد چلے گئے اور وہاں حضرت امر وہیؒ کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے تھے۔ ۱۲۹۸ھ (۱۸۸۱ء) میں مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب امر وہیؒ کو مدرسہ شاہی سے سند فراغ ملی۔ غالباً حضرت حافظ سید عبدالغنی دہلویؒ بھی اسی سن میں مدرسہ شاہی سے سند فراغت ملی ہے۔ جب ۱۳۰۰ھ (۱۸۸۳ء) میں مدرسہ شاہی سے ترک تعلق کر کے حضرت امر وہیؒ نے اپنے وطن امر وہی میں مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد قائم کیا تو مولانا حافظ عبدالرحمن صدیقی اور مولانا حافظ سید عبدالغنی پھلاؤدی دونوں اس مدرسہ کے مدرس ہوئے۔ کئی سال اس مدرسے امر وہی میں حضرت پھلاؤدیؒ نے درس دیا۔ حافظ سید پھلاؤدی کے قیام امر وہی کے زمانے میں حضرت حاجی اداوانہ ہاجریؒ کا مکہ معظمہ سے آیا ہوا ایک مکتوب گرامی پھلاؤدیؒ میں موجود ہے جو مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد امر وہی کے چتر پر حضرت حافظ صاحب پھلاؤدیؒ کو بھیجا گیا ہے۔ اس مکتوب میں حضرت حاجی صاحبؒ نے اس مدرسہ اسلامیہ کے حق میں دعائے خیر تحریر فرمائی ہے۔

حضرت مولانا نانوتویؒ اور حضرت مولانا امر وہیؒ سے حضرت پھلاؤدیؒ کا چلچلیق تھا اس کا پیرا پیرا علم ان خطوط سے ہوتا ہے جو وہ دونوں بزرگوں نے مولانا پھلاؤدیؒ کو تحریر فرمائے ہیں۔ نیز اس مجموعہ خط و دفتر سے بھی ہوتا ہے جو حضرت حافظ صاحب پھلاؤدیؒ کے دہن و فکر کا بہترین نتیجہ ہے اور ادبی نقطہ نگاہ سے ایک عظیم سرمایہ ہے۔

حضرت مولانا امر وہیؒ کے مدرسہ مکتوبات بنام حضرت حافظ صاحب پھلاؤدیؒ بڑی تعداد میں ہیں جن میں سوائے زائد پوسٹ کارڈ ہیں اور کچھ کم بچا پس لفظانے ہیں۔ یہ خطوط حضرت مولانا نانوتویؒ کے زائد مکتوبات کے آخری حصہ سے لے کر حضرت مولانا امر وہیؒ کی وفات تک کے ہیں۔ یہ مجموعہ بھی ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس میں ۱۲۹۸ھ (۱۸۸۱ء) سے لے کر حضرت امر وہیؒ کی وفات کے قریب لڑنے تک کے خطوط میں امر وہیؒ مراد آباد، دیوبند، لنگوہ وغیرہ کے بزرگوں کا ذکر ہے اور اس زمانے کے اہم واقعات کا تذکرہ ملتا ہے۔ یہ خطوط بھی اگر شائع ہو جائیں تو معلومات کی بہت سی راہیں کھلیں گی۔ حضرت حافظ صاحبؒ کو حضرت نانوتویؒ اور حضرت امر وہیؒ سے محبت کا وہ مقام حاصل تھا جسے عشق کہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں دو چار باتیں عرض کرتا ہوں:

حضرت نانوتویؒ نے طبعِ نبیائی کے حائل کی تصحیح کی تھی حافظ صاحبؒ اسی حائل سے تلاوتِ قرآن کرتے تھے اور اس کے خلاف پر اپنے قلم سے ان کا یسر لکھا ہے:

کرو تصحیح حضرت قاسم ایں حائل کر حرز جانِ من است

حضرت نانوتویؒ کی تمام مطبوعات کا ذخیرہ ان کے کتب خانے میں موجود ہے، جن میں وہ آڈیشن بھی ہیں جن کا وجود بہت کم کتب خانوں میں پایا جاتا ہے حضرت پھلاؤدیؒ کو یہ فکر بھی تھی کہ حضرت کی وہ تحریریں جو بین نہیں ہوئیں ان کو جمع کر لیں۔ آپ حیاتِ معتمد حضرت نانوتویؒ میں سے چند اوراقِ کتابت و طباعت کے وقت دقیق مضمون پر مشتمل ہونے کی بنا پر اس زمانے کے بعض بزرگوں کے مشورے سے نکال دیے گئے تھے۔ حضرت حافظ صاحبؒ کو ان اوراقِ مستخرجہ کے حاصل کرنے کی تدوین جستجو اور فکر رہی۔ وہ اپنے ایک مکتوب میں بھی جو حضرت امر وہیؒ کے نام ہے خاص طور پر ان اوراقِ مستخرجہ کا ذکر کرتے ہیں۔

آپ حضرت نانوتویؒ کی ہر چھوٹی اور بڑی غیر مطبوعہ تحریر کو نہایت ہی کوشش اور تلاش سے حاصل کر کے جمع کرتے رہے اور اس مجموعہ کا نام از خانہ قاسم رکھا۔

یہ فراموش قاسم درحقیقت علمی جواہرات کا ایک بیش بہا ذخیرہ ہے اس میں وہ تحریریں ہیں جو حضرت کے مطبوعہ تصنیفات و تالیفات کے علاوہ ہیں اور میرے علم میں ان میں کی کوئی تحریر بھی ایسی نہیں ہے جو اب تک کہیں شائع ہوئی ہو۔ مجھے خیال ہوا تھا کہ اس مجموعہ فراموش قاسم کی کوئی تحریر شاید مکتوبات قاسم العلوم میں ہو لیکن جب بہت کی گئی تو اس میں بھی کوئی تحریر اس مجموعہ کی نہیں تھی۔ حضرت امروہیؒ سے مولانا پھلاؤدھیؒ کو میسر کر لیا کہ چکا ہوں بڑا گہرا تعلق تھا اور حضرت امروہیؒ بھی ان کو اپنے گھر کے ایک فرنگی کی طرح سمجھتے تھے۔ حضرت امروہیؒ کے خطوط سے اعزازہ ہوتا ہے کہ وہ حضرت پھلاؤدھیؒ سے اس طرح مراسلت کرتے ہیں جس طرح ایک دوست دوسرے دوست سے۔

اور اپنے تمام حالات اور درس سے متعلق ہوں یا گھر سے ان کو لکھ دیتے ہیں جس سے انتہائی بے تکلفی اور تعلق قلبی کا اندازہ ہوتا ہے۔ خود حضرت پھلاؤدھیؒ کے خطوط جو حضرت امروہیؒ کے نام ہیں ان میں بھی ادب و احترام کے ساتھ ساتھ بے تکلفانہ انداز بیان ہے۔ حضرت امروہیؒ پھلاؤدھیؒ جاتے تھے تو حضرت پھلاؤدھیؒ باغ باغ ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضرت امروہیؒ براہِ میرٹھ دیوبند پہنچے اور بغیر پھلاؤدھیؒ تشریف لے جاتے ہوئے امروہہ واپس ہو گئے۔ اس کی خبر حضرت پھلاؤدھیؒ کو ہوئی تو ایک شعر ان کی زبانِ قلم پر آیا جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے:

توبہ دیوبند رسیدہ دل باز رخت کثیفہ

حضرت مولانا گنگوہیؒ سے بھی حضرت پھلاؤدھیؒ کا عقیدت و اداوت کا تعلق تھا۔ حضرت گنگوہیؒ کے بھی بہت سے مکتوبات آپ کے نام ہیں۔ آپ نے ایک مشترکہ تفسیر حضرت نافو توہیؒ اور حضرت گنگوہیؒ کی شان میں لکھا ہے جس کا قافیہ کیساں گھستان و فیروہ ہے اور ردیف دونوں ہے۔

حضرت شیخ ابوبکر اور حضرت مولانا حکیم محمد صدیق قاسمیؒ مراد آبادی و فیروز پور کے بھی ان دونوں حضرات کی شان میں اس زمین میں تصانیف کیے ہیں۔ مولانا پھلاؤدھیؒ کو خوانات و اجازت حضرت صاحبِ امارا و ناصر ہاجر کی سے ملی تھی۔

اب میں فراموش قاسم پر تھوڑی سی روشنی اور ڈالنا چاہتا ہوں۔ اس نسخے کے متعلق پہلے درج پر حضرت حافظ صاحب پھلاؤدھیؒ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے:

”فراموش قاسم کہ فقیر عبدالغنی اس را بہ ہزار عرق ریزی فراہم آوردہ“

اس کتاب کے آخر میں دو مختصر علمی رسائل بزبان عربی ہیں جن میں ایک اثبات جزو لا تجزئہ سے متعلق ہے اور دوسرے کا نام کلمۃ اللہ ہی العلیا ہے۔ چونکہ یہ یہ دونوں رسائل دقیق مضامین پر مشتمل ہیں اس لئے یہ مناسب سمجھا گیا کہ ان کی بحال ان دونوں رسالوں کے علاوہ کل ذخیرے کو جو ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے عکس لے کر شائع کروادیا جائے۔ شروع سے لے کر صفحہ ۴۶ تک اردو زبان کی نادر تحریرات ہیں اس کے بعد بہ استثنائے چند اوراق فارسی زبان کی نادر تحریرات ہیں۔ پھر آخر میں آٹھ سوال و جواب امامیہ کے علماء کے سامنے حضرت نافو توہیؒ نے پیش فرمائے ہیں جن میں پہلا سوال فارسی میں اور باقی اردو میں ہیں۔ سب سے پہلی تحریر شرک کی حقیقت کے بارے میں ایک سوال کا جواب ہے۔ اس کے بعد دوسری تحریر ایمام کی بحث میں ہے۔

صفحہ ۲۱ سے لے کر صفحہ ۴۱ تک قلیلم ناسخیات کا بیان ہے کہ مباح ہے یا حرام؟ صفحہ ۴۱ سے ۶۳ تک رشتہ تناقض بین الحدیث و القرآن کا بیان ہے۔ صفحہ ۴۳ سے لے کر ۶۲ تک فرق مراتب تقویٰ و علم و عمل و معنی حدیث فضل العالم الا کا بیان پڑا اور یہ تحریر ایک مکتوب ہے جو حکیم ضیاء الدین صاحب راسپوریؒ کے نام ہے۔ صفحہ ۶۲ سے لے کر صفحہ ۹۶ تک مثل بظاہر الحدیث کا بیان ہے۔ یہ مکتوب مولانا نصر طرغیاں کے نام ہے۔ صفحہ ۹۶ سے ۱۰۳ تک پاؤں کے اعراض کا جواب ہے جو تندر نکاح کے بارے میں تھا۔ صفحہ ۱۰۳ سے ۱۲۲ تک تحقیق الی حرام کا بیان ہے صفحہ ۱۲۲ سے ۱۴۶ تک ایک مکتوب درجستہ امکان و امتناع نظر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ مکتوب قاضی محمد اسماعیل منگھری کے نام ہے۔

لے جہاں میں کتاب کے صفحے کے کچھ حصے ہیں ان میں ہر ایک صفا ادا کر دیا جائے۔

صفحہ ۱۵۶ سے صفحہ ۱۵۳ تک قرآنہ فاتحہ ناف الامام کی بحث ہے۔

صفحہ ۱۵۳ سے ۱۵۶ تک ایک خط مولانا فخر الحسن گنگوہی کے نام ہے جس میں تحقیق کل متکثر النسخ کا ذکر ہے۔

صفحہ ۱۵۶ سے ۱۶۰ تک واسطی العروض کے موضوع پر ایک مکتوب ہے۔

یہ مکتوب بھی مولانا فخر الحسن گنگوہی کے نام ہے اور اس کے آخر میں یہ تحریر ہے:

”ابن چند سطور رقم زدہ ام پس از لحاظ اس نام یا نقل اس نام بحدت مولوی احمد حسن صاحب (امروہی) نیز ضرور باید فرستاد“

صفحہ ۱۶۰ سے لے کر ۱۶۳ تک تحقیق مختصر رد بیان حدیث متشابہ ہے اور یہ

مکتوب گرامی حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امروہی کے نام ہے۔

صفحہ ۱۶۳ سے لے کر ۱۶۸ تک تاکید و ترذیر و فغان جماعت و سنیت بہت

رکعت و ترادج کا بیان ہے۔ یہ مکتوب فشی حمید الدین صاحب بیچود سنبل کے نام ہے

اس مکتوب کے آخر میں یہ تحریر ہے:

”در مصابیح التذاریع از تحریر بیخون خیالات فارغ شدہ ام“

صفحہ ۱۶۸ سے لے کر ۱۷۱ تک ستر و غضب کے در بیان فرق کا بیان ہے۔

یہ مکتوب بھی حضرت مولانا احمد حسن محدث امروہی کے نام ہے۔

صفحہ ۱۷۱ سے لے کر ۱۷۶ تک جواب اعتراض اہل تشیع ہے۔

صفحہ ۱۷۶ سے لے کر ۱۸۳ تک ایک شعر کا مطلب ہے اور یہ تحریر ایک مکتوب

کی شکل میں مولانا منصور علی خان مراد آبادی کے نام ہے۔

صفحہ ۱۸۳ تا ۱۹۱ اشارات اجمالیہ رد بحث امکان نظیر کا بیان ہے۔

صفحہ ۱۹۱ تا ۱۹۳ تہذیب تقریریں ہندی از انالکھوڑے۔

صفحہ ۱۹۳ تا ۱۹۶ ایک مکتوب گرامی ہے جس کے مکتوب الیہ کا پتہ ذیل سکا۔

صفحہ ۱۹۶ سے ۱۹۸ تک مولانا عبدالمجید نامو کے نام ایک مکتوب ہے۔

صفحہ ۱۹۹ تا ۲۰۶ لکھت چند از علوم قاسمہ (تفاسیر بعض آیات میں)۔

صفحہ ۲۰۶ تا ۲۱۳ چند مواضع کے جوابات ہیں۔ صفحہ ۲۱۳ سے لے کر آخر کتاب

ان سوالات کے جوابات ہیں جو علماء مذہب امامیہ اثنا عشریہ امر وہ نے حضرت کی خدمت میں پیش کیے تھے۔

حافظ صاحب پھلاوری نے وفات سے قبل ایک وصیت نامہ فارسی زبان میں

لکھا تھا جس کا ترجمہ جشی احمد علی مسطر پھلاوری نے کیا تھا اور اس کو مع ترجمہ شائع بھی

کر دیا گیا ہے۔ یہ وصیت نامہ ایک وعظ ہے جو علماء اعزآ کے تمام مسلمانوں کے لئے

منفید ہے۔ اس میں آپنی ملکہ کتب کا خصوصاً تصانیف و تحریرات حضرت مولانا محمد قاسم

نانوتوی و حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امروہی کا تذکرہ کیا ہے۔

حضرت مولانا حافظ عبدالمغنی پھلاوری نے تاریخ، ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ

وفات مطابق ۱۱ رگت ۱۳۵۶ھ بروز چہارشنبہ وفات پائی سنہ ہجری کے لحاظ

سے آپ کی عمر تقریباً ۸۳ سال ہوئی۔

آپ کے ایک صاحبزادے محترم سید محمد قاسم تھے۔ ان کا تاریخی نام نور شید حسین

اولاد تھا۔ یہ بھی ایک عجیب بات ہے کہ اپنے صاحبزادے کا نام مولانا نانوتوی کے نام

پر رکھا تو ساتھ ہی ساتھ اس کا بھی لحاظ رکھا کہ تاریخی نام بھی تقریباً اسی طرح کا ہو جو مولانا

نانوتوی کا تھا۔ مولانا نانوتوی کا تاریخی نام نور شید حسین تھا توں بڑھ کر نور شید حسین اپنے

صاحبزادے کا نام رکھا جو مولانا نانوتوی کی وفات کے ایک سال بعد ۱۳۵۷ھ (مظہار)

میں پیدا ہوئے تھے۔

ان ہی صاحبزادہ گرامی سید محمد قاسم صاحب کے صاحبزادے مولانا حکیم سید عبدالمغنی

زید محمد ہیں۔ انھوں نے اپنے جہاں لکھی بہت کچھ صحبت اٹھائی ہے اور ان کی خدمت

کی ہے۔ آپ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی سے بیعت ہیں۔

مولانا سید عبدالمغنی سے میری ملاقات میں حضرت پھلاوری سے ملاقات د

دو سال قبل ان کی خدمت میں ایک عزیز روز دیا تھا۔ اس کے جواب میں انھوں نے اپنی

صفت علات اور نقل ساعت اور معدومی بصارت کا ذکر کیا تھا۔

میں اپنی طالب علمی کے زمانے سے یہ سننا سنا کر حضرت پھلاؤدیؒ کی مدد سے مسلمان ہو گیا۔ جامع مسجد امیر دہلی میں درس رہے ہیں اور ان کو مقالات تحریری کے کئی مقامات زبانی یاد تھے۔ تقسیم ہند کے کچھ دنوں بعد میں اپنی مرتبہ پھلاؤدہ گیا تو مولانا پھلاؤدیؒ کے صاحبزادے حضرت سید محمد قاسم صاحب اور علیؒ کے مکرئی مولانا سید عبدالغنی صاحب سے ملاقات ہوئی۔ غالباً ایک دو دن رہنا ہوا۔ مولانا عبدالغنی صاحب نے اپنی خدایات سے بہت کچھ فوازا اور حضرت پھلاؤدیؒ کے کتب خانے کی سیر بھی کرائی اور ان کے کچھ حالات و واقعات بھی سنائے۔ اُن کا اکابر دینو پر خصوصاً حضرت ناف توئیؒ اور حضرت امردیؒ سے جو ربط تھا اس کا ذکر بھی خصوصیت سے کیا۔ اس کے بعد بھی میں کئی مرتبہ پھلاؤدہ حاضر ہوا۔ ایک مرتبہ تقریباً ایک ہفتہ رہنا ہوا اور بہت سے نوادر کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ فراتر قاسمیرہ کو بھی یاد پڑتا ہے کہ عربی کے دورے پچھو ذکر اُس وقت دیکھ لیا تھا۔ مولانا حافظ عبدالغنی صاحب کے کتب خانے میں حضرت قاسم العلوم والمعارف رحمۃ اللہ علیہ کا غیر مطبوع کلام بھی موجود ہے جو عربی فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں ہے۔ عرصہ ہوا احقر نے ایک مقالہ حضرت ناف توئیؒ کی شاعری پر لکھا تھا اور اس میں اس غیر مطبوع کلام کو درج کیا تھا۔ یہ مقالہ رسالہ دارالعلوم پھنڈ میں شائع ہوا تھا۔

مولانا عبدالغنی صاحب نے بتایا کہ مولانا ناف توئیؒ کے اشعار کا ایک اور مجموعہ بھی اس مجموعے کے علاوہ تھا جو کتب خانے میں موجود تھا اور اب نہیں ہے۔

چونکہ یہ نادرمجموعہ تحریرات و مضامین ذی استعداد اہل علم کے استفادے کے لئے شائع کیا جا رہا ہے، اس لئے فارسی زبان کے مضامین کے ترجمے کی فی الحال ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ بعد میں اگر کوئی صاحب اس کا ترجمہ کرنا چاہا اور اُن کو علوم قاسمیرہ سے مناسبت بھی ہو تو وہ ترجمہ کر سکتے ہیں۔ اس وقت تو ان مضامین کا شائع ہونا ہی بڑا فیتہ ہے۔

اس سوزِ فقیہ میں اکثر جگہ جگہ بے معروف کی جگہ بے معلوم اور بے معلوم کی جگہ بے معلوم ہے۔ تقدیرِ نیکو کت کے مطابق ہر جگہ کوئی تا (۱) لکھی گئی ہے۔ اکثر جگہ حروف کو جاکر لکھا گیا ہے۔ بعض جگہ شش کے تین نقطوں کی جگہ آٹا واؤ تحریر کیا گیا ہے۔ جگہ کا ایک مرکز لکھا گیا ہے۔ ناظرین اس کا خیال کمبیں بعض جگہ کچھ غلطیاں بھی ہیں جن کی نشان دہی آخر میں کر دی جائیگی۔ البتہ تمام غلطیوں کا احتیاج نہیں ہو سکا۔ چونکہ خوب یہ کتاب خوشخط اور کافی حد تک صحیح ہے اس لئے کسی کاتب کو کتابت کرانے کے شائع کرنے کے مقابلے میں سہولت اسی میں نظر آئی کہ اس کا عکس لے کر شائع کرایا جائے۔

اب میں مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت قاسم العلوم والمعارف کے مختصر سوانح حیات اور اس مجموعے میں جن حضرات کے نام مکاتیب ہیں اُن کے مختصر حالات لکھوں:

قاسم العلوم والمعارف حضرت مولانا محمد قاسم شیخ اسد علی صدیقی ناف توئیؒ کے بالکل صاحبزادے تھے۔ (۱۳۳۷ھ) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں پائی پھر دہلی جاکر مولانا مالوک علیؒ ناف توئیؒ کی خدمت میں علاوہ حدیث کے تمام کتب دسیہ پڑھیں۔ حضرت مولانا مالوک علیؒ ایک جید عالم اور قدیم دینی کالج کے صدر مدرس تھے جو رئیس التکامین مولانا رشید الدین خاں دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ مولانا رشید الدین صاحب حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور شاہ رفیع الدین دہلویؒ کے شاگرد تھے۔ حضرت مولانا ناف توئیؒ نے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی قادریؒ ہمدانیؒ سے خانقاہِ مطہریہ دہلی میں دورۂ حدیث پڑھا۔ حضرت مولانا انگلوئیؒ بھی شریک درس حدیث تھے۔ آپ حضرت حاجی امداد شاہ مہاجرٹیؒ سے بیعت تھے۔ سہلوک کے تمام منازل طے کر کے ان ہی سے خلافت و اجازت حاصل کی۔ جہادِ حریتِ شیعہ میں آپ نے بھی حضرت حاجی امداد شاہ کی قیادت میں علیٰ حصہ اور شامی کے مسبدان میں محامدین کی صف میں شریک رہے۔ حضرت مولانا ناف توئیؒ نے امن حاصل ہو جانے کے بعد مدراس کے قیام کی طرف توجہ فرمائی۔ برصغیر میں طبعِ مجتہبی اور مطبعِ ہاشمی میں

تصنیع کا کام بھی انجام دیتے رہے اور دوسری حدیث و تفسیر اور دیگر علوم کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد اگرچہ کم ہے لیکن اس قدر اعلیٰ بلندی کی کے لحاظ سے وہ سب ممتاز ہیں۔ آپ کے چند مشہور تلامذہ یہ ہیں: (۱) حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امر دہیؒ (۲) شیخ ابیہ حضرت مولانا محمود حسن محدث دیوبندؒ (۳) حضرت مولانا حفیظ الرحمن گنگوہیؒ (۴) نواب قاضی محمد الدین فاروقیؒ مراد آبادیؒ (۵) مولانا مفتی علی خاں مراد آبادیؒ (۶) مولانا حافظ عبدالرحمن صاحب صدیقیؒ امر دہیؒ (۷) حضرت مولانا حافظ سید عبدالغنی پھلا دویؒ (۸) مولانا عبدالمعلیٰ فریدی قاسمیؒ (۹) مولانا محمد رافضی کی فاروقی مظفر گڑھیؒ (۱۰) مولانا محمد عظیم صاحب بخاریؒ۔

حضرت مولانا نانوتویؒ کے مریدین میں صرف ایک خلیفہ کا بھی طے ہو رہا ہے اور وہ مولانا حکیم محمد صدیقی قاسمیؒ مراد آبادیؒ ہیں جو بعد کو حضرت حاجی صاحب کے خلیفہ بھی ہوئے اور حضرت گنگوہیؒ کے بھی۔ حضرت نانوتویؒ کی بہت سی تصانیف ہیں جو شائع ہو چکی ہیں اور مشہور و معروف ہیں۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ محمد احمد تھے جو مدتوں دارالعلوم دیوبند کے بہتر رہے اور آج کل حضرت مولانا حافظ محمد احمد کے صاحبزادے حضرت مولانا قاری محمد طیب ——— وامت برکاتہم دارالعلوم دیوبند کے بہتر ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم کے حالات میں مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ نے ایک مختصر مگر جامع رسالہ لکھا تھا پھر اس کے بعد مولانا سناظر احسن گیلانیؒ مرحوم نے سوانح قاسمیؒ بڑی تفصیل سے کئی جلدوں میں لکھی۔ نزہت الخواطر تذکرہ علماء ہند اور دیگر کتب تاریخ و تذکرہ میں بھی آپ کا ذکر خیر اختصار یا کچھ تفصیل سے ملتا ہے۔

حضرت مولانا نانوتویؒ کا وصال ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۴-۱۳ اپریل ۱۸۵۷ء کو دیوبند میں ہوا اور وہیں مدفون ہوئے۔

عجیب اتفاق ہے کہ شمس صاحب حضرت نانوتویؒ کے وصال سے ٹھیک مواصلہ بعدی منشا۱۹ میں فرما کہ قاسمید کا یہ نسخہ خطی شائع ہو رہا ہے۔

۱۹۵۷ء دارالعلوم دیوبند میں سید محمد عسویؒ مرحوم سے حضرت نانوتویؒ کے ایک اور خلیفہ مولانا محمد امجد علیؒ کا نام ہوا۔

مکتوب الیہم کے مختصر حالات

حضرت مولانا سید احمد حسن محدث امر دہیؒ

حضرت مولانا احمد حسن محدث امر دہیؒ ۱۳۶۸ھ میں سادات رضویہ کے ایک مشہور گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم امر دہہ کے اساتذہ سے حاصل کرنے کے بعد حضرت نانوتویؒ سے یہ کتب درسیہ پڑھیں پھر مدبر دیوبند سے بھی تعلیمی ربط قائم ہوا تحریر و تقریر اور افتادہ تعلیم و تدریس میں اپنے اساتذہ کرام کے بہت مشابہ ہوئے کی وجہ سے تصور قیام اور قائم ثانی کہلاتے تھے۔ چنانچہ حضرت شیخ ابیہ نے آپ کی وفات کے غم میں جو اشعار لکھے ہیں ان میں آخری مصرعہ جو ارادہ تاریخ وفات بھی ہے یہ ہے ع۔

حک ہوئی تصویر قیام صفحہ دنیا سے لو

آپ نے ۱۳۷۵ھ (۱۹۵۷ء) میں ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور مایوس مسجد امر دہہ کے صحن میں جانب جنوب دفن ہوئے۔

مدبر اسلامہ عربہ جامع مسجد امر دہہ آپ کی بہترین علمی یادگار ہے۔ آپ کے اکلوتے صاحبزادے مولانا سید محمد عرف مولانا تھے میان تھے جن کا ذی الجبرۃ ۱۳۷۵ھ میں وصال ہو رہا ہے۔ ان کے کئی صاحبزادے ہیں۔

حضرت مولانا امر دہیؒ کے خطوط کا مجموعہ جو پچھلا دورہ سے حاصل ہوا ہے اور جن کا مولانا حافظ عبدالغنی صاحب پھلا دویؒ ہے اس کے شائع کرنے کا بھی ارادہ ہے مولانا کی ایک کتاب تحفہ راناس کے اعتراضات کے جواب میں ہے اور پچھلا دورہ کے کتب خانے سے مجھے مطالعہ کئے گئے ملی ہے جو قلمی اور غیر مطبوعہ ہے جو عرض ہوا اچترنے رسالہ دارالعلوم دیوبند میں حضرت محدث امر دہیؒ پر نو قسطوں میں ایک مقالہ لکھ کر شائع کیا تھا غرض ہے کہ حضرت کی مفصل سوانح حیات شائع کی جائے۔ افادات احمدہ کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ پچھلا دورہ میں موجود ہے۔ یہ کتاب اس تحریری مناظرے پر مشتمل ہے جو حضرت امر دہیؒ

اور مولانا محمد حسن انصاری سنبھلی کے دربار میں ہوا تھا ایک کتاب افادات احمدیہ نام کی شائع ہو چکی ہے جو چند علمی و تحقیقی مضامین پر مشتمل ہے اور جن کو آپ کے صاحبزادے مولانا سید محمد رضوی مرحوم نے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی کی تصحیح کے ساتھ شائع کر لیا تھا اب یہ کتاب نایاب ہے۔ اس کے علاوہ کثیر تعداد میں فتاویٰ ہیں جو ابھی تک کتابی شکل میں شائع نہیں ہو سکے ہیں۔

اپنے استاد مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مسفر حج میں مولانا احمد حسن صاحب جوئی شریک مسفر گویاں اساذلہ استاد مولانا شاہ عبدالغنی مجتہدی فاروقی نے حضرت دارالاجرام سے سند حدیث حاصل کی۔ حاجی امداد شاہ صاحب مہاجر علی جیسے کو منظر میں بیت ہو گا وہ ان سے خلافت اجازت حاصل ہوئی۔

حضرت مولانا فخر الحسن گنگوہی ابن عبدالرحمن گنگوہی

ان کے حالات زیادہ معلوم نہ ہو سکے۔ نزہۃ افواظ جلد ہفتم میں آپ کا ذکر تحریر بھی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سیکر محمود خاں دہلوی سے طلب پڑھی تھی نیز غواظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مولانا نانوتوی کے شاگرد ہی نہیں تھے بلکہ مسفر حضرت کے رفیق بھی تھے۔ سنن ابی داؤد پر آپ کا ایک عمدہ حاشیہ ہے جس کا نام تلیق محمود ہے اس کے علاوہ بھی آپ کے کتب درسیہ چھٹی ہیں۔ آخر میں آپ کا پورے چلے گئے تھے۔ وہاں مطب کرتے تھے اور کانپور میں ۱۳۱۵ھ (۱۹۰۱ء) میں آپ کا وصال ہوا۔

قاضی محمد اسماعیل منگلوری

آپ حضرت شیخ محمد تقی محمد تھانوی کے ارشد خلفاء میں سے تھے۔ آپ کے صاحبزادے قاضی عبدالغنی منگلوری تھے جو آپ کے بعد جانشین ہوئے۔ سندوستان کے دو مشہور و معروف بالکمال شاعر اصرار گزنی اور گزرا آبادی قاضی عبدالغنی منگلوری کے مرثیہ تھے قاضی محمد اسماعیل ان قاضی عبدالغنی اپنے وطن منگلور شہر سہارن پور میں مدفون ہیں۔

فتنی حمید الدین بخٹو سنبھلی

آپ ایک اچھے ادیب و شاعر تھے بخٹو تخلص فرماتے تھے۔ آپ کو مولانا نانوتوی سے بڑا بہنوئی و تعلق تھا اور مسفر حضرت کے ساتھی تھے۔ آپ کے کئی صاحبزادے تھے۔ ان میں عظیم ظہور الدین بخش سنبھلی دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور افادات شرح مقامات حریری کے مؤلف تھے۔

مولانا منصور علی خاں مراد آبادی

آپ کے حالات بھی زیادہ معلوم نہ ہو سکے۔ اتنا مسلم ہے کہ حضرت نانوتوی کے شاگرد تھے اور مذہب منصور نام کی آپ کی ایک تصنیف ہے جو چھپ چکی ہے۔ مدرسہ عباسیہ پھر ایروں ضلع مراد آباد میں آپ مدین رہے۔ آپ کے صاحبزادے عظیم مقصود علی خاں تھے جو حیدر آباد کن کے امیر لاقبہ اور دارالعلوم دیوبند کے رکن مجلس خوری تھے۔ مولانا منصور علی خاں نے کو منظر میں ۱۳۳۵ھ میں انتقال کیا۔

حضرت حاجی محمد عابد صاحب دیوبندی

حاجی محمد عابد صاحب جن کو عربی نام میں حاجی محمد عابد جبین بھی کہا جاتا ہے دیوبند کے سادات رضویہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۵ء) میں پیدا ہوئے تھے بااقتدار اور درویشانہ منزلت کے بزرگ تھے۔ تذکرۃ العابدین سے معلوم ہوتا ہے کہ مدرہ اسلامیہ دیوبند کے قیام کا اہام و انعام آپ کے قلب میں ہوا جبکہ آپ سچو حجتہ میں چلے نہیں گئے۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے مجتہدین ازواج میں ایک ممتاز فرد تھے۔ آپ ایک مشہور عامل بھی تھے۔ آپ نے ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ کو ۸۱ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کی معرفت ایک مکتوب حضرت نانوتوی کو موصول ہوا ہے جو اس مجموعے میں شامل ہے مگر مکتب الایہ کا نام درج نہیں ہے۔

لے تاج الدین اور سید احمد علی آپ کی اصناف ہیں۔

حکیم ضیاء الدین انصاری راجپوریؒ

آپ راجپور دھیاران ضلع سہارنپور کے باشندے تھے اور اتو بی خانان سے تعلق رکھتے تھے۔ حافظ محمد خاں شہید سے بہت ہونے۔ ان کی شہادت کے بعد ایک کتاب اُن کے حالات میں لکھی جس کا نام موسس پھجواں ہے۔ مدرسہ صوفیہ کے کتب خانے میں یہ کتاب حضرت حاجی صاحب کے ذخیرہ کتب میں رکھی ہوئی ہے۔ احقر نے اس کا خلاصہ رسالہ تذکرہ دیوبند میں ایک مقالے کی شکل میں شائع کر دیا ہے۔ آپ مجلس شوریٰ دیوبند کے ایک رکن تھے حضرت حافظ خاں شہید کے بعد حضرت حاجی امداد اللہ کی طرہ رجوع کیا اور ان سے غلات حاصل کی۔ مزید حالات اور وفات کا علم نہ ہو سکا بلکہ تاریخ میں آپ کا انتقال ہوا۔

مولانا نصر اللہ خاں صاحب

صفو ۹۲ تا صفو ۹۹ کا مکتوب مولانا نصر اللہ خاں صاحب کے نام ہے متین طبع پر نہیں لکھا جا سکتا کہ کون بزرگ ہیں، مگر ہے کہ یہ مولانا نصر اللہ خاں خوشگی خوجوی مصنف تاریخ دکن ہوں۔ انھوں نے ۱۳۳۵ھ میں انتقال کیا۔

مولانا عبدالعزیز لہریؒ

آپ مولانا احمد حسن مراد آبادی تلمیذ مولانا افضل حق خیر آبادی کے شاگرد رشید تھے۔ مدینہ منورہ میں رہ کر حضرت مولانا شاہ عبدالغنی مجددی دیوبند کے علم و کلام سے بہت پڑھا۔ حضرت انور توڑی سے ایک علمی مسکن تحریری مناظرہ ہوا تھا جو مناظرہ عجیب کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ آپ حضرت مولانا تیسراتی علی چشتی امر دہلی کے مرید تھے۔ ۱۳۳۵ھ میں انتقال ہوا۔

معاذین و محبین

محرم الحرام مولانا سید عبدالغنی صاحب پھلاؤدی میرٹھ قلعہ لوقت حضرت پھلاؤدی سے پہلے شکر ہے کے سخت ہیں جنھوں نے ازراہ کرم ذرا قاسم کا نسخہ بیعت کے لئے میرٹھ سے لیا۔ وہ اس نسخے کو دیگر خطوط کی طرح مولانا پھلاؤدی کی بیعت کے لئے لے جانے سے جبکہ انھوں سے معذور ہو گئے تھے بہت حفاظت کے ساتھ رکھے ہوئے تھے مولانا پھلاؤدی کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے مولانا عبدالغنی صاحب زید محمد میرٹھ کو اس نسخے کی حفاظت کرائی اور محض اپنے فضل و کرم سے مولانا کو یہ توفیق دی کہ انھوں نے اپنے قریب ایک کتابوں خطوط مضامین اور تحریرات کو خرزول دجاں بنائے رکھا۔ ایک کتب خانہ میں یہ تمام اہم کتابیں نوادر اور تحریرات مدقوں سے موجود ہیں تقریباً ۹۰ سال کے عرصے میں کتنی سخت بارشیں ہوئی ہوں گی اور کتنے مکانات گرے ہوں گے جس کی وجہ سے کتنی دستاویزات اور کاغذات ضائع ہوئے ہوں گے لیکن اسکا اثر کی برکت اور حضرت مولانا پھلاؤدی کی کرامت کہیں کہ آپ کی تمام کتابیں اور کاغذات محفوظ فرما دیے قاسم کا یہ نسخہ کتب خانہ کی کچی بخت کے نیچے بھی محفوظ رہا۔

میں مولانا حافظ محمد امین صاحب میرٹھ کا بھی شکر گزار ہوں کہ انھوں نے مولانا کو اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں مزید توجہ دلائی۔

میاں مولوی موبت الحق قاسم درہنگوی سولہ نے بھی اس کتاب کے حصول کے سلسلے میں میرٹھ سے براہ راست اور پھر پھلاؤدی سے اس کتاب کو اور اس کے ساتھ تصویر النبراس اور مکاتبات حضرت تیسراتی امر دہلی کو حفاظت کے ساتھ امر دہلی لائے ان کے مضامین سے آگاہ کرنے میں اور پھر اس کتاب کی ترتیب میں میرٹھ بہت مدد کی۔ مولوی حافظ محمد یوسف امر دہلی سولہ نے اس کتاب کا مقدمہ لکھا اور غیرت مضامین کے لکھنے اور تیار کرنے میں میرٹھ کافی مدد کی۔

میاں ذاکر خٹار احمد فاروقی سولہ نے اس کتاب کا پہلا کس اپنے اہتمام سے تیار کیا

اور اس کی جانچ کی بیاں افضال الرحمن فاروقی کچھ ابونی اور شیخ عبدالرحیم متہ ناگپوری نے بھی اس کتاب کے عکس کی جانچ کی اور اوراق پر غبر ڈالے۔
اس کتاب کے دوسرے عکس اور طباعت کی تحمیل کے سلسلے میں حکیم محمد امجد خاں صاحب ملک جتپورتی پریس دہلی نے پورا پورا انتظام فرمایا، مگر یہ محکمین صاحب بن حاجی محمد سہیل دہلی نے بھی اس کتاب کی اشاعت کے سلسلے میں مجھے بڑی سہولت بہم پہنچائی۔ قاری سید محمد عثمان صاحب منصور پوری داماد شیخ الاسلام حضرت مدنی مرحوم محمد راشد صاحب، بجنوری اور میاں انیس احمد فاروقی ملتان نے بھی اس کتاب کی تصدیق و تحمیل میں مجھے کافی مدد دی۔

عزیز میاں غلبہ عباس عباسی کے اہتمام میں یہ نسخہ جتپورتی پریس دہلی میں شائع ہوا۔ میرے احباب میں ماسٹر حاجی غلام الدین صاحب بھی قابل صد شکر یہ ہیں جنہوں نے میری آنکھوں کی معذوری کے عالم میں میری رفاقت اور نصرت فرمائی اور کئی مرتبہ اس سلسلے میں دہلی کے سفر میں میرے ہمراہ رہے۔ میں ان سب معاونین کے حق میں دعا خیر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین !

۲۹۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۰ھ

۱۶۔ اپریل ۱۹۵۹ء (جہانگیر)

محمد جمشید امروہہ (ضلع امرتسار)

نسیم احمد فریدی امرہ

احمد صدراہنت کہ محبوبہ بیحدیل سے :

فرائد قاسمہ

کفر صدفنی از ابرار مرقریہ فرام آردہ

در سک تحریہ آمہ نظر ز زلف خستہ مل گوید



ابن تیمیہ رحمہ اللہ

موال علما۔ بنین محمدی وورثہ علم سید مصطفوی سے اہل علیہ وعلیہ وسلم
 ارشاد فرماوین کہ تعقیقت اوس شرک کی کیا ہے جسکے سبب شرک الیہا جس
 ہو جاتا ہے کہ اوسکا ذبح درست نہیں ہوتا اور اوسکا نکاح مسلم سے نہیں
 ہو سکتا اور وہ شرک ایسا امر ہو کہ مختص بہ شرکین ہو اہل کتاب میں نہ پایا ہو
 اسواسطے کہ اہل کتاب کا ذبح حلال ہے اور کتابیہ سے نکاح مسلم کا بھی
 درست ہے حالانکہ وہ امور شرکیہ جو عام اہل اسلام میں شہود میں زمین اہل
 کتاب اور شرکین شریک میں جیسے شرکین کا قول ہے اَللّٰہُ نَدَّ یُنَاتُ
 اللّٰہُ ایسا ہی اہل کتاب کا قول ہے عزیز ابن اللہ و مسیح ابن اللہ :-

۳۳
 شریکین اور کمال اطلاق غیر الہ پر کرتے ہیں جعل الالہات الما ولحد اہل
 کتاب ہی ایسا ہی کرتے ہیں انت قلت الناس اتخذوا فی دینی العین
 من دون اللہ بالکفر وافرقتہ لمعبود وکون مستقل فی تاثیر اور غایت
 معظّم نہیں جانتے صحیح مسلم میں ابن عباس سے مروی ہے قال کان المشرکون
 یقولون لیک لاشرباک لک قال فیقول رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم ولیکم فذکر فیقولون لاشرباک حولک فملکک
 وما ملک الحدیث ولئن سئلتم من مخلق السموات والارض
 لیسئلکم لیسئلکم العزیز العلیم الا یہ او سجدہ غیر اللہ کو ہی دونوں
 فرق کرتے ہیں عبادۃ کرتے ہوں یا تعظیماً کرو کہتے ہیں کہ ہم تعظیماً اور
 تخیلاً کرتے ہیں اور ظاہر ہیں کہ اگر انکا سجدہ سجدہ عبادت نہ ہو اسلئے
 کہ انکی عقیدہ میں غیر اللہ غایت معظّم نہیں ہے پس یہ قصد غایت تعظّم
 نہ ہو کا کلام مولانا شاہ عبد الغفر صاحب تفسیر غریب میں یہ مفہوم ہوتا ہے
 کہ سجدہ غایت تعظّم اور مذلل ہے لائق ہے کہ غایت معظّم کو جو پس المر
 غایت تعظّم ہو تو سجدہ عبادت ہے والا سجدہ تخیلاً بالجودہ وحققت
 شرک مطلوب البیان ہے کہ جسک شرک اور تثنائی متنازعہ ہو جاوی اور

۳۴
 فقط سراسانی ہونا اہل کتاب کا بشرکین کا امتیاز نہ تھے کافی نہیں معلوم ہوتا
 اسلئے کہ اہل اسلام میں سے جو عقاید شرکیہ رکھتے ہیں باوجود اقرار ساسانی
 حکم شرک اور نہ گنایا جاتا ہے علاوہ اسکے مار کا عقیدہ پر ہے مافر زید بانی یہ
 نبیو اتوجروا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جواب لفظ شرک مثل لفظ تصور ومعنوں میں باصطلاح اہل شرع
 استعمال ہوتا ہے جن میں سے ایک معنی دوسرے معنوں سے عام ہے اور دوسرے
 معنی خاص غرض جیسے اصطلاح منطق میں تصور کے دو معنی ہیں ایک عام ایک
 حاصل یہی ہی اصطلاح شرع میں شرک کہی تو مقابل موجد ہوا جاتا ہے اور
 یہ بھی عام میں اور کسی اس معنی کے ساتھ مفہوم الذی لہ یوت الکتاب کی
 قید نہ پا کر اور اس عام کو خاص کر لیتے ہیں اور شرک بمعنی ثانی اہل کتاب کے
 مقابل میں استعمال کرتے ہیں اور اس اعتبار سے یہ تفریق ہے کہ اہل کتاب
 ذبیحہ دہتے شرک نہیں کیا یہی نکاح و رخصہ۔ شرک ہے ورنہ
 نہیں ہو کہ وہ شخص نہ ہو کہ بیان سے اوپر طرح ظاہر ہے جیسے تصور کے
 تخصیص کے وہ مقابل تعین یعنی جیسا وہاں تصور معنی مقابل تعین کا

بہ نسبت تصدیق کے تصور ہونا ظاہر تھا کیونکہ حصول موت وہاں ظاہر ہے
ایسی ہی بہانہ آثار شرک شریکین یعنی ثانی میں نسبت اہل کتاب کے ظاہر و ظہر ہے
اسلئے بیان وجہ کی طرف توجہ کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی ان اس بات کا
بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تفریق مکرم ذیحہ و مکناح بطور معلوم کیوں
کی گئی ہے جس سے نابکار و کافہم اسباب میں معتبر نہیں خدا کی باتیں خدا
ہی جانی یا اوستار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم گنہگار ہمارا معرور
اول تو خیال فرمائے کہ اہل کتاب تو شل اہل اسلام موافق تو زنت شریف
علی العموم خدا ہی کے نام پر ذبح کیا کرتے تھے اور اگر کیسے شاذ و نادر کسی نے
نیت ذبح ہی کیا تو وجہ ندرت ایسی ہی قابل اعتبار و لحاظ تھا جس سے شیخ
سدو وغیرہ کی نیت بہانہ اہل اسلام بعض مقامات میں شاذ و نادر ذبح
کرتے ہیں اور اس وجہ سے ذیحہ اہل اسلام میں داخل نہیں کیا جاتا دوسری وجہ
ایمان ایک کل شلک ہے جس کے لئے درجہ کتبہ میں ہیں سے وہ مرتبہ جس سے
نجات عن الخلود فی النار شروع ہوجاتی ہے وہ نواہل اسلام ہی کے ساتھ
مخصوص ہے اس صورت میں مراتب بالذاتی تو کیونکر اذکی ساتھ مخصوص نہیں ہوگی
پرمراتب اسلافہ اور اقوام میں ہی موجود ہیں غرض نجات عن الخلود اور چیز ہے

اور ایمان اور چیز ہے موافق اشارہ — آیت لا تنفع نفساً ايماناً
قیامت کو ایمان تو کفار میں ہی ہوگا پر نجات عن الخلود نہ ہوگی بالجمہ مراتب
سا فلایمان میں سے جو نہ مرتبہ اہل کتاب میں پایا جاتا ہے باین وجہ کہ وہ
ایک کتاب خداوندی پر تو ایمان رکھتے ہیں اور مرتبہ ایمان سے عمدہ تھا جو
مشرکین میں ہوتا ہے اور اگر فرض کروا زمین ایمان بالکل نہیں ہوتا تو ان
ہی دعا سہل ہو گیا ہر حال ا زمین ہوتی ایمان زیادہ ہی اسلئے قابلیت اخلاص
اختلاط ہی ا زمین بہ نسبت مشرکین زیادہ کھل اور دیکھا تو سرمایہ حلت
اصل میں تقرب الی اللہ ہے حسین بانگ وہ شریکین اگرچہ بوجہ امور
خارجہ وقت ارتداد اوس اصل پر نظر نہیں کجا توجہ نہ تھی نہ تھی
انشاء اللہ تعالیٰ واضح ہوا جاتا ہے شری وجہ ہے کہ کورات و انجیل میں
بشارات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مندرج نہیں مگر یہ بات کہ آپ صدق
ان بشارات کے ہو سکتے ہیں یا نہیں بعد ملاقات تواتر و جلیب کا طویل
واختلاط کثیرہ تصور ہے اسلئے اس قدر اختلاط روا کیا گیا کہ کتاب سے
مکناح جائز ہونا کہ بعد استماع اوصاف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تطبیق اونی
بشارات کی اذکو سہل ہوجای اور ہر جمعیت کی محکومیت اور اسکا

شائرموناظاہر و باہر ہے گرجو کہ دعوت معلومہ و وسرا اندیشہ تبار و کتب
 سے نکاح کر سکتے ہیں مگر کوا جازت نبوی علی ہذا القیاس و کئی کہانی کہلانی میں
 ایک نوع اختلاف کی امید تھی جس سے مقصود معلوم کی امید گونہ نظر آتی تھی
 البتہ مسلمان ہو کر مرد ہونے میں وہ امید قطع ہو جاتی ہے بعد وضع بیعت
 پہلے اسلام و مشاہدہ و استماع احوال سنید نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اگر کوئی شخص
 مرتد ہو گا تو باعث او سکا بجز لعنت و عذاب و کونہو کا اس صورت میں وہ
 اختلاف موجود جب کشف راز اور باعث وضع حقیقت الحال سمجھا گیا تھا
 اس بات میں یکا نظر آیا ان اولیاء اہل اسلام کو انکی محبت گمراہ ہو جانی کا اندیشہ
 تھا اسلئے اس پر یہی نظر نہیں کھائی کہ علت علت بدستور غرض حسب قاعدہ
 مقررہ جسکے طرف آیت قلی فیہا اکثر کبیر و منافع للناس و انہما الک
 من نفعہما شیعہ ان احکام میں غلبہ علل منافع و مضار پر نظر ہے واللہ اعلم
 جواب یہ ایک سوال نہیں بقدر الفاظ مندرجہ استفسار سوالات یکجہ
 مگر چونکہ الفاظ باعتبار اغراض و احکام متحد معلوم ہوتی ہیں اسلئے باعتبار الفاظ
 و احکام سوالات مسطورہ کو تعداد اصلی کے کم میں نہ کر عرض جواب کی طرف
 بنام خدا متوجہ ہوتا ہوں پر بطور تبسید اول یہ گذارش ہے کہ استعمال الفاظ

درجہ اولیٰ مرتبہ

۸
 مرقومہ کہیں اپنے معنی قید میں ہوتا ہے کہیں معانی مجازیہ میں ہر معانی حقیقیہ میں
 اگر استعمال کے جائیں تو اس کے پرد و صورت میں میں ایک تو بہر کہ سوا معنی راو
 اوں الفاظ کے لئے اور کوئی معنی ہی نہیں ایک کہ او میں ہی ہوں و صورتیکہ
 ایک لفظ کے کئی معنی ہوں اور ان معانی میں سے کوئی معنی مخالف مقاصد شرع
 ہوں تو ایسے لفظوں کا اصل سے استعمال کرنا ہی ناجائز ہے اسی پر کہ یہ موقوف ہیں
 کہ معنی مخالف مقاصد شرعیہ راو ہوں تو استعمال منع ہے نہیں تو نہیں سند
 اس دعویٰ کی کلام الدین موجود ہے فرماتے ہیں یا ایہا الذین امنوا قولوا
 راعنا و قولوا لظہرنا و یکتے راعنا گو عربی میں انظر انکے مرادف یا نظر
 ایضے ہے لیکن یہودیوں کی اصطلاح میں یا عبرانی زبان میں دشنام ہی تو اہل
 منع فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لفظ سے خطاب مت کیا کرو
 بلکہ راعنا کی جا انظر انکے کہ رو دیکھتے غیر زبان کے معنی پر ایسے مواقع میں جہ نظر
 تو زبان کے معانی کثیرہ کا کوئی لفظ نہ ہو گا دیکھتے اسما اور اعلام مشتقہ میں یک
 وضع جدید ہوتی ہے اور یا انہیہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے وضع قدیم
 سابق کا لحاظ کیا اور عبد اللہ و عبد الرحمن کو احب اللہ فرمایا اور ملک
 الا ملک کو انقبض الاسما علی ہذا القیاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اوس رنگ کو کہے ایسے نام کی تغیر و تبدل فرمائی جسکے معانی اصلیکہ نام کو مگر
 و شکر یا جاذباتی یا بزرگ و بڑائی کا جو نام نہا یا بد شکنی کا سو ہم تو تاہا چنانچہ
 ماہر ان حدیث شریف پر واضح ہے الغرض ایہام مذکور پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 کی یہی نظر ہے جیسی خدا ہی تعالیٰ نے لکھا فرمایا اور سب باعتبار معانی الفاظ
 مشترکین میں ہر کلمہ ہے تو وہ لفظ جسکے معنی واحد چون پر مخالف مقاصد و مقاصد
 ہوں ایسے لفظ کا کسی معنی معین میں مجاز استعمال کرنا بدرجہ اولیٰ ممنوع ہو گا
 و جہاد سکی یہ ہے کہ الفاظ کثیرۃ المعانی الموضوع کے سب معانی باہم اجنبی اور
 متضامین ہوتے ہیں ایک کو دوسری سے کہ علاقہ نہیں ہوتا اگر علاقہ ہوتا ہے تو
 اتحاد لفظ کا علاقہ ہوتا ہے اور معانی مجازی اور حقیقی میں علاوہ اتحاد لفظ کوئی
 اور علاقہ نہیں ہوتا ہے جس پر مدار تجر ہو جائے مگر ایسے الفاظ کا استعمال کرنا خواہ
 معانی — حقیقی صحیح میں ہو خواہ معانی مجازی عمدہ میں و طرح منصوص ہے
 ایک تو یہ کہ تعین محکوم علیہ ان الفاظ کے سیاق کلام سے ظاہر ہو کہ کیا کلمہ
 زبیر قائم شد سو یہ ان ظاہر ہے کہ محکوم علیہ زبیر ہے اور او میں کلمہ کی نسبت
 نہیں غرض ایک تو یہ کہ بالیقین معصوف اور اوصاف کا تعین معصوم ہو
 ایک ہر کہ تعین محکوم علیہ سیاق کلام سے ظاہر ہو گو واقع میں تعین جو سوشل

اول میں تو ایسے الفاظ اگر ایسے محکوم علیہ کی شان میں استعمال کیے ہیں کہ او کی شان
 میں ایسے الفاظ کا استعمال بارہ یعنی قیوم معصوم ہو تو دوسری معانی حسن میں بھی
 اونکا استعمال بوجہ مذکور ممنوع ہے اور کل ثانی ارادہ معانی قیوم معصوم
 ارادہ معانی حسنہ ممنوع نہیں اسلئے کہ ارادہ معنی حسن تو کہہ رہا ہے میں اگر
 برابر ہے تو ایہام معنی قیوم برابر ہے جسکی وجہ سے استعمال بطور مذکور ممنوع
 سو یہ ایہام عینی معصوم ہے کہ اور کو تعین محکوم علیہ کی خبر ہو اور جب محکوم علیہ
 متعین نہیں تو یہ کہ خبر خرابی نہیں غرض جب کوئی فساد خارجی نہیں تو یہ کہ شہادت
 انکار اعمال بالذات عند اللہ ایسی الفاظ کا معانی صحیحہ میں استعمال
 ممنوع نہیں اگر اھل اشعار و ان حافظہ دیگر کلمات بزرگان جو اس قسم کے ہیں
 حسن اور موضوع اور محکوم علیہ کوئی کلام کا خود خدا و مذکر ہے تو بانیو جہ کہ
 سیاق کلام سے تعین محکوم علیہ معلوم نہیں ہوتا تو بوجہ ایہام معانی قیوم و انکار
 ظاہر ہے اکی کو تو تحریف وغیرہ مذکور ہے جسے تفسیر مہرب ہو چکی تو اب التماس ہے
 کہ شہادت مندرجہ سوال متعلقہ جسم شریف میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ تشبیہ
 عاشقانہ اور معصوم شاعرانہ ہو دوسری یہ کہ تشبیہ عاشقانہ نہ ہو بلکہ شہادت ہو
 یا بعض الفاظ میں معنی حقیقی ہوں جیسا غار مگر عالم یا خونیر خلق کو بعض الفاظ

جہاد و غزوات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی الخلاق ان الفاظ کا آب پر ملک ہے
گو بیان ہی دو احتمال میں ایک خوب کہ مجاہدانہ ہو سو یہ مجاہدات کلام سے مرکز کوئی
مراؤ نہیں بلکہ معنی یعنی مجاہدان الفاظ کا استعمال صحیح نہیں دوسری یہ کہ دشمنانہ
چنانچہ ظاہر ہے بالجمیل بطور ممنوع ہے اتنا فرق ہے کہ تشبیہ عاشقانہ ہو تو کفر نہیں
او دشمنانہ ہو تو استعمال الفاظ مذکورہ نسبت ذات پاک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
کفر صریح ہے یہی بہ بات کہ کفر نہیں تو پر کر لیا چونکہ ایہ علم تو بین اور تو بین کفر
تو ایہام مذکور حرام جو کاشا لباس کفار اور شعائر کفار میں فقط ایہام کفری میں
کفر نہیں تو عند اللہ حرام ہے علی هذا القیاس یہاں ہی یہی سمجھتے ہاں اتنا فرق ہے کہ
ملاحظہ شعائر عند القضا موجب کفر ہو سکتا ہے اور ایہام الفاظ مذکورہ موجب
کفر نہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ استعمال الفاظ موضوعیاً معنی تحقیق میں غلط ہے
ویناسی معانی مجازی میں پر شعائر میں یہ بات معنوی نہیں شعائر اسے کہتے ہیں
کہ کسی کے ساتھ مخصوص ہوا و چونکہ اس وجہ سے ایہام میں تخفیف ہوتی ہے تو حرم
میں ہی بغاوت تخفیف ہوگی مگر باین نظر کہ نام موجب اذیت ظاہر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
ہو گا اور یہ ممانعت لاجل من الغیب صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور او کی ادنی اذیت ہی
بحکم از الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرہ واما

عذاباً یا ہمینا موجب لعن ہے اور باعث عذاب کیونکہ اطلاق یو ذوں سے
ہر قسم کی اذیت اس میں بھی جاتی ہے اسلئے درجہ حرمت پہنچی اور اگر یہ ممانعت
حد کر اہمیت میں داخل ہوگی بلکہ بانو کہ یہندہ الفاظ موجب اذیت میں اور شعائر
میں کوئی اذیت نہیں وہ تحقیق حرمت جو جو جہد کی ایہام میں اور شدید موجاویگی
حرمت شعائر سے بڑھ جاوے گی اور اگر باین خیال کہ ایہام تو بین کے کوئی قاضی یافتہ
ایسے کو کو کافر کہی تو چند ان بعید ہی نہیں ہاں عند اللہ نیت پروردگار ہے واللہ
اعلم بما فی الصدور بالجمیل ایسے الفاظ عاشقانہ کا استعمال ایسے محبوب نیرانی
کی شان ہو کہ بعد تجرید معانی حاصل سب کا محبوب نکل آئے ہاں وجہ کہ موہم تو بین
اور تشبیہ تساوٰی معشوقان موہم ہے جائز نہیں ہاں اگر محبوبیت ایمانی مجزیہ
جسمانی معنوی تو مصافیق میں تباہی چڑھت خاک را با عالم پاک موجب رہا
وایمانی و دہی عزرب رسول ربانی صلی اللہ علیہ وسلم کہا اور اہم دان خوش نظر اور
زنان پری گر گیا آخری قصود اس محبت دنی کا فعل شیع ہے اور مقصود انہم
محبت ایمانی کا قرب خدای فریع اور ظاہر ہے کہ ایہام اسباب میں ایہام مقام
وتمایج مندرج ہے باین وجہ الفاظ مشاعر ایہام کا ایسے موقع متبرکین استعمال
کرنا اگرچہ نیت فاضل فاسدہ ہی ہرگز درست نہیں اور مقضای محبت نہیں کہ

ایسے الفاظ نازل ہوتے ہیں انہما رانی الغیر کہ بجای انکاف خداوندی صلے اللہ علیہ
 مور و من خداوندی و غضب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم ہوں یہ تو جوا تب انشیہا
 متعلقہ ذات شریف کا جو دعویٰ ان محبت شغل عاشقان صوری اوکے ترک ہے فی
 یعنی سائل نے ان تشبیہات راہ کے بعد ان کلمات کو لکھا ہے جو بعض غرض
 نبوی جاتی ہیں بعض انہما محبت مثل تشبیہات مذکور نہیں ہوتے اگرچہ بعض خاص
 تشبیہ ہیں جنہوں غرض سائل نے جو یہ پوچھا ہے کہ یہ کہا کیا ہے کہ خدا محمد پر کیا
 اور محمد خدا ہو گئے یہ چار سوال متواتر ان کلمات سے متعلق ہیں جو بعض تعظیم اور
 انہما عظمت مراتب محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے ح کے مجاہد نادان بولتے ہیں
 سوان الفاظ کی اطلاق اور قسم کے بول چال کا حال اور جو یہی وہی ہے جو
 الفاظ تشبیہیہ لکھا ہی مگر ان علت مانعت میں فروجہ اور اسلئے وجہ مانعت
 میں ہی خداوندی بنائی کا مانعت الفاظ سابقہ ابہام تو ہیں نبوی صلے اللہ علیہ وسلم
 تھا اور وجہ مانعت الفاظ تعظیم یعنی تو ہیں خداوندی ہے غرض سوائے خداوندی
 رفیع الہ جات کے ہر ایک کے ترک یہی ہے اوس حد سے کہنا ہے من اوس کی تو ہیں
 اور اوس حد سے ٹٹلنے میں جسکا تہ اوس حد سے بلند ہے اوس کی تو ہیں
 کیونکہ نبی کے تہ و الوکوار اگر اوچے کے تہ میں پہنچا دیتی تو یہ معنی ہوں کہ وہ

برابر ہیں اور ظاہر ہے کہ نہ تو جو نبی برابری سے عجب گناہ ہے اور یہ کیوں نہیں
 کہتے میں غرض تہ معین سے کہنا نا تو میں ہے اور نبی کے درجہ والوں سے برابر کرنا
 ہی کہنا ہی ہے مگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہ سے اوپر سوائے خدا
 اور کسی کا تہ نہیں سوا اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکی تہ بعد دو حسین
 ذرا ہی بڑا تہنگے تو اسقدر تہ بعد خداوندی من اگر کو داخل کر کے اور محمد تہ
 خداوندی کے بعد داخل سمجھا جائیگا اسقدر شرک حقیقہ لانہم انیگا اور سب حقیقی
 کہ شرک سب بڑا گناہ ہے اور بجز تو یہ اوسکی مغفرت کی کوئی قوت نہیں ہے
 وجہ شک کی ایسی ہی ہو نیکی وہی تو ہیں خداوندی ہے جسکی توجیح میں ہے
 فراغت پائی یا تو ظاہر ہے کہ تو ہیں خداوندی اور تو میں نبوی صلے اللہ علیہ وسلم
 میں اسقدر فرق ہے کہ بعد خدا میں اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں مگر کسی
 اہل ایمان کو اس میں تامل نہ ہو کہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یا نبی عظمت و رفعت
 مراتب خدا کے ساتھ یہ نسبت نہیں رکھتے یہاں اگر تہ تہ بنائی تو عیدین اور
 عیدین کے تہ ہے جسکی حقیقت خاکساری اور بجز و نیاز اور انہما تہ نازل ہے
 سو جسنا کوئی سوا خدا کے عالی مرتبہ ہو گا او میں نسبت اور کوئی یہ نہیں ہو گا
 ہو گئی اور ظاہر ہے کہ خدا میں من یا تو ہو گا وہم کا یہاں جوصل کے نادانی ہے اگر

۱۵
 کسی کو خدا کی نسبت ایسے خیالات ہوں تو اس کے کفر میں کیا مبالغہ ہے انھوں نے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند ربیع الدرجات غنی من العالمین سے کوئی
 نسبت نہیں مساوی تو دیکھنا یہ ان الفاظ میں کہ خدا محمد ہو گیا اور محمد خدا ہو گیا
 ایہام دیکھنا را سبابت کی تصریح ہے کہ خدا اپنے رب سے معزول ہو گئی اور او کا
 رتبہ گت گیا علی بذالقیاس اس نفع میں خدا جسم ہو گیا اور محمد جان ہو گئی اس کے
 تصریح ہے کہ محمد لا ربخدا سے بڑا ہوا ہے اور خدا لا ربنا سے گستاوان الفاظ
 میں کسی استعارہ صحیحہ اور تشبیہ صحیحہ کی گنجائش نہیں اور اگر کوئی احتمال بعد کیا
 کہ بیان ہی وہی محبت اور محبوبیت مراد ہے تو ہم نے ماکہ مراد قائل ہی ہو چکا ہے
 بات انصاف طلب ہے اور قابل غور ہے اہل انصاف و فہم کو اس کے سونے
 کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اس میں تامل فرمیں گا کہ کلمات مذکورہ میں اگر کوئی
 محبت اور محبوبیت ہوں تو میں خداوندی ہر حال لازم آتی ہے تو بات یہ
 کہ باہم کے خطابات میں لفظ تو اور تم اور جناب اور حضرت اور قبلہ وغیرہ الفاظ
 خطاب میں فرق کرتے ہیں تم کو نسبت تو کے اور جناب کو نسبت تم کے اور
 حضرت کو نسبت جناب کے بہتر سمجھ کر موقع تعظیم میں استعمال کرتے ہیں اور
 ہر لفظ میں بہ نسبت سابق کے تعظیم اور بہ نسبت مابعد کے توہین خیال کرتے ہیں

منہ

مقصود ہر حال ایک ہوتا ہے یعنی مصداق کلمات مذکورہ ہر طرح ذات واحد
 مخاطب ہے ہر بہ تعظیم اور توہین بہ تعظیم الفاظ او یکہ نہیں کہا جاتا معنی کہ ہر
 محبوب نہیں کہہ سکتے ہر جب ہم اور تم باوجود اس اتحاد نوعی اور شترک لازم
 بشری اور جراح ضروری اور محبوب مقرر کی کہ ایک نہ ہو رہی ہی ہوتے کسی نہ ہوتے
 آپس میں ہوتے ہوتے باریک فروع پر نظر رکھتے ہیں اور اسی وجہ سے اکثر لڑتے
 مٹتے ہیں تم کی جگہ اگر کوئی تو کہہ دے تو اس کے چہرے مارین یا آب زہر کہا دین
 تو خداوند مجید مالک ہر جزو کل ربیع الدرجات غنی من العالمین جبار مہربان کو جس کے
 ایک کن میں لا کہہ ایسے عالم پیدا ہوں لا کہہ ایسے ایسے غارت ہو جائیں اسی الفاظ
 یا ذکر مانجئے معنی محقق تے جائیں تو بیشک کفر توہین لازم آتی کیونکہ جو محبوب
 نہ ہو گا انھیں الفاظ مذکورہ میں اول تو گنجائش استعارہ و توہین و ان ہی ہی
 تو اسی جے جسی علی فی خاوند کو باپ اور باپ بیٹے کو بوجہ خبر گیری و نور و نوش
 جو اصل میں باپ کا کام ہے یا بیٹے یا بیٹے کو بوجہ محبت و ہزار کی وجہ دینی کی
 بوجہ نگہداری آج نہان مالک پرکار سے اب یہ فرستے اس میں توہین اور استہزا
 نہیں تو اور کہہ دے اور کوئے عاقل نہ اس قسم کی باتوں کو بی ضرورت روا
 رکھا ہے لیکن اس قسم کے الفاظ کے استعمال کی وجہ مبالغت جو اس کے کہ نہیں

کہ اگر خداوندی کی کو انا کہیگا تو ایہام تو لہو گہ کا علی بذالقیاس کوئی صائب
 فرماتین تو یہی کہ اگر ایہام مذکور اس قدر موجب مبالغہ ہے اور ایسا موجب استہزا
 اور توہین چھا جاتا ہے تو کیا استہزا اور توہین سے احتراز فقط آپس ہی میں ضروری
 خداوند فیج الدرجات کی نسبت اقسام استہزا اور توہین سے احتراز ضروری
 باہم کی ان رشتہ داروں میں اگر فرق ہے تو ایک شہد کا ہی فرق ہے اور سب یا تو
 اشتراک ہے انسانیت اور لازم انسانیت ضروریات بشری جو اجماع امکانی میں
 برابر ایک لئے رشتہ کشہ کوئی پرہیز استہزا اور توہین بھی جانی اور خدا کے ساتھ
 باوجود اس فرق کے کہ کسی بات میں اشتراک تو کیا نسبت اور مبالغہ نہیں ہیں اس
 ایہام چھین کہ استہزا اور توہین نہوا لغز صبی زو جیتا اور نہوا یا باب ہونا
 یا زو جیت اور یہ نہوا وغیرہ باعتبار حکم شرع کسی طرح جمع نہیں ہو سکتا اور
 اس وجہ سے ایہام مذکور یہی موقع ہے خدائی کے ساتھ نہ ہونا اور نہ ہونا
 محمد کے ساتھ اوس خدائی کی ہوتی بندہ نہ ہونا اور خدائی اور دل نہ ہونا اگر ممکن ہے
 نہیں وہاں تو یہ احتمال ہی ہے کہ خدا اپنے ملک کو بدل دی بیان کی بات یہ نہیں
 جو بدل دیتی اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی توہین اور اس کے ساتھ استہزا سب میں
 بڑا حرام ہے شرک میں برائی ہے تو اسی بات کے برائی ہے خودی بالہ من

خداوند

ہذا الخرافات اہل ایمان کا کام نہیں اور ہل ایمانوں سے کلام نہیں مگر تمنا ہے
 کہ آج کل ایمان ایمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تذلیل اور توہین سے
 تو اس قدر مختصر زحون کہ خدا کی سلسلہ ہی عاجز نہ ہو اور خدا کی توہین میں ہجرت
 کہ اللہ خداوند کرم ہدایت کری اور اسی لغویات سے بجائی علی بذالقیاس
 اس لفظ میں کہ خدا میں نہ ہونا ہے اول تو خداوند پاک سبح قدوس کی
 نسبت اس بات کا ایہام ہے کہ اوس کے جسم اور لب اور نہ ہونے ہی میں جیسے ہمارے
 دوسری خواہش ہوں و گنا کا ایہام علی بذالقیاس خدا کے عاشق اولیٰ چنے قریب
 ہونے میں خدا کی طرف تو بقراری کا ایہام ہے اور انہی طرف خدا کی مخالفت کا ایہام
 ہے یہی مجھ بات کہ عشق معین مجھ ہے جس کا خدا کی نسبت ثبوت کلام اللہ
 میں موجود ہی ہوا اس کا جواب یہ ہے کہ اتحاد معنی محض خیال غلام مردانہ کم فہم
 جن کو ہم مراد و سمجھتی ہیں وہ باہم مراد و کم ہوتے ہیں ظاہر میں حسن جمال
 میں مراد و ہی مگر نظر نور سے دیکھتے تو مراد و نہیں تھاوتے حسن صفت
 اضافی ہے اگرچہ بظاہر معلوم نہوا و جمال صفت اضافی نہیں شرح او کی ہے
 کہ جمال اوس کیفیت کو کہتے ہیں جو جملہ اعضاء یا ارکان ضروریہ نہا کی نفسی
 پیدا ہوتی ہے چنانچہ جملہ ہونیکا مضمون ہے لفظ جمال سے ظاہر ہے جو یہ

کیفیت نوشی میل کے ساتھ رہتی ہے اور جن اس کیفیت کو ادراک کو کے
 نوشی اور محفوظ ہو سکتے ہیں چنانچہ حسن یعنی بونا اس بات پر شاہد ہے
 اور ظاہر ہے کہ یہ بات دوسروں کی دیکھنے والی ہو سکتی ہے اور دوسروں کے متفق
 مگر جو کہ خدا کی صفات دوسروں پر موقوف نہیں تو ہمیں کو خدا کو کہتے ہیں اور جن
 نہیں کہتے جو کسی بہانہ تراوف معلوم ہوتا ہے اور بعد تحقیق معلوم ہوا کہ تراوف
 نہیں ایسی ہے اور انفاطین میں نہیں کہ تراوف معلوم ہوتا ہوا واقعی نہیں ہو
 جب تک بقدر تراوف معلوم ہو تک صرف ظاہر پر ہو سکا کہ ایک لفظ کی جگہ دو
 لفظ کو خدا کی نسبت بولتے ہیں احتمال تو میں ہے اور توقیف شرعی کے بھی
 میں نہیں یہ جو عقاید میں مقرر ہے کہ اسمی الہی توقیف میں تو اوکل ہی وجہ ہے
 سوال تو احتمال تو میں ہے اس مانعیت کی لئے کافی ہے دوسری شخص مفسر
 عشق اور محبت سے بھی ہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں لفظ جدی جہدی نہیں کہتے
 مفسرین میں مان بوجہ تلامذہ یا قارئین جو اکثر واضع میں مشہور ہوئے ہیں
 تراوف معلوم ہوتا ہے حب اور جذبہ دانہ کو کہتے ہیں اور نرم کو بولتے ہیں جو وسط
 اور تہ ذل میں ہوا کرتا ہے سو محبت تو اس کیفیت کو کہتے ہیں جو وسط قلب اور
 تبدیل میں دوسری چیز کی نسبت ہوتی ہے اور عشق اور جذبہ کو کہتے ہیں جو مگر
 اربعین

عوف میں عشق پہچان کہتے ہیں سو جیسے سبزہ مذکور ہے و جوار کی ہتیا پر
 چاروں طرف سے لپٹ جاتا ہے اور جن چیزوں پر لپٹ جاتا ہے اگر وہ اترسم
 سبزہ ہوتی ہیں تو اس کو سکھا دیتا ہے ایسی ہی کیفیت مذکورہ تہ ذل
 جوش مار کی کیفیات باقیہ کو دبا لیتی ہیں اور گویا نیست نابود کر دیتی ہے اور
 اور شخص کو جس کے دل میں عشق ہوتا ہے سکھا دیتی ہے غرض اس کیفیت کو فقط
 لیجئے تو محبت ہے اور اس مفسر کو کہ ساتھ لیجئے کہ اور کیفیات کو دبا لیتی ہے
 اور صاحب کیفیت کو سکھا دیتی ہے تو اس کو عشق کہتے ہیں سو اول اگر وہ
 خداوندی میں ہو تو ایسا ہے جیسے اور اضافیات علم اور قدرت اور قیاس تسلیم
 میں جیسے تردید نہیں بوجہ شہادت کلام ربانی امر اول کی تحقیق میں ہی اصل
 کرنا چاہئے اور امر ثانی کو خدا کی ذات پاک میں تسلیم کیجئے تو یہ معنی ہوں
 کہ خداوند پاک نفوذ بامر مجبور اور معذور ہے تعالیٰ اللہ عزوجل علو
 کبریا العزس استعمال لفظ عشق میں ابہام قیاری اور اضطرار ہے جس سے
 خداوند پاک مندر اور پاک ہے باقی رہا بہر جہ کہ میری مغفرت گناہ کرنے سے
 ہوئی اگر میں گناہ نہ کرتا تو میری مغفرت نہ ہوتی اس جہل کو اس بات مجھول
 کرنا چاہئے کہ بخشش گناہوں کی معافی کو کہتے ہیں فقط جنت میں داخل کرنا

۲۱
 نہیں کہتے اور یہ بات جو زبانی نہیں سوائے الفاظ اگر کسی نسبت سے نکل جائیں
 تو رد گداز ہے اور یہ احتمال کہ نسبت میں داخل کرنا، پر غور ہے اگر سیاق
 کلام سے ظاہر ہو جائے ابیام شاعرانہ اسی غرض سے ہوتے ہیں تو یہاں ہی وہی حکم
 کیونکہ اس صورت میں اس بات کا ابیام ہی لازم آتا کہ گناہ خدا کے نزدیک قبول ہے
 او طاعت مردود اور اس میں قطع نظر مخالفت قرانی اور احادیث متواترہ اور یہاں کی اور
 استخفاف شریعت مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نفع کا انشا اور یہ سکر بھی ہے
 جو صفات کفار اور منافقین اور شحاتہ مخالفان دین میں سے ہے واللہ اعلم وعلیہ
 اتم والسلام ولہجہ مگر یہ یہ ہے کہ اس جملہ میں اور تاویلات ممکن ہیں اس کی کسی
 تکفیر اور قطع نہ چاہتے مگر کہنے والوں کو خود احتراز لازم ہے اور اس بات میں تردید نہ کرنا
 ریس نہ چاہئے کہ او کی تاویلات اور خیالات کو عوام کی عقلیں نہیں پہنچتی علاوہ دین
 بزرگان دین سے اگر اس قسم الفاظ صادر ہوتی ہو گئے تو غلبہ حال میں صادر ہوتی ہو
 او غلبہ حال اور جبہ دال عقل انسانی فرغ القلم ہو جاتا ہے باقی تقریراں سے اہل فہم و
 فراست خود جھگڑے ہو گئے کہ بعد ابیام نہ کہو اور جب مزاج قبیح مضموم دماغی مرتد و
 مانہت شدید و خفیف ہوگی اس صورت میں استعمال لفظیات اور مضموم و غیر الفاظ
 قبیح کی معانی اصل کے قبیح میں کچھ نہ مل نہیں اور الفاظ باقیہ کی جمع سے انکا

قبیح درجہ ہجرت کی وجہ سے نسبت اور الفاظ کے زیادہ تر ممنوع ہو گئی واللہ اعلم
 تکلیف الامشارۃ
 در تحقیق تعلیم طغیانیات کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سبحان ربی اعظم
 الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سید المرسلین
 و خاندانہ النبیین والہ وصحبہ اجمعین یہ حمد و صلوٰۃ بہرگز اثر ہے کہ وجہ
 استغنا کی وجہ سے جو یہ نہیں آتی استغفار اور اس امر کا کیا کرتے ہیں جس میں کچھ خطا اور تقصیر
 کسی وجہ سے غفلتی و مستر ہو جاتا ہے یہ پہلو سے ظاہر و باہر ہوا اسکا استغفار
 کیا کہتے ہا بنیان در رسد کی نیت اچھی مدرس کی نیت اچھی معقود علیہ فی دین و دنیا
 و ادب و علم معانی و اکثر انواع معقولات مثل حساب و ہندسہ منطق ضمیمہ نہ
 مخالف عقاید اسلام ہے نہ ضروریات دین اسلام کا بیان بالیقین سیاح و کفار
 محدود و معلوم بہر نہ معلوم باعث اشتباہ کیا چیز ہوتی جو استغنا کی نوبت آتی
 ہاں وقت کار اگر غیر محدود و یا غیر معلوم ہوتا تو وجہ مستلزام مجہولیت معقود علیہ
 البتہ خیال بطلان اجارہ کا موقع تھا معقود علیہ اگر کوئی احرام ہوتا تو مثل
 صدر العدوری و منصفی و دینی کلکری وغیرہ مناسب حکومتیں خلاف
 ما انزل اللہ حکم کر کے شرط ہے یا مثل تحصیل مسکرات و شراب و دینی ذرا کا

و غیر ذہین جو کوئی گناہ یا وسایل گناہ پر اجازت منقذ ہو تب ہے تو کرمی درستی ہی
 حرام جو بانی ہو اور یہی درسد میں برتتا یہی جائز نہونا اور سو جب سے یوں کہ کتب
 کہ چندہ دنیا اور اسکے وصول میں کوشش و سعی کرنی گناہ کی تائید ہے یہ جانی ہو
 تو کیونکر ہو اور ایسے درسد کے طالب کو نوزاد دیتے تو بون کہ ایسے لوگوں کو
 دے جس سے شیوع ہو جو جرمی متصور ہے تائید میں باطاعت رب العالمین
 اس میں جو اصلی غرض عبادت الہی ہے جسے کیونکر جب احوال شہادت خلق تک
 فی الارض جمیعاً ہماری لئے مخلوق ہو — اور ہم شہادت و مسأ
 خلقت الجن والانس الا لیعبدون عبادت کے لئے پیدا ہوئی تو یہ کیا
 قصہ ہو گیا جیسے یوں کہتے کہ گھاس دانہ گہڑی کے لئے اور گہڑا سواری کے لئے
 سو جی ہر عاقل اس ارتباط سے یہ سمجھتا ہے کہ گھاس دانہ یہی سواری کے لئے
 ہی وجہ ہے کہ جو گہڑا سواری ندی او سکھ گھاس دانہ نہیں دیتے بلکہ گولی
 حوالہ کرتے ہیں ایسے ہر عاقل دونوں آیتوں کی ارتباط سے یہ سمجھتا ہے کہ اموال
 اصل میں عبادت کے لئے ہیں یہی وجہ ہے کہ جہان بھر غرض بالیقین منقذ ہو جائی
 وہاں سلب اموال کے ادیان سابقہ سے لیکر اس میں تک اجازت ہے اور
 زکاۃ جو حکم خداوند خالق اموال و مہجانی ہے کہ کفار کو اس سے محروم رکھنا ان

صدقات ملا فیض خدا کی حکم کا واسطہ نہیں اگر کفار کو دی جائیں یا حیوان کے
 کام میں صرف کئے جائیں تو بانی جو جانی ہوئی کہ خدا حکم سے ہوتی تو خدا کی
 جیسے جانی اور چونکہ احکام شرع صفت حکومت و معبودیت سے تعلق میں تو اگر کفار
 کفار کو دی جائے یا حیوان کے کام میں آئے تو یہ معنی ہوئے کہ اموال کو داخل عبادت
 میں جو معبود حقیقیہ اور عالم تحقیق کی طرف سے بطور تقاضی او کی یہ اعانت ہو
 نان وجود عالم صفت خالقیت و ربوبیت سے مربوط ہے اور ظاہر ہے کہ وجود
 حیوانات و نباتات و آدم خدا پر قیام اس لئے مقتضای صفت خالقیت یہ ہو کہ ان کو
 یا کافرو حیوان جو بانی آدم خدا سے او کی امداد لازم ہے غرض ربوبیت عام ہے
 اس لئے رب العالمین جو تائید کا ضرور ہو اور معبودیت بالافعل خاص ہے اس لئے معبود
 کہلا چکا معبود المؤمنین و انکافیر نہ کہہ سکیں گے بالوجد صدقات نافذ کا کارخانہ تو
 کی پیشکاری ہے اس لئے کفار و حیوانات ہی او سے شمع ہون تو جہان بجا
 نہیں گواہی تو یہ ہو کہ مؤمنین ہی کو ملین اور زکاۃ و صدقات و ہجرت حکومت
 کی کارگزاری اور خدمت گاری ہے اس لئے مذکور عبادت شاعر یعنی ہونان
 زار فرما رہے او کے مستحق ہے غرض تعلیم و تعلم معلوم مذکورہ اگر غرض
 ہوتی تو یوں کہہ سکتے تھے کہ گوہر ہون کو مطیع ہو یا عاصی بوجہ ایمان جو اصل عبادت

زکاة دینی جائز ہے پر لٹاؤ اصل اس طرف بشیر ہے کہ جو لوگ امیر و غنی میں شک ہو
 اوکھا محروم رہنا سے اولیٰ ہے چنانچہ حدیث کا پاگل طعامت الایمان فی اسیر
 شاید اور اسی لئے زکاة کے لئے ہی وہی لوگ اولیٰ ہیں جو متقی و پریزگار چون
 علیٰ ذالقیاس معقولہ علیہ رس خوات و علوم دین و ثواب ہی پر تشبیہ ہو سکتا تھا
 کہ جب سے ملازمان سرکار کو لکھ کر رپاؤ کہے سے کہہ لینا ممنوع ہے ایسی ہی باتوں کو
 جو ملازمان خاص اور بندگان باانتخاب رس بالیاس میں تعلیم علوم دینی پر جو
 بالیقین کا رضاء و ندی ہے اجرة کا لینا جائز کہو کر ہو سکتا ہے جو متاخرین نے
 اس اجرة کے لینے کا فتویٰ دیا اور ابائی روزگار اوکے بہرہ و سبائی اجرة کو جائز
 سمجھیں اور چندہ دینے والے اور وصول کرنے والے باوجود حرمت خداوندی کے
 ثواب تائید میں الحاصل یا عبادات پر اجرة کا لینا ممنوع ہے ہی وجہ ہوئی کہ اجرة
 صوم و صلاوة و ذکر و شغل و غیرہ حرام ہوئی یا معاصی پر اجرة کا لینا حرام ہے
 ہی وجہ ہوئی کہ اجرة زنا و کھانہ و غیرہ کی ممانعت ہوئی اور وجہ وہی ہے
 کہ محکوم کو نہ حاکم کی مخالفت پر پیکر لینا روا ہے نہ کہ خود مخالف سے روا نہیں اور
 نہ حاکم کے تمیل حکم پر کسی سے لینا درست ہے کہ خود حق حاکم ہے تیری حرمت عقد
 اجارہ یعنی نوکری ضروری کی ایک بہرہ صورت ہے کہ کار معقولہ علیہ کو ہر صباح ہو

پر کسی امر حرام کا ذکر جو مثلاً تیسرے کو کا مباح ہے پر تو میرند و شوالہ کو جائز ہو
 معا بعد الخاف دین اسلام باخبر جنانہ ہے کہ وہ ذریعہ عبادت غیر اللہ سے
 یا یوں کہنے کے تعلیم یا معنی حساب و ہندسہ صرف و نحو و ادب و غیرہ علوم
 مباحہ اگر بجا مباح ہے پر دلائل معلومی کے سوا ہی اور دلائل میں بطبع نوکری جاکر
 علوم مذکورہ کا تعلیم کرنا اس لئے جائز ہے کہ اجارات میں نیت تسلیم کا اعتبار
 ہونا ہے ہی وجہ ہوئی کہ تو میرا بعد از اسلام ناجائز ہوئی اور ظاہر ہے کہ بحساب
 نیت بانیان مدارس یا اہل اعلیٰ عبادات و حسنات تو معلوم البتہ بہرہ امتثال
 قوی ہے کہ ارتفاع علوم شرعیہ مقصود ہے چنانچہ منزل علوم شرعیہ جو حدیثی و فرائضی
 جو سب کو معلوم ہے بعد لحاظ مخالفت دینی بانیان مدارس مذکورہ اس پر شاید
 اور اگر بدین نیت نہ ہو تب بھی منزل مذکورہ جو حدیثی مسطورہ احترام کے لئے
 کافی ہے اور اسے ہی جہت دیکھتے اگر نیت مدرس ہے تعلیم علوم مذکورہ سے
 تائید ذاسب باطلہ یا ترویج عقاید فاسدہ ہونی تب ہی احتمال حرامت
 عطا چندہ و سعی چندہ بجای خود تھا اگر جب سفتی خود بہرہ کہتا ہے کہ وجہ
 تخصیص علوم مذکورہ مدرس کی طرف سے فقط احتیاج ہے تو موافق ارشاد
 للنفی من یتق الشبهات السامعہ اس فاضل کے کہ اس کے قدم یعنی اور جائز

مذہبی ہر ایسے درس سے بہرہ بھر سکتا ہے کہ اس کے دل میں خیال ابطال نہ ہوا
 دین و دجالا آئے با نہیہ وقت معین کا محمد و پیر خدا جانے وہ کوئی بات ہے
 جس پر نفی خواہ ان تصنیع اوقات عجیب ہو ایسے ہی سوالات لائق تر شرفی
 ہوتے ہیں جتنا حدیث قطب جو سائل نے حضرت پیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے
 شرمگم شدہ کی نسبت پوچھا کہ اسکو بکڑیوں یا یوں ہے چوڑ دین تو اپنے فقیر کو
 کچا یا سیرا یا ماکاٹ و معملہ خدائے و سفا مھا او کما قال مان بہر بات البتہ
 قابل استفسار نہی کہ لفظ معقولات ایک لفظ عام ہے فقط ریاضی و منطق ہے
 اس کے نامی داخل نہیں طبیعیات و فکلیات اور الہیات حکمت ہی اس میں داخل ہیں
 اور ظاہر ہے کہ اکثر مسائل علوم مذکورہ مخالف عقاید اسلام میں بہرہ و تعلیم
 و تعلم جائز ہو تو کوئی کہ جو تصحیح عقد مذکور کیجئے اور چند دین میں نامل کیجئے
 اور اگر فرض کرو لفظ مذکور عقد میں عام نہیں با تعلیم علوم مذکور حرام نہیں
 تو ہمیشہ میں نیست کہ سباح ہو مضمون بعد سے پہر ہی دورے ثواب کی اسکا
 پہر ہی گنجائش نہیں مان کیسیر طبع تعلیم و تعلم مذکور کا عبادت ہونا ثابت ہو تو
 کیون نہیں مستحق نے تو نہ پوچھا ہم خود بغرض معلومت عرض کرتے ہیں سستے
 اگر کوئی باوچی بہر شرط کہ میں گوشت وغیرہ سالن پکھو یا کرو کھا روٹی

نہ پکھا یا کرو کھا روٹی دیوانہ ہی خیال عموم لفظ گوشت ہون نہ پکھیا کہ اس میں گناہ نہ ہو
 ہی گوشت اگیا اور اسکا کھانا پکھانا حرام ہے اسلئے باوچی مذکور کے تو کوری نجانہ جو
 ایسے ہی عموم لفظ معقولات سے خیال بطلان علوم مذکورہ عقود رس مدرس مذکور کے
 حلقہ میں شامل ہونا کو دونوں اور دمیوں کا کام ہے عقد سے اگرچہ جاہل ہی کون نہیں
 افسوس کی تین با پنج شوق نہیں البتہ پیچھے کہ امور سباحہ بذات خود مستوجب ثواب
 ہوتی ہیں نہ موجب عذاب مگر جب امور سباحہ وسیلہ حسانت یا ذریعہ سیئات ہوتے
 تو ایسی طرح حسانت و سیئات کی ذیل میں محسوب ہوجاتی ہیں جیسے اوچھلکڑی
 کہانیکے حساب میں بیٹے جیسے مہینی پر مشلہا کھانیکا حساب کرتے ہیں تو اوچھلکڑی کے
 دام نکال کر یوں کہاتے ہیں کہ کہنا انھیں ٹیڑا اور کہنا میں اتنا صرف ہوا سباحہ حاصل
 بہرہ ہوتا ہے کلاشیاء مذکورہ باب و جہ کہ ذریعہ حصول تعلیم ہوتی ہیں تعلیم ہی کے میں
 داخل ہوجاتی ہیں ایسے ہی امور سباحہ بعد تو سل حسانت و حسانت کے میں داخل
 ہوجاتی ہیں اور بعد تئیب سیئات کے حساب میں محبوب ہوگی جتنا پیچھے کی طرف
 رفتار و تازہ کے لئے انتظار پر جو ثواب ناز تامل ہے اسکی ہی وجہ تو ہے کہ امور مذکورہ
 ذریعہ حصول ناز یعنی تامل و تامل و جماعت میں و نہ کون نہیں جانا کہ رفتار کسی قسم
 ناز ہے اور انتظار کیسیر طبع ناز یا تامل ہے علی ہذا القیاس ابتدا و تامل نہا نکھنا

گو ای شہادت جو بالیقین اصل سے صراح میں ورنہ امور مذکورہ کی طرح کسی ہرگز میں
جائز نہ ہوئی اگر ذریعہ اکل رہا و سود خواری ہو جائیں تو اسی لغت کے مستحق ہو جائیں جو
اصل میں شایان سود و خوارا کی اصطلاح پر دیکھنا جسکی حاجت پر جو انکا احتساب
پسند اولاد و شہادہ ہے اگر ذریعہ نام ہو جائیں تو موافق ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہ
کے حساب میں داخل ہو جائیں اور شرح کی طرف سے اطلاع نہ ادا ہو کر کہا جائیگا حالانکہ
بالبدلتہ وہ غیر نامین تو میر کا کہ مسجد جو جو عبادت بھی جاتی ہے تو کیوں بھی جاتی ہے فقط
اسلئے کہ وہ عبادت تھانی ہے جسکا حاصل ہے کہ وہ سامان عبادت اور ذریعہ اطاعت ہے
تعمیر عبادت اویان باطلہ جو عمدہ معاشی شمار کیا گیا تو کیوں شمار کیا گیا فقط اسلئے کہ وہ
ذریعہ معیشت اور سامان شکر و کفر وغیرہ ہے غرض کہ ان نگہانی ہزاروں نظریں
فران و حدیث میں موجود کتب فقہ و اصول و عقاید و تصوف میں مذکور ایک ہی جگہ
کہا گیا کہ پیر تعلیم صرف و نحو و معانی و بیان و ادب و ریاضی و منطق میں پیکر کیا تصور کیا
جو سید ذریعہ علوم دین ہو کر ہی داخل حساب علوم دین اور توجیب ثواب کا ردین ہوں
صرف و نحو و ادب و معنی و بیان مختلفہ اور مولات اضافات متعددہ مثل فعلیت
و مغولیت میں محتاج الیہ علم ادب اطلاع لغات و صلاحت و محاورات میں مفید اور
علوم معانی و بیان قدر شناسی فصاحت و بلاغت یعنی جس عبارت قرآن و حدیث

میں کار علم منطق کمال استدلال و دلیل خداوندی و نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نافع
اظهار ہے کہ جو نسبت عبارت و معانی میں ہے وہی نسبت حسن عبارت اور خوبائی استدلال
میں ہوگی کہ کوئی ایسا شخص نہ ملے جو یہ معانی سے مراد ہو کر کہہ سکے کہ علم معانی دنیا
فوجائز ہوا و منطق فوجائز ہر صرف و نحو و ادب و معانی و بیان میں اگر مخالفت میں نہ
نبوی منطق ہی اس عیسے پاک ہے اور اگر اشتغال منطق ہو گیا وہ بعض افراد کو حق
میں موجب محرومی علوم دینیہ ہو جائے تو یہ بات صرف و نحو وغیرہ علوم سلفہ الہیہ
میں ہی بالبدلتہ موجود ہے غرض اگر تحصیل صرف و نحو و معانی منطق سے توسل
علوم دینی ہے تو مفید علوم مذکور کا موجب ثواب ہوگی نہیں تو نہیں ہو بہر بات
بانیان مدرسہ ویت معلوم و متعلمین پر موقوف باقی کسی شخص نے زنگانہ دین میں کسکی کو
بڑا کہا ہے یا بیان نظر کیا ہے کہ کہ فہم اور کم فہم ہونے کے حق میں اسکا مشغلہ تحصیل
علوم دین میں عاجز ہوا و اس وقت وہ ذریعہ فہم نہا و وسیلہ شہر ہو گیا اور یا یہ ہے
کہ خود بوجہ کمال فہم منطق کی ضرورت نبوی جو مطالعہ کی نوبت آتی اور عدم مخالفت
علوم ہوجاتی ہے یہ سمجھتے کہ سید علم بخیر یاد کردہ حکمای یونان سے اور انکی ایجاد کئے
ہوئی علوم کی مخالفت کس قدر یعنی ہی اسلئے ہی خیال دل میں ہم کیا یہ علم ہی تھا
دین اسلام ہی ہو گا ورنہ اس علم کی حقیقت سے آگاہ ہوتی اور اس زمانہ کے ہم ملان کے

اہم کو دیکھتے چوتھے ہی قرآن وحدیث کو لیٹھتے ہیں اور باوجودیکہ قرآن
کتاب میں اور اس کے آیات واقعی مناسبتیں فہم مطالعہ احکام میں ایسی طرح
دھکی کہاتے ہیں جیسی کتاب یزدکی ہوتی انہی دھکی کہاتے ہیں اور پران خبر اس کو
دیکھتے جو ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں واقع ہوتی ہیں تو ہرگز یوں فرماتے
بلکہ علمای جامعین کی برکات اور فیوض کو دیکھ کر تو خوب ہر شے پر حسرت ہو
تو سن مذکور غریب سے فراقی اور کیوں فراقی وجہ علوم فلسفہ اگر ہی تو مخالفت
دین اسلام ہے چنانچہ غیر محات فقہا اس پر شاہد ہے سو فرماتے تو سہی منطق کا وہ کہ
مسئلہ ہے جس کو یوں کہتے کہ مخالفت عقاید دین اسلام واحکام دین و ایمان ہے
مگر جب مخالفت نہیں اور وجہ مخالفت مخالفت تھی تو یہ اور کیا کہتے کہ وجہ مخالفت
حقیقہ علم مذکور فقط انتساب فلسفہ سے اور نہ فقہا کو دھوکا ہوا جو اس کو ہے
ہمسنگ علوم مخالف سمجھ گئے رہا فتوایحییٰ الامم مستنجا بآداب و راقہ اس
حرمت منطق پر استدلال کرنا ایسا ہے جیسے یوں کہتے کہ ڈبیلوں سے استخفا کر
جائز ہے اسلئے ڈبیلوں کا کہنا کرنا جائز نہیں اور اگر بالفرض والتقدیر تحصیل منطق
ہی ہمسنگ تحصیل علوم مخالف دین واسلام ہے یا لفظ معقولات ایسا عام ہے
کہ ہر جگہ علوم مخالف کا مراد ہونا ضرور ہے تو یہ کیا حرمت محدثہ یہی لازم نہیں آتی

کیونکہ بعض اہل جمیع وجہ غیر شرع ہوتے ہیں جیسے زنا اور قتل ناحق اور بغیر امور
ایک دوسرے غیر شرع ہوتے ہیں تو ایک دوسرے سے شرع ہی ہوتے ہیں مثلاً شکر
مانعت کی طرف آہ والشعرا یتبعہم الفاوون الدنوا انهم فکل واحد
یعمون وانهم یقولون ما لا یفعلون اور نیز آہ وما علناہ الشعرو ما
ینبغی اور سوا انکی اور آیت میں تعریجات اور اشارات موجود ہیں اور حدیث
لان یقتلی جوف احدکم قمیحا یرید یخیر لہ من ان یمتلی شعرا اور نیز
اور احادیث جو اس کے قریب المعنی میں اس پر شاہد ہیں مگر یا انہی رسول الصلی اللہ
علیہ وسلم اور خلفا کے زمانہ میں حضرت حسان رضی اللعنه مہر پروردگار
اشعار پڑھا کرتے تھے اور سوا ان کے حضرت عبداللہ بن رواحہ اور میر تقی
قصیدہ بانس شعاد وغیرہ اصحاب کا آپ کے سامنے اشعار پڑھنا اور آپ کا
خوش ہونا کتب احادیث میں منقول ہے حضرت فاطمہ رضی اللعنا کا بعد دفن حضرت
سروکانات صلی اللہ علیہ وسلم اشعار پڑھنا اکثر ظاہر معلوم ہو گا علاوہ
بریں حضرت عمر رضی اللعنا کا یہ ارشاد کہ علیک بدیوان العرب شہر ہے
اور حضرت عبداللہ بن سعود کا اون کو کوئی تنگ طرف ہو چہ استماع و فطوا
اتصال ملل جو تا بہر فرما نا کہ حصص اصحاب المسلمہ اکثر ذلک معلوم کتب احادیث میں

مثل بخاری فی الفیہ و معجم سلم اشعار مذکورین کتب تفسیر میں مثل بغلوی شریف و
مدارک و تفسیر کبر اشعار مسطور اور ذرا انتخاب اور اولیا و علامائے شعر گوئی اور
شعر خوانی کا ثبوت مسلم و جہاں سکی کہ ہے کہ شعر و شاعری جمیع الوجوہ منوع
تہیں ورنہ بعد از شاہ و دانشاء بدیعہم الغا و ن جو علی العموم قہریم کے اشعار
مذمت پر دلالت کرتا ہے اور بعد بدایت لیلان غنیمتی الخ جو علی الاطلاق قہریم کے
اشعار کی ممانعت پر شاہد ہے ایسی مخالفت صریح اول سے آخر تک تمام اسناد
اسناد میں شائع و ذائع نہ ہو جاتی اور ایسے ایسے ارکان میں یوں مخالفت ظاہر ہو کر
نہایتی مگر یہ ہے تو یہ کلام فقہار سے بنسبت علوم فلسفہ ایسی ممانعت ظاہر مطلق
سمجھ لینا اور نہیں کا کام ہے جنگو فہم ناقب خداوند عالم نے عطا نہیں کیا صاحبزادوں
زمانہ سے لیکر آغاز سلطنت عباسیہ تک جس میں علوم فلسفہ یونانی سے عربی میں
ترجمہ ہوتی لاکھوں اولیا و علما ایسے ہیں اور گذر ہی جنگو علوم مذکورہ میں بہارت
کا مذہب اور ہی مولوی بار شاہ حسین صاحب داسپوزین اور مولوی عبدالحی صاحب
لکھنؤ میں اور مولوی شکر الدین صاحب مراد آباد میں باوجود تقوی و دینداری کے علوم
مذکورہ میں کمال رکھتے ہیں دلی میں مولوی حمید حسین صاحب ہی جنگو صلاح و
تقوی میں اکثر و کثرت ایک ضرب لاشل کہتے تو مجاہد ان علوم سے خالی نہیں ملتا

ضلع سہاچنیک جا معینہ خود مشہور ہے پہلی زمانہ کی سند مولوی شہید الدین صاحب
مردوم مولوی عالم علی صاحب مرحوم مدون تک مراد آباد میں درس محلات میں
مشغول رہے مولانا عبدالحی صاحب مولانا اسماعیل صاحب شہید مولانا شاہ
عبد القادر صاحب مولانا شاہ رفیع الدین صاحب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب
مولانا شاہ ولی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہم کا کمال علوم مذکورہ میں مشہور آفاق
ہ حضرت شاہ عبدالحی صاحب محدث دہلوی اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ
کا کمال علوم مذکورہ میں انکی تصانیف سے ظاہر و باہر ہے حضرت علامہ سعد اللہ
تفتازانی اور علامہ سید شریف مصطفیٰ شرح مقاصد و شرح مواقف اور علامہ
جلال الدین دوانی مصنف شیخ حماد علیہ جلال جو تینوں کی عنون امام علم عقاید میں
علوم مذکورہ میں ایسے کامل کہ کایک کوئی ہوگا حضرت امام فخر الدین رازی حضرت
الم عزالی حضرت شیخ محی الدین عربی یعنی حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہم جمیع کا
علوم مذکورہ میں کمال ایسا نہیں جو ان سے اعلیٰ کسی کی جتنی جو جب ایسے ایسے
علما ربانی اور اولیا کرام اور سوا کوئی اور اکابرین دین علم مذکورہ کی طرف
ملفت رہے تو یا تو یوں کہتے کہ سب کے سب عدا ایسے اوقیج و حرام کے باہر
مرتکب ہو کر مستوجب عتاب ہی ہوتی یا یوں کہتے کہ لاشل اشعار اگرچہ علوم مذکورہ

ممنوع اور اصل سے مکروہ حرام میں چہیے شعرین انہک اور اسکے چھی پڑ جانا
اور اسکو مقصود اصلی اور مطلوب اہم بتلینا ممنوع ہے مطلقاً مشغلہ شعر میں نہیں
جنا پڑ حدیث میں لفظ تملی اور سکی طرف مشیر ہے اور آیت میں استثنای الا
الذین امنوا سرشار ہے ایسے ہی قبلہ ہن اور کعبہ علیہ الدینا تو حیکہ ممنوع پر
بعض تثنیہ لفظان یا بنجیدال و عقاید باطلہ علوم مذکورہ کا حاصل کرنا یا بنیت علوم
بطان علوم مذکورہ کو ایسی استوائ کامل سے حاصل کرنا جو وقت ویرا اسکے باطل
ثابت کرتا جانا ہو مگر ممنوع نہیں بلکہ شرط ایقاف و حسن نیت اگر حسب ترویجی ہے
جیسے بعض انصار یا تحصیل علم یا تائید علم تفسیر مشغلہ شعر حسب جو عالم ہے جنا پڑ
ابن فہم پر ارشاد عمری اور بلایہ عبداللہ بن مسعود سے غار و بارہ مگر حسب شعرین
جسکے مانفت قرآن و حدیث میں مخصوص ہو جو مذکور یہ استنباط آجائے
تو وہ ممنوعات جسکی مانفت قرآن و حدیث میں صرح نہ ہو مطلقاً فقہاء شعور
ممنوعات پر اسکی مانفت کا منظر ہو کوئی کوجہ مذکور نہ لیاقت و حسن نیت مثل
تثنیہ ذہن بعض ذہن کو باریک بینی کی عادت ڈالنی ہے یہ تعالیٰ غامضہ عقاید
احکام کو سمجھ سکے مستحب ہو جائینگے ان اگر کسی میں لیاقت علمی ہو جیسے آج کل کے
وہ صاحب علم جو یہ سوچی سمجھی شعور و علوم مذکورہ کو عملی اطلاق حرام بتلاتے ہیں

یائیت درست نہ ہو مثلاً قبل طلب انہیں علوم کو بنائے بطور مذکورہ رعبہ نہالتے
یا ذریعہ بنائی تو علوم باطلہ کی تائید کا بنائی جیسے فرض کرو اور مذہب والی فتن
تائید مذہب یا مقابلہ اسلام حاصل کریں تو انکے حق میں اگر مشغلہ علوم مذکورہ
مکروہ یا حرام مطلق ہو تو بجا نہیں اور اس وجہ سے انکی حق میں درس علوم مذکورہ
اجرت لینا جائز نہ ہو گا وہ آدمی اگر کبھیج الوجہ مکروہ یا حرام ہی تو دور از فعل
نہیں اور انکی حامی اور مؤید تائید امر حرام کی مصداق ہوں تو لائق قبول ہے
خاصکر اور صورت میں کہ مستاجر مسلمان نہوسی اور مذہب کا آدمی ہو کہ نہ فعل
اجیر تابع نیت مستاجر ہو تے مثال درکار ہے تو مجھے کار معارفی حذر و احتیاط
مگر کوئی شخص علامہ سند جنوائی تو کار تعمیر حرام ہو جائیگا اور مکان و مسجد تعمیر کرتے
تو اوکھم ہو جائیگا ان اگر نیت اچھی ہے اور لیاقت کا مینغی خدا واد موجود ہو یعنی
معلم و معلم تثنیہ ذہن یا در عقاید باطلہ مشغلہ اختیار کریں اور پورے ذہن و قوت
ہی ہو کہ مسلم انما لبطان پر قادیان و اہل باطل اسکی بھینک کی لیاقت رکھتا ہو تو
تعمیل علوم مذکورہ و اعلیٰ ثواب و حسنات ہوگی جتنا پڑ تقریر گذشتہ میں آیا
کافی ہے مگر جب یہ ہے تو منک حیدہ دینے والی ہوگی کہ وہ عمل کرنا اس وجہ
معصوب بہ ثواب ہوگی اور پورا اسکے ساتھ یہ وجہی ہی کیجیے ہند یون کو

کہ عند میں پہنچنا شانہ بجز یہ چار ذریلے ممکن نہیں ایسی ہی درس علوم وغیرہ اور آباد میں
سب قیام عالم علوم دین ممکن نہیں یہ جیسے کوئی شخص ریل کا کارایہ یا جاناکا ریل دیکھے عازم
بیت کہ کو ریل یا جہاز پر سوار کرادے تو کوئی نادان ہی اس میں تامل نہوگا کارایہ دینے والی کو
املوچ کا ثواب نہیں ملتا اور یہ کوئی نگہبگا کہ بعد یہ چار عرب میں پہنچ جائیکو تو یہ ریل نامعلوم
کہ سوار ہوخوا لایح ہی کریمہ کی اور یہ چار ذریلے کو لے بغرض قبول و حصول دنیا سوا
کرے ہیں اور یہ ریل اور چار میں ہر چکر کہیں جانا کوئی عبادت تیل سے معصومہ بن کر رہتا ہے
کو ثواب ملی تو کیونکر ملے ایسی ہی کوئی عاقبت اگر یہ جاہل ہے کیونکہ اس میں تامل نہیں ہو
کہ در فہم و دانشمندی بغیر ہفت و خود وغیرہ پر دھوکہ دہے قیام عالم اشاریہ ہوا کرتے
دین و انیکو ثواب امداد دین اور بیچ و بیخوفات نہ لینگا اور یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ بغرض
درس فہم و دانشمندی اگر کیں قیام ہو تو اسکو سہلانہ نہیں کہ علوم دین کی درس کا ہی
الفاظ ہوا کرے اور یہ اس پر درس علوم و دانشمندی کوئی عبادت نہیں مہند اور ریل میں
محول فہم و دانشمندی رہتا ہے معصومیت فہم و دانشمندی کو ثواب ملی تو کیونکر
گرمی ہی تو یہ سچی کہ خواہ ان اور در بدر کہ وصول کرخواہ انکو شرط حسنیت ثواب
نظمی کے کیا معنی اگر یہ وہم ہے کہ سوال حرام ہے تو بچنے لئے میفرورت حرام ہے
دوسرے کوئی مسئلہ سوال کرنا اور سچی اور غیب کر کے دلانا حرام نہیں اگر یہ سچی حرام ہو تو

رسول الصلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیبات خاصہ کروہ جملہ چیزانے کے تمام احکام
اور غلط کوئی فرمایا میں نے خود یا مداخل ہوا میں ہر جائز ہو، اس بات کے بغیر
اہل اسلام میں سے لکھو جرات ہے اور جب دینے والوں اور دانی والوں اور سعی
کرتوں والوں اور وصول کرتوں والوں کو بوجہ مذکورہ بالا نواب کا تو بیگ یہ کہ کار کا یہ چیز
او کہیں نہ ہوا شاعت علوم ربانی اور تائید و قیام احکام حقانی بخیر سبیل اللہ علیہ وسلم
میں ہی اول وجہ کا مسئلہ کہ تو ام و قیام دین و تائید علوم دین و در عقاید
مخالفت عقاید دین تصور نہیں اگر تمام عالم مسلمان ہو جائے تو احکام اللہ کی حاجت نہیں
بر علوم دین کی حاجت ہو جو کہی توں رہتے ہیں خصوصاً دین کے حق میں اصل اور محتاج الایہ
مردی علم دین سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں اس لئے اس کی تائید اور ترویج میں صرف کرنا اظہار
درجہ کافی سبیل اللہ اور اگر فرض کرو تائید علوم اور ترویج عقاید یقینی کوئی سبیل اللہ
نہیں کہ اس کے بغیر اطلاق احکام اللہ ہی کے ساتھ مخصوص ہے تو اس کا رضاء نہ
اعلام اللہ ہی بڑھ کر کرنا ٹھیک اور اس لئے اس کی باری کے دینی ہونا والوں کے
بخیر الصیۃ و ان سبیل اللہ ممکن نصرت سے قرآن و حدیث پر ہے سمجھنا لازم ہو گا
یا ادنیٰ ہی بڑھ کر ان کو سمجھا جائیگا مگر میری مجھ میں نہیں آتا ایسے در سو کو کون بل
کتب ہو گا اور کون اس کے دینی تخریب ہو گا کہ جس میں اکثر سبب غلوئے شیطان جلتے ہوں

اور وہ تین سب معقولات کے سہی تہائی جاتے ہوں اور ان میں کسی کی موقع میں گر کر تو
مسئلہ مخالف عقائد اسلام بلکہ مخالف رائے کا برا لگایا کو مخالف اسلم نہ ہوا و ک
ترہ دیکھا شیعہ کجائی مان کوئی گنہگار و مدسین باجواہ دین پائی انکوشن خشک تا کر اسنی
کھنے کے کہنے گئے ہای افسوس جہاں میں کی ترقی اور علوم و دین کی ترقی کا کوئی سامان
خدا کی ہمت سے ہر بار ہوا و شیطان یہ شیعہ و با زبان اکثر سے کہتا ہے جو کچھ مل جاتا
ہی زیادہ عزیز ہے اور کو نہ دینے کے لئے ایک سنا ناہو جاتا ہے اہل اہل کولارم ہے کہ کچھ تو فعل
راہن اور انکوشن و راہن اور کوشن کو کوئی کہتا ہے اور کوئی ترقی و کوشن کہتا ہے کہ
وہ تین دشمنانہ و تہا ہے کی قیامت کہ طلب نہا ہن ہو کہ ہر سرگرمی ہو کہ امید و ہمت
سی کے جاتیں اور دین میں یہ کوششیں چھلین یا چھلین با جہر خدایمان ترقی یافتہ کے
جھٹیں کٹا جائیں اور ایسے لوگ انہی کو کوششیں تو ہی نظر جو سن کہا ہوں ایسے
کارخانہ کو کارخانہ نہیں چھین رہی تخریب ہوں مگر نہ اور عداوت پیش ہے مسلک نہیں
وہیم ہے اور کوئی نہ ہو کسی سے عداوت ہے کسی جھٹ کا نتیجہ تو یہ ہے وہ اہل کوشش ہونا
عزت کی محبت ہو یا کسی اور چیز کی محبت ہو یہ یہ سب تین ذہن نشین ہو چکی ہوا اسکی
کیا جاوے کہ ایسے درکے طالب علم کو کوڑا دینے یا نیچے شخص سے لیا ہو گا کہ انکا و
فی سبیل اللہ ہے اور ظاہر ہے کہ قرآن میں معارف زکا کے مابین دوی الامام کا ذکر

tooobaa-elibrary.blogspot.com

لکھنے کی فضیلت اگر ہے تو اعداد میں ہے اور فی سبیل اللہ و قرآن میں میان مصارف
میں موجود ہے اسلئے یا جو کہ قرآن شریف حدیث شریف پر مقدم ہے فی سبیل اللہ و قرآن
جیسے وہ طالب علم مثلاً جو علوم دین پڑھتے ہوں یا بطور مذکر و المصد من معقولات کو تحصیل
کرتے ہوں دوی الامام پر مقدم ہوگی علاوہ برین عقل اگر سب ہو تو پیر شاہ ہے کہ ایسی چیز
سے خدا کی واسطہ داری مقدم ہے انہوں سے اللہ الی الہی میں تو بہتر ہے اور کچھ
وہ لوگ جو ذوق ایمان کہتے ہیں خدا کی واسطہ دار کو اپنے عزیز و سہیل سمجھتے ہیں
انصار و پیغمبر کے ساتھ جو کچھ لوگ وہ انہوں کے ساتھ کبھی کیا ہو گا کہ چھ
وہ اگر انہوں کو مقدم کہتے تھے تو انکے اپنے ہی فی سبیل اللہ ہی غرض ایسے درو کوئی طالب علم کو
دینا انکو دینے ہی زیادہ اولی معلوم ہو کہ سو دینے والی زیادہ جہمیں برابر ہی جہمیں
برابر جہمیں لکھیں کہ جہمیں کو دین تو ہی خود ہی ہی سرخرو ہوں دین ایسا تو بہتر
حساب ہے حدیث و تفسیر آیا ہے خلاف لئے لگی کہ میں ہو کہ تہا ہے کچھ کہا نا کچھ یا حدیث
شرف میں آیا ہے کہ جن بندوں ہی یہ خطاب ہو گا وہ کہ ایسا عرض کرینگے تو یہ کوک
پیا س ہے پاک کہ اپنے پیسے سے ہر اس پر خداوند تعالیٰ شانہ فرمایا گا فلا تمیر اندہ ہو گا
تو اگر اسکو کھانا دے میری حساب میں ہوتا تھی اب اہل فہم سے یہ عرض ہے کہ اگر کسی
جنگا کہلا یا خدا کے حساب میں محسوب ہو سوا کی اور کوں ہو سکے میں جو خدا کے

کام پہ لگے ہوتی ہوئی یعنی وہ کام کرتے ہوئے جنہیں بنائے گی تجاویز جو بعضی خدا ہی کے کام
 سرزد ہو سکے سو ایسی باتیں ہی تعلیم و ہدایت و تہذیب و اخلاق و غیرہ میں عبادت نہیں
 کیونکہ خدا ہی عبادت متصور نہیں البتہ ہدایت اور تعلیم اور تہذیب اور اخلاق اور نصرت اولیاء اور سکا
 کام ہے کوئی نہیں جانتا کہ موافق ارشاد و علم اہل اسلاماء معہ اہل اصل خدا ہی ہے
 اور موافق ہدایت واللہ ھدی من یشاء اللہ نادى اصل خدا ہی اور موافق
 فرمان و اجابہ اذعان آیتہ تبارک و تعالیٰ انہ الذین ان تصدقوا لہ
 یتصدقوہ ولقد نصرکم اللہ بیدہ وغیرہ آیات غریبہ ہیں جس کا حاصل وہی تھا ہدایت
 کے بعد تہذیب و اخلاق ہے اصل میں خدا ہی کا کام ہے باقی رہا جو شہرہ کھانا علم علم کیلئے ہیں
 اور ظاہر ہے کہ یہ بات خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتی اس کا جواب یہ ہی کہ جس میں حق
 کوئی شے کہ کچھ کرنا وغیرہ اور کوئی ہدایت اور کوئی تہذیب نہیں تو ان ہی کی ہدایت کرنا وغیرہ
 تو یہ ہر بنا پر لینے اور دیکھنے حساب میں ہونا چاہیگا اور جسے سامان اعلیٰ کوئی نہ کافر
 وہ اعلیٰ کہ انہی کے حساب میں محبوب ہوتا ہے ایسے ہی یہاں ہی ہو گا مگر یہ ہدایت
 تخلیک شرط ہے اسلئے چند خواہ مدد میں ہیں نہ کہ وہ کیا نیکی نہ کہ وہ ادائیگی بان مدد میں
 دی یا بلا تسلیم کو شرط نہ ہو معرفت نہ کہ ہمن بعد تخلیک انہو جانکی اس سے زیادہ کہ ہمن
 کیجئے فضائل طلبہ علم اکثر اہل اسلام کے گوشہ خور وہ ہیں اسلئے یہاں ہی ختم لازم ہے

loobaa-elibrary.blogspot.com

الحمد للہ رب العالمین تمام شد فقط لکھتے حدیث فیروز مرزا اور باب
 رزق تعارض فیہ اللہ العزیز حکیم رب آیت احادیث
 سوال اول حدیث کتاب بخاری شریف صفحہ ۴۴۴ سطر ۴۴۴ عن ابی ہریرۃ عن النبی
 صلعم قال یلقى ابراہیم اباءہ اور یوم القیۃ وعلیہ صبرا ورضیۃ وقتہ
 فیقول لہ ابراہیم المر اقل لک لا تعصی فیقول ابوہ قال یوم لا اعصی
 فیقول ابراہیم رب انک وعدت انی لا اخیر فیجیبہ بعشون فامخیر فی
 اخیر فی مثلہ الا بعد فیقول ان حضرت الجنة علی الکافرین ثم امرت
 میں اور آیتہ فلما تبسب لہ انہ عد واللہ تبارک و تعالیٰ منہ تعارض ہے اور نیز آیتہ
 لا یتکلمون الا من اذن لہم فی قولہ وقال صوابا اور آیتہ من والذی یشفع
 عندہ الا باذنه میں حدیث اور آیتہ اول میں اس طرح تعارض ہے کہ حدیث سے
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے سفارش کرنا ثابت ہوتا ہے اور آیت سے دنیا
 ہی میں تیری فرمانا ثابت ہوتا ہے اور وجہ تیری کی دنیا میں عداوت اور واقع ہونا
 پر آخرت میں آؤ کو کوئی اللہ سے محبت ہوگی شہی جو اس کے محبت حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کے دل میں ایسی مالتی کہ بلا استعراج واذن سفارش فرما لینگے اور حدیث اور آیتانہ
 میں اس طرح تعارض ہے کہ بدون ارشاد خداوندی کوئی شخص کسی سفارش نہیں کر سکتا

اور حضرت سے سفارش جانوں میں غرض کہ فی معلوم ہوتی ہے مدد

جواب ملا انہ عدوانہ بہ بات بھرتی آنی کہ اگر خدا سے عداوت نہ
ہو تو میں کدواؤں سے عداوت ہی مرقیاست میں آنک عداوت سبب محبت ہو جائیگی
اگرچہ نہ ہو خدا کی محبت کہ تہ دل میں ہے دنیا کی محبتیں اور کدو باغی میں پر قیامت
مکمل کل نسب و صہرہ منقطع ہو رہا القیامۃ اور آریہ یوسف المومن
اخیہ دل بر محبت خدا سے دنیا کی محبت ایسی طرح زایل ہو جائیگی جیسے راکب کراکے
اوپر سے اتر جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ روز قیامت کو کفار کے حق میں یوم الموکلبات
سبب محبت مقصور نہیں اور محبت ضعیف قابل زوال نہیں اپنی محبت طبعی ہی اوجاق کی محبت
اوس سے مقدم کہ چونکہ تعاقب ممکن نہ ہو جو صرف یا وجود صرف میں ورنہ واجب نہ اور
نہ معدوم محض یا معدوم محض میں ورنہ متنبہ یا محال ہوتی مثل خطوط صدمہ فی الزوال و الغلظہ
وہ حدود و فاصلہ میں الوجود و عدم یا میں الوجود و المعدوم میں اور ظاہر ہے کہ اس
صورت میں جسے خط فاصل کی حقیقت ایک لیر اضافی ہے یعنی ابتداء و نشأہ اور شذائہ
کہتے ہیں اور اوس سے زیادہ او سکی تعریف نہیں ایسے ہی تعاقب ممکنہ امور اضافی یعنی ہوتا
وجود صرف ہوتی آستے اور کا تعلق ذی تنہائی بفضل پر موقوف ہوگا اور کیون نہ تنہا کا
تصور یہ تصور ذی تنہا تصور نہیں اس سے زیادہ اور کیا چیز اس کے اضافی ہونے چاہیے

کر کی گریہی و نکمات کا تعلق اوس ذی تنہائی تعلق پر موقوف ہوگا آستے اپنی محبت ہی
لپٹے ذی تنہائی محبت پر موقوف ہوگی اور چونکہ ذی تنہا جو صرف ہی اور کو ذوات خداوند
سے ایسی ہی نسبت ہے جیسی خداوند کو ذوات آفتاب کے ساتھ تو جیسے شعاعیں نسبت آفتاب
اضافی میں کیونکہ ذاتی حقیقت اس سے زیادہ اور کیا بیان میں آسکتی ہے کہ وہ ایک برحق
ایسے ہی وجود و معروف ہی نسبت ذات خداوند کی ایک لیر اضافی ہوگا اور اس وجہ سے
اوس کا تعلق ذات خداوند کی تعلق پر موقوف ہوگا اور اوس کی محبت ذات خداوند کی محبت
موقوف ہوگی اور کیون نہ اپنی محبت اس وجہ سے ہے کہ اپنا تعلق اپنے ہی ساتھ ہی ہو گیا
اپنی موقوف علیہ میں بد جدا ولی اور اول ہے بہ تفریق و تعلق ہی توجہ تعلق ہی پر قوم ہے
ہستے خدا کا ہر ارشاد ان اللہ لا یحب الا کذا فیہ موقع و مشورہ ہی توجہ تعلق ہی پر قوم ہے
صدما و سبکو ہو سکتا ہے سبکی دلیں خدا کی محبت ہو کیونکہ تشریف محبوب ہے سب کی
دل تشریف سکتا ہے اجنبی کو تو اس کے کہنے کی گنجائش ہے کہ نہیں محبت تو ہماری بلا سے
اس صورت میں آذر و قیامت صدق و صدق الذکر ہوگا بلکہ محبت اللہ ہوا گیا اور
تبریز رابل ہو جائیگی اور وجہ عنایت ہاتھ لگی آفر کون نہیں جاتا کہ محبت خداوند
فی خداوند ایک علمہ بات ہے اور محبت خداوند ہی ہر طور لاپی قراعات باقی عبادت خداوند
مانع محبت مذکورہ نہیں بلکہ بہر معنی خود اوس محبت پر مبنی ہے البتہ مقتضای محبت

کہ عمر کو اس حال میں نظر عنایت ہوتا مگر اس کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ رضا ہو
و نیز وہ محبت زیادہ تر سراپا عتاب ہوتی ہے مگر جیسے یہ مخالفت صابر جبر عتاب
ہو جاتی ہے ایسی ہی وہ محبت اکثر باعث سفارش ہو جاتی ہے بالجواب یہ کہ مخالفت
عتاب و عنایت اور سفارش و تقصان طبیعت میں سے ہے اسکی مخالفت بالارادہ
کیا جاتا ہے یہی وجہ ہوتی ہے کہ اہل دل اس وقت سفارش سے باز رہتے ہیں جبکہ اور
مخالفت ہو جاتی ہے وجہ ہوتی کہ کفار کی شفاعت کیجا جائیگا یہ نہیں کہ کوئی شفاعت
ہو نہیں سکتی یہی حال ہے بالجملہ مراعات محبوب خداوندی اطاعت ہے یہ کافر تو جو
مخالفت خداوندی شفاعت کی گنجائش نہیں اگر مراعات کی شفاعت میں نہیں
یہ مراعات حضرت ابراہیم علیہ السلام و اہل اسلام غور سے دیکھتے تو انہیں
شفاعت نہیں بلکہ اقبال طلب حق ہے یعنی اذکی کیفیت معلوم کہ اپنی روائی
سمجھ کر یہ عرض کیا کہ میرے یہ وعدہ تباہ کر دے قیامت تک جو رو کر دے گا شفاعت
ہوتی تو وعدہ کے خلاف عملی حاجت نہ ہوتی وعدہ کا جتنا انحراف اس بان پر شاہد ہے
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے حق کے طالب ہیں کیونکہ وعدہ سے ایک قسم کا حق
و وعدہ انہی انبیاء ہوتا ہے یہی ہے کہ انسانی وعدہ ضرور ہے اور ظاہر ہے
کہ شفاعت میں بلکہ حق پر نظر نہیں ہوتی اور اس وجہ سے قبول کرنے سے وہ شخص

جس سے سفارش اور شفاعت کی جائے یا جو عتاب و نشانہ تیرا مستحق ہو سکتا ہے
سوال دوم حدیث مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۲ مطروہ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ما من احد یدخل الجنة یحجج الی الدنیا الا ما فی الدنیا من الشیء
بتمن ان یرجع الی الدنیا فیتقل عندہ مات لما یوم من الاکرامۃ متفق علیہ
فما لم علیہ یرجع لطلاعة فقال اهل التشتہون شیئا قالوا نعمی فانتفتی
و نحن نسرح من الجنة حیث شیئا ففعل بہ ثلاث مرات فلما راوا انہم لم
یتوکوا امن ان یساوا یا رب نوزدان تروا و لحنا فی حبسنا و انما یقتل
فی سبیلک مہ اخری فلما رای ان اہل بسا لہما ساجدہ ترکوا رولہ مسلیم بن
سکسک الفارسی السامی مہم ہوا ہے کہ شہداء خود بخود بلا استفسار اپنی سزا کو ظاہر کرینگے
اور نہ سابی دس مرتبہ شہید ہو جائیں گی کیونکہ جس کے کیا کچھ ذوق و شوق شہادت ہوتا
ہوتا ہے اور دوسری حدیث کے بعد سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خود خداوند کریم کر
سہ کر ارشاد فرمایا کیونکہ اس قدر امر فرمایا جائیگا کہ شہداء جان جائیں گے کہ دیون اس
کہ ہم کو یہ کچھ چاہیے ہمارا اچھا ہے چاہیے گا چاہا ہو کہ یہ کہہ دے گا یا بار ادا مل و اس
بالکجا جاتا ہے کہ دوبارہ پرتیری راستہ میں شہید ہو جائیں پس اس سے نہ وہ لبرنگی جو خود
سابق سے معلوم ہوتی ہے یا کسی اور جنس کے گدہ کا ذکر بلکہ لفظ قرآنہ سے کہ جس سے

نفس شہادت یعنی مناسبتی اور تعداد کو کہہ کر دخل نہ تاویہ نہ فرماؤ آخری ہی وحدت
مراد ہوگی عشرتات ہی تقدیم و اس سے تکرار اس سنگتراش ہوگا اور اگر مراد آخری
وحدت ہی مراد ہو تو اسکی پہلی چیزیں کہ ایک ہی دفعہ شہادت اور محبت آرزو ہے
بلکہ یہ غرض ہے کہ جسے نزدیک نام غریب محبوب ہے پر یکبارہ او نہائی کہا یا جا سکتا ہے
جسٹا مدہ میں آسکتا ہی ایسی ہی شہادت کتنی ہی یا کیوں نہ ہو غریب محبوب ہے پر یکبارہ
دس شہادتیں یا زیادہ اکٹھی نہیں ہو سکتی وہاں اگر قصور مدہ ہی قصور تینہ نہیں
ہی چہ ہے کہ بعد طور مدہ پر ہی نوشا نوش نویں ہی قصور محفل شہادت ہی باقی
و حفظ ہی نہیں کہ ثواب زیادہ ہے یا اور ہم موافق قول شاعر ۶ بہا خون کوئی قاتل
مراں مسکو خون نہا بھی وہ ذالقیہ کہ اور درج میں نہیں جو شبہ پر غور و ارادہ
اصل و درہم ہے کہ اور سب کی طرح نیست میں نہا ہو سکتی ہیں جو بہ معافی ادا کیجاتی
تو دوسری بات ہے چہا جبست میں کہ نہیں اور شہادت وہاں تصور نما و روزہ
حج و زکوٰۃ اگر گنت میں ہی فرض ہوتی تو نہاں ہی ادا ہو سکتی تھی چہست میں کا فر
نہیں جو چہا ہو و دفع میں جا نہیں سکتی اور جاتیں تو کا فر اب کا فر نہیں رہے یعنی
وہ انکار وجود نہیں جو انہیں ہے چہا کہی اور یہ شہادت یعنی بے اسکی کہ نہاں
جائیں یہ بات تصور نہیں کر رہی تو سوائی شہاد کو اسکو آرزو ہی مراد نہاں ہوگی

نہاں کو کہہ کر بظاہر بطفیل نما زکوٰۃ وہاں ادا ہو سکتی ہے علی بن القیاس زکوٰۃ
و صوم و حج کو خیال کیجئے کہ نہایت معلوم جو وہاں موجود ہے نماز کو کہ سیدہ میں
اور یہ بات مقرر ہے کہ تحت الثری سے ظلمت اللہ کا کہہ کے مقابل میں قبل ہی
غرض ادا ہی جلد عبادات سوائی چہا جبست میں کہ ہے اور یہی ظاہر ہے کہ کس کو کسی
راہ سے کوئی نعمت ملتی ہے وہ اس راہ کو نہیں چھوڑتا یا متعدد راہیں نہاں ہو
ہی چہ ہے کہ راجح و کوز راعت اور راجح کو تجارت کو کری میں نہاں ہو نہاں ہو
کو کری دشوار ہو جاتی ہے بہا تک کہ سالوں سے باوجود اس وقت اور خواری اور
دور و پیش پہلے کہ اپنا اندر نہیں چھوڑتا اسلئے شہاد ہی کو یہ آرزو ہوگی باقی
آیسا کہ فیہا کہ گشتہ بہ نفس میں لفظ فیہا سے بہرہ ظاہر ہے کہ وعدہ اکثر
تولون چیز و کلمہ جو حست میں ہیں و نیکی چیز و کلمہ وہ نہیں اور ظاہر ہی کہ نہیں
اسی طرف اشارہ ہے اور کیوں نہ ہو قطعاً حاجت خود اس پر شہاد ہے اسلئے حاجت
اسی کہتے ہیں کہ کوئی چیز ضروریات دین و دنیا میں سے ہو اور توام نہاں نہاں ہی اجبر
موقوف جو حسی غذا وغیرہ یا قیام دین کا اور ہر چہ حسی علم اور ہر چہ حسی
او سکی خواہش ہو آرزو کو حاجت نہیں کہتے ہیں لفظ اس سے کہ حست میں یا حسی کی
چیزیں جنسی حاجت متعلق جو سب موجود ہوگی اور دنیا میں جانا اور ارجاء اس کی

پہنیں، سوال سوم حدیث مشکوٰۃ صفحہ ۱۴۷ عن عائشہ نہ قالت دے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لا تصار فقلت یا رسول اللہ طوبی لہذا
عصفور من عصافیر الجنة لو عمل بسورہ ولید کہ فقال او غیر ذلک
یا عائشہ ان اللہ خلق الخبیثۃ اھل خلقھم لھا وھم فی اصحاب
اباءھم وخلق لنا راھل اھل خلقھم وھم فی اصحاب اباءھم و اسلم
صفحہ ۱۴۷ سطور ۷ عن عائشہ نہ قالت قلت یا رسول اللہ فذراری المشرکین
قال ھم من ابائھم فقلت یا رسول اللہ بل اعل قال اللہ اعلیٰ کا نواعا ملیہ
قلت فذراری المشرکین قال ھم من ابائھم قلت بل اعل قال اللہ اعل
بما کا نواعا ملیہ طوۃ ابوداود صفحہ ۲۲ سطر ۴ المولود فی الخبیثۃ
پہل حدیث کا یہ معنوں سے ہے کہ اسی عائشہ اسکا بیان غنی جنتی کہنا چاہتے ہو کہ یہ اگر خدا
علم ہے کہ اسکو اللہ نے دوزخی لکھ دیا ہے یا جنتی جیسا کہ یہ تو ہے وہ باپ کی نسبت
میں ہو چکی وقت لکھا تو ہے اس سے بہ معلوم ہوا کہ مسلمان کے مری ہو ہی ہو چکی قطعاً
جنتی نہیں اور دوسری حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کو کئی بھی تو قطعاً جنتی اور مشرکین
دوزخی ہیں یا دوسری حدیث کے مجامع سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسکے بھی جنتی ہیں تعارض ہوگا
اور دوسری حدیث میں یہ دونوں فریقہ کو کئی دوزخی اور جنتی ہو چکی نسبت لفظ اللہ

اعلمہ کا نواعا ملیہ تو ایسا ہے کہ یہ بھی لفظ مشرکین ہے کہ نہ کہ مسلمان کی علی کے بھی نہیں
کہ نہ وہ مشرک نہیں کا عمل انسی نہ ہوگا کہ یہ ایک فریق کے ہو چکا قطعاً جنتی اور دوسری فریق
ہو چکا قطعاً دوزخی فرما دیا اس طرح شبیک ہوگا اور یہ فیصلہ اسکے کہ انکو کسی فعل کی قدر
وہ فطرت اسلامی پر ہی ہیں دوزخی کی اس طرح سختی ہو سکتی ہیں جواب جملہ
ھم من ابائھم جملہ طبعیہ ہے مگر اسکی بمعنی ہیں کہ مریض اور مریضوں میں ملا قطعاً
یعنی جیسے آدمی کے آدمی اور لکھ کے گویا پیدا ہوا ہے اور یہ دو ام طبعیہ ہے اگر اسکے
مخالف ہو تو وہ ہو چکا تغیر اصل طبعیت ہوتا ہے ہو چکا اصل طبعیت نہیں ہوتا غیر اصل
طبعیت کو تو یہی لازم ہے اور اسوجہ سے جیسے ہوں کہہ سکتے کہ آدمی کے آدمی ہو کر رہا
ایسی ہی ہوں ہی کہہ سکتے ہیں کہ ھم من ابائھم مگر جیسے ہو چکا احتمال معلوم کسی خاص
عمل کے نسبت یہ یقین نہیں ہوتا کہ ہر اوقاف طبعیت اصل ہوگا ایسی ہی خاص کسی ہو ہوگی
نسبت یہ نہیں کہہ سکتے یہ جنتی ہوگا یا دوزخی ہوگا اور اللہ اصل ہے کا نواعا ملیہ
سے بہ مریض ہے کہ جیسی ہا رقیبت زرق و برق اصل حقیقت ہے کہ کوئی پر لکھا فقط
اوسکے دریافت کرنے کے لیے ہے ثواب و عذاب اور مقدار ثواب و عذاب اصل
طبعیہ پر ہے اعمال فقط اوسکے مگر میں نے لفظ کو کوئی فقط بغرض امتحان و مطلق
خبرناچہ لیب لکھ کر ادیکر احسن علماء اس پر شاہد ہے مگر جو کہ امتحان

دو غرض سے ہوتا ہے پہلا ہے الطیمان کے قے جسمی شری کا زرد نقرہ کو کوئی رنگ
 اور دوسری کہ اس کے قے جسمی باقی زرد نقرہ کا اوکو کوئی رنگ نہ ہوگا
 یہاں پہلی صورت شعور نہیں کہ نہ وہ علم خیر ہے نہ خواہ مخواہ دوسری صورت کا
 اقرار کرنا پڑیگا مگر یہی تو ہوتی جو کئی امتحان کی کجیزورت نہیں خدا کو یہی اپنی
 حقیقت کی خبر ہے خود او کو مثل باغوں کی اس کے کھل گئی ہیں کہ لوا اللہ ہذا
 لکن من المنفقین کیونکہ اصل طبیعت کو جو دوسرا مان کا رکھ داری طبیعت
 نہیں یعنی جسے سائب بہ طریق کے بھی میں پیدا ہوتی ہے طبیعت نوعیہ یعنی شعور
 اجائی ہے براسوت بوجہ ضعف جنہ و کی قوت اباہام نہیں کر سکتے انسان کے کو کوئی
 سمجھتے اس وقت تعین طبیعت نوعیہ کے جو تین امتحان ہوتا ہے اس سے بہتر کوئی
 طریقہ نہیں کہ او کی اصل کو ٹھنی مودہ ہم من ابائہ سے مفہوم ہو چکا القصہ
 ہم من اباء ہم اس پر مشابہ ہے کہ امتحان کی حاجت نہیں بہ بات تو موافق
 مفہوم ظاہر ہی ہی اور غور سے دیکھتے تو یہ معنی میں کہ وہ اپنے آباہی میں پیدا ہوتی ہیں
 او کی طبیعت نوعیہ کو او کی طبیعت نوعیہ میں داخل ہے او کی طبیعت تخصیص کو او کی
 طبیعت تخصیص میں داخل ہے وقت علق بابا کے طبیعت پر جو کیفیت عارض ہوتی
 نقطہ کی جبلت میں داخل ہوا جاتی ہے اور جو ہے عواض لاحقہ ہماں ذاتی

جو جانی میں اور لازم با شعور میں شمار کے جاتے ہیں اور جب دیکھتے ہوتے ہیں کہ وہ
 ولد کے حق میں پیدا و سبب ہوتے ہیں اور پیدا کا یہ کام ہے کہ وہ اپنے کوئی چیز نکال دے
 طرف جاتی تو جسے پیدا تو شفا آفتاب اور اسکے روبرو کوئی رخ با سیرتہ نہ ہوگا
 اور اس کا نور آسمان کو نکال دے تو آفتاب کے حساب او کی چیز ہے براہین
 دوسری طرف رنگ کو رنگ ذات میں داخل ہوا جاتے ہیں وہ ہے کہ جہاں اس کے
 باقی ہے کیفیات علق والدین کے حق میں عواض ہوتی ہیں پر اولاد کی عواض میں
 میں خجائی میں ایسی بنا پر اختلاف شکل و صورت و مزاج و انداز ہی ہے مگر یہی تو مسلسل
 ارشاد ہو گا کہ والدین سے پیدا ہونے میں او کی حقیقت اور اس وقت کی کیفیت
 معلوم ہو سکتا ہے کہ او کی کیا حقیقت اور کیا قدر و قیمت باقی ملے گی کہ حاجت میں ہی قطع
 امتحان کے تہا اور خدا کو امتحان کی حاجت نہیں اس کو معلوم ہے کہ اس سے انتظار ہو تو
 یہ بہتر کہ جانی او پانی سے انتظار ہو تو یہ بھی بھی او کو خدا کی حقیقت کی تحقیق کے
 موافق ہونے سے ملے گا اور گناہ و فساد و کفر و فسق نفس الخ سے غافل ہو گا اور نہ
 روایت اولی کے معارض والد اہل علم میں معنوں میں من کو شعور یا تہا میں معنوں میں من کہ
 ابتداء اور اگر میں معنوں میں ہی ابتداء ہی یعنی تو کو ہر جہ نہیں فقط سوال ہیام و
 حدیث مشکوہ شریف صفحہ ۱۵۴ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

علیہ وسلم الواثقة والمؤددة فی النار صفوہ ۴۴ سطر او الوثید فی الجنة
 پہلی حدیث ہی ہو دہ جو کونزہ دفن کر دیا ہو دفن ہو ثابت ہو جائے اور دوسری حدیث
 جاریہ جنتی ہو نامعلوم ہو یا ہے صحیح تعارض بعد وہی ہو نہ کی کوئی چیز بیان کی جائے
 وہ تو معصوم غریب میں او کی طرف سے کیا الزام ہے اگر کوئی کہے کہ چونکہ او کا پیدہ ہونا
 والدین کو باعث الرفع شیع کا ہوا اس واسطے وہ دفن ہو ہی بہ جواب یہی بیان
 نہیں ہوتا کیونکہ او کو اپنے پیدہ ہونے کا اختیار نہیں ہے ہوا کی طرف پہل الزام عاید ہوتا
 جواب الواثقة والمؤددة او علی هذا القیاس الوثید من الفلہم عبدیہا
 تو کہ تعارض ہی نہیں اول حدیث میں اور دوسری میں لورہ اور اگر طبیعت ہی
 مرویہ تو احتمال اختلاف زمان میں ہے ہو سکتا ہے کہ پہلی دفن میں جانی اور چرخت میں
 آجہا ہی اور موت او کی بہرہ ہو کہ جس سے وہ مائیں جو انہی کی کھان میں اس میں کہ بہت
 لطیف الفلہم جنت میں جانی کی اور او کی جی اس میں کہ مکافہ میں جیسے پیش لکھتے
 کہیں جو ایسی کہ ہی وہ مائیں جو انہی جو کونزہ دفن کر دیں یا قتل کر دیں اس صلاوت
 و مسئلہ کہ باعث دفن میں جائے اور او کی جی اس میں کہ مکافہ میں عداوت
 پیش آئے اور او کی دیکر وہ زمین ہو نہ جانی اس میں کہ باعث جو ہو نہ جانی سبب جو زمین
 آئی یہ ارشاد ہو کہ الواثقة والمؤددة فی النار کہ چونکہ وہ کا بہرہ کلام ایسا ہو گا

جیسا ملاحظہ کرتے ہیں تو اس وجہ سے وہ ہنر لہ غرضان سرکاری ہو گی جو خدمات
 جیسا کہ پر اس پر ہوتے ہیں جیسا کہ نکواس وجہ سے کہ وہ اہل تعزیر میں اور کار چارہ داران
 تکلیف ہوتے ہیں جیسا کہ ان کو کہ تکلیف نہیں ہوتی مایہی ہو وہی ہنر لہ غرضان سے
 محفوظ رہنے کی اور ان کو نہ ستانگی و نہ ایسا قصہ ہو کہ ایک ظالم دوسری ملازم کو
 ستانے اس قسم کے افغان کا ساتھ اس معنوی کی اور ان کے سے غرض یہ ہو کہ اس قدر لغت
 کو کوئی دوزخ میں نہ ہو نہ جیسا کہ کہہ دے ہی دفن میں جانی کی تو انہی میں
 کی موافق ہی جیسے کہ اس فعل شیع کی نحو سے کہ سبب یہ بلا اس کو میں لے اس میں نہیں
 ان کو بہ اندیشہ ہو گا کہ جواب فعل شیع کی باعث مظلوم معصوم نہ مائی ہری ہو کہ جیسے
 کہ اس کا وبال ٹوٹس ٹوٹس ہی اسلئے انہی بچاؤ کے اس سے شخص فائدہ ہو گا
 اور تعزیر کا اس شخص کے لئے جائز نہ بادلت فعل اس سے شاہد کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم بغرض خوش طبعی ایک بوڑھے سے یہ ارشاد کیا کہ ٹہر جانت
 میں نہ جانی کی جب وہ آرزو ہوتی تو یوں فرما کہ جو ان ہو کہ جانی کی ٹہرانی کی صورت
 میں نہ جانی کی قصہ یہ ارشاد کہ ٹہر جانت میں نہ جانی کی اعتبار معنی مطابق اس بات کہ
 ولایت میں کرنا کہ جو بیان ٹہر یا ہو چکی وہ جنت میں نہ جانی کی مگر باوجود ان کہ وقت کلام
 وہ ٹہر جانی اس طرف دین و دوزگیا کہ جو یہ نہ ٹہر یا ہو چکی وہ جنت میں نہ جانی کی اسلئے

شہادہ ہوگا کہ جس کے لئے کہو لایا گیا ہے، برای فیض امتزاجی جو یوں ملاقات کی شہری مگر یہ
 ولایت اور بیعت کامل ہوگی جو وقت پر درخان کبلی و نہ پرانی خصوصیت کی سمجھنے تک
 کوئی صورت نہیں ملے۔ دغان میں تو دروازے پر بار کبلی دیتے ہیں کیونکہ وہ وقت بزنہ
 وقت و باعام ہوتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے نہ کہو لایا گیا بلکہ ان کی خصوصیت
 معلوم ہو جاتی اور یہی وجہ ہوئی جو دروازہ کو کتبہ اطلاع نبوی کجارج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 آئے میں داخل کی تھے دروازہ کہو لایا گیا کہ شہرت و غنت منزلت محمدی پر قنوت کی نازل
 حکم ان کا نام سن کر کہو لایا گئے والو کی تھے آپ کے قریب منزلت کے پہنچانی کے لئے دریکہ ل
 ہوا جو اسے یعنی اس وقت اگر پہلے سے حکم دیا جاتا تو یہ امتحان کہو لایا جان نہ کہو لایا اور
 عجیب تھا کہ کہتے ہیں کہ کیا جانیں تم کون ہو حکم ہوا تو تعمیل کر دی اس کے کچھ بچے تھے انہوں نے
 یاچہ پڑائی اتفاق سے اسی طرح بلایا گیا جس کی سفروں میں کم تر ملازمن اور غلاموں کو
 بلایا کہو لایا کہ جس سے پہلے دربان کو کچھ حکم نہیں ہوا اور چہ نام سن رہی ہو دروازہ کہو لایا تو معلوم
 کہ قریب منزلت محمدی کہ جس کو اس کو معلوم ہی تھا کہ جس سے پہلے دروازہ کہو لایا کی ضرورت
 نبوی نوا و کوئی وجہ ہوئی جو ان کو اطلاع کی تھی ان کا کان دولت ہوئی اور دروازہ یاچہ جس
 میں سے ہوتی تو یوں ہی ہی سوال شہر صفوحہ سطر اس منہ صیۃ قال قال
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من مولود ولد لعل الفطرہ فایوہ

یہودانہ او نصرانہ ایمان نہ کیا کہ انہیں البعدۃ بعدہ جمعاً ہل الحسنون
 فیہا من حبہ عام ثمر بقول فطرۃ اللہ اللی فطر الناس علیہا الابدیل
 خلق اللہ - آیت او حدیث سے ہر انسان کا فطر پر پیدا ہونا ثابت ہوتا ہے کہ
 جب اللہ تعالیٰ نے فطر پر پیدا کیا تو فطر اسلامی یعنی اصل طبعیت جس کو جبلت کہتے
 تھے یہی کہو کہ معنی غنجلہ اللہ کے خلقہ الہ سے بنے اور ایک جگہ حدیث میں آیا ہے کہ اگر کسی
 بچہ کی کہو پڑائی ہو جائے تو اس کے لئے ایسا ہے تو اعتبار کر لیا اگر اس بات کا اعتبار کرنا کہ کوئی اپنی
 جبلت کے لئے ایسا ہے دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض ہے اور دوسری یہ کہ جب یہ برونہ
 قبل پیدا ہوا شقی یا سعید لکھا جاتا ہے تو فطر پر پیدا ہو گیا یا معنی وہ تو آدمی اپنی
 سعادت یا شقاوت مکتونہ پر پیدا ہو گا جواب فطر او کچھ ہے اور طبعیت اور غم
 او کچھ ہے تو فطر مرتبہ مخموم علیہ ہے تو مرتبہ نہیں تو اول مقدم بالذات ہے اور مرتبہ
 موخر بالذات پر زمانہ کی اعتبار سے کہ مقدم و تاخر نہیں ابتدائی زمانہ ذات ہے دونوں سبب
 میں پر زمانہ کی کہ جس کی خلوت اور غنجلہ کے متحرک تھے اس سبب معلوم کی ضرورت ہے اصل
 صفت کے وجود کی کسی ایک حاجت نہیں ایسی ہی حرکت مرتبہ مخموم کے لئے جو سبب ہے
 ہے اس سبب عاجز کسی کی ضرورت ہے والدین کی صحبت اور دکھا خواہ اس کی حرکت کا
 ہو جائے اس لئے یہ رشتہ دہو کہ فایوہ یہودانہ لہم القدرہ تہ فطر مخموم علیہ

اور ستور و تاج و اور مرتبہ ختم سائر مرتبہ ختم کی وجہ سے مرتبہ فطرت زراعت میں موجود
جو چیزیں ہوں انصاف اصلی کو با یک سطح قرار دینا میں حاکم کی یہ اشتداد و ججکا ہے
لاشعید علی خلق اللہ مگر مرتبہ فطرت وہ اعتقاد و توحید ہے حاصل اس مقام میں نظام ہے
اور ظاہر ہے کہ وہ نہ اس سے زراعت میں ہو سکتا کیونکہ جب ایسی حقیقت کو خدا کی نسبت ایک
انترامی کہا اور بتدرج ہو پ جو ایک سطح نورانی اور تنہا ہی اشعہ ہوتا ہے وجود محض کے
حق میں ایک متداف اصل خیال کیا تو لایب یہی کہنا پڑیگا کہ جیسا سطح شرط اور ایک سو
اوجن کے جسکی وہ سطح ہے اور سیکو اپنا مشا سو جود اور لائق نیار نہ بھیجے تو پھر حقان
بہی بشرط اور ایک سو ایسے مشا۔ انترام کے اور سیکو اپنا مباد اور قابل نہ ہونہیں ہو سکتے
سو انسان کے لوگ و شعورین تو مامل ہی نہیں تو اس اعتقاد کی نہ دل میں نہ سہی
انکار نہیں ہو سکتا اور چونکہ ایسی حقیقت اول ہے اور کثین کوئی چیز حقائق میں تو اور کسی
چیز کا علم ہو سکے یا نہ ہو سکے بلکہ علم سے کوئی چیز مانع نہیں ہو سکتے یعنی کوئی چیز حجاب
فیلبین نہ ہوگا اور چیلنے علم کا بہر حال ہی جس چیز کے علم پر اپنا علم ہی ہو تو ہوا اور زمین
اور لوگ این کوئی حامل نہ ہوگا اور اسکا علم ہوا تو ایسی شائی کہ سانبہ ہوگا کہ وہ اپنا مباد
اوجہ میں ہی اور اسکا اسکے اوپر نہیں تو پھر اعتقاد و توحید میں کیا کلام ہے اس اعتقاد کا
مقتضی یہ تھا کہ اسکی اطاعت میں سر و تفاوت نہ ہو تا انکار وجود تو درکنار اگرچہ

مخلافات معلوم ہوا انکار و ججہ میں ہے اور ظاہر ہے کہ یہ مرتبہ فعلیت ہے تو باضر و اس فعلیت کے
ایک مرتبہ قوت ہوگا اور سیکو مرتبہ خیال و فراق اور ظاہر ہے کہ یہ مرتبہ قوت ذات و موقوف
جدا نہیں ہوتا بلکہ تو ہم ہوا کہ اسے اسے اگر یوں کہا جاوی کہ یہ مرتبہ جو اصل شفا و
اور اسکے مقابل کا مرتبہ جسکو سعادت کہتی مائی بیٹ ہی سے سانبہ نہیں تو غلط نہ ہوگا
سراسر صحیح و صواب ہوگا و اللہ تعالیٰ اعلم و ذوال اول تو دفع تعارض الملوذ فی الخیر
جو نسبت ہم میں باہم اور نیز ان اللہ خلق الخیة اھلا اوکھا قال بظاہر معلوم
ہوئے بلکہ بلو زنا اور بعد اختتام یا د آیا تو جہاں اسکا موقع تھا جگہ نہ باقی حاشیہ پر کہہ
کہنا شروع کیا نہ ہاگر آخر کار گنجائش نہ کھلی اسلئے آخر میں کہنا پڑا اور یہ جو دیکھا تو معنی
و جہ سے یہی اجا ہو کر کہ بعض پہلو تقریر متعلق الملوذ فی الخیة تقریر جواب سوال
آخر یہ موقوفین بالجلجہ موقع پر تو لکھنے کا اتفاق نہ ہوا بطور تقریر میں کہنا ہوں
الملوذ میں شرط صوت حدیث اگر الکلام عہد ہو تو کہ پھر تعارض ہی نہیں و زہد
صورت میں ایک نوید کہ فرق افراد دارای و دودو بوسیہ فرق حقیقت کیا جاوے
دوسرے یہ ہے کہ ہم میں باہم کو خبر انکشافی اور ملوذ فی الخیة کو حکم دی فراہم کی
پھر خبر انکشافی ہوتی یہی ہے دو احتمال میں ایک نوید کہ جواب طبعی سوال ہو ظاہر میں ہی
اور واقع میں ہی اس صورت میں تو یہ خبر انکشافی بدلت الترامی جواب سوال پر

ولادت کر کے گرجو نکاح پر زنا سے ملنا یعنی تو ارشاد مولود فی الغنہ سے اوکلی اصلاح
 کی گئی اور دوسرا احتمال ہے کہ یہ کلام از قبیل تعریف جو جواب واقعی ہو صورت جواب ہو
 تفصیل اس اہل کی ہے کہ وہ ذریعہ کنہا تو اس وقت جائز ہو جبکہ از محبت والدین کہہ
 نہ کہ بیکجا ہو اقبل وصال غنا کو نہ کہ کنہا باعتبار لغت جائز نہ ہو اور جائز ہی ہو تو
 اس اعتبار سے ہو کہ وہ ضرر و فتنہ وغیرہ امور ضرر دین مانع والدین ہے کہ کوئی کفر و فتنہ
 معصوم اتباع مولود سے کہ غنط و زاری المؤمنین اور غنط و زاری کفرین باعتبار ضعف
 اس طرف تاویل ہے کہ وہ اتباع شرک و ایمان میں ہے سو یہ بات قبل موال از محبت متعین
 البتہ قبل مصلحت مولود کنہا صحیح ہے سو ذریعہ تو بوجہ قبول اثر نہ کہ بوجہ صدق و عدم
 من آباد ہم چون گرجو کہ بوجہ ضعف معلوم قبل بلوغ زمانہ معتد بہ نہیں تو بلا عمل کنہا
 درست ہو مگر اس وقت میں جس میں یہ تاثیر اعتقاد بوجہ صغر سن کی عمل کی نوبت ہی
 نہ آتی ہو اس کے بعد ارشاد اللہ اعلم بما کانوا عاملین اس غرض کے لئے
 کہ اثر نہ کہ وراقی و ملکات ذریعہ کے بعد غنط عمل صحیح معلوم ہو سکتا ہے
 یہی حدیث رفع القلہ عن ثلاثہ وہ بظاہر معارض مولودہ ذریعہ معلوم ہوتی ہے
 مگر غور سے دیکھتی تو یہ مطلب لایں رائے عمل کا عدم عمل کا اعتبار ہوگا یہ وقت اعتبار
 یعنی وقت بلوغ ہوگا اور نہ سہ نزد ہوگا اسی استعداد کا اثر جو پس سے کنون تاہر حال

عرض ہے کہ اس مسئلہ میں سے ہی یہ مسئلہ نظام ہوا اسکی موافق تفسیر ہو جائیگا کہ یہ ہے
 نوہر مولود فی الغنہ کی یہ تفسیر ہوگی کہ غنط بقطرہ توفعلیہ تک یہ ہو چکا اور غنط ہم بھی
 تو غنط نہ فوت ہی میں ہی غنط فعلیہ کنہا میں ہو چکا اسلئے بوجہ سیکاری مرتبہ تمام اور
 فعلیہ تر غنط نہ مولود سختی جنت سے ہوگا اور اس وقت ختم نہ ہوا اسے عام رہیگا کہ یہ
 ظاہر سے حاصل اس تقریر کا تو یہ ہوگا کہ مولود اور ذریعہ اور مگر اس وقت تو ذریعہ
 جو متعلق سوال ہو ہے سبقت غنط ہوگی بحدیثین کی سبب اعتبار دلول صحیح ہوگی
 اور اگر جلد ہم من آباد ہو تو خیر انکشافی نہ کہتی اور نہ یں بختہ نبی ہی صورت ہی
 کیونکہ اس صورت میں اصل مطلب تو اتنا ہی ہوگا کہ ذریعہ باعتبار حقیقت ہی نوع
 آباہن بظاہر یہ تعلیم اس پر ہی دلالت کرتی ہے کہ وہ جتنی دہن کی ہوتی ہیں ہی آباد کے
 شریک مثال میں خاص کر کہ بون کہا جاوے کہ اصل سوال اس کا کیا ہو جتنی میں آباد
 اور اس دلالت ظاہری سے اسکے اعتبار سے اسی تفریق کہہ سکتے ہیں غرض وہی خوف
 اور غنط نہ ہوگا شش والی شریک کی محبت چھوڑیں اور غنط سے محبت اختیار کر کے غنط
 اس صورت میں ہی باعتبار دلول سبب حدیثین واقعی ہوگی اور اگر یہ کہتی ہو کہ انکشاف
 خلوت کی بنا پر آپ ہم من آباد ہم فرمایا اور مطلب یہ ہو کہ ذریعہ کو شریک نوع آیا
 ہوا کہ شریک عذاب مواب کی طرف اشارہ فرمایا تاہا تو اس صورت میں انکشاف تو

toobae-e-library.blogspot.com

صحیح حکم مشترک فی الغداب والعباد غلط اور قسم کی غلطی انبیاء کرام
علیہم السلام کی ممکن ہے بر اصلاح او سکی ضروری ہے اسلئے بطور اصلاح حکم حق بہ
ارشاد ہوا کہ الملوذ فی الجنة لو یسیر احتمال ہے کہ غلطی نہ ہو بل اول دی حکم ہو
مگر آخر کا بغض قضای حکم بہ ارشاد ہوا کہ الملوذ فی الجنة تعرض و صورت صحت
جملہ احوال انطباق سب طرح ممکن ہے اور شاید یہ وجہ ہوئی کہ کداری کے با
بین اختلاف عظیم ہے واللہ اعلم بحقیقۃ الحال
فوق ترجمہ می مل من جسد اللہ الرحمن الرحیم و من ہریت نفس عالم ہو
سبب درخواست جناب مکرم رضا اللہ تعالیٰ عنہ اللہ ابنا علی العرارا المستقیم
جو نذرہ کے مخدوم و کرم ہیں طبع نارسا یوں تقاضے ہے کہ وہ بابت تفصیل علم باعبادت
ایک قول فیصل واضح ایسا لکھتے کہ جس سے خلیجان یک نعت اہل انصاف کی دل سے
اثر ملے اور غرض میرج واضح ہو جائی اسلئے اول بطور دعویٰ یہ عرض ہے کہ
یہ فیضان انسانی کل ترن جہن بن علم اور تقویٰ اور عمل جسے عبادت کہتی ہیں بہر
بینوں میں سے اصل اور عمدہ تقویٰ ہے بعد از ان علم بعد از ان عمل حبیب
دعویٰ شرح ہو چکا تو اب لازم ہے کہ اسکے دلائل نقل اور عقلی و قانونی قسم کے پیش
کیجئے تاکہ موجب خیر اطمینان ہو مگر چونکہ بیان دلائل دعویٰ ملکہ برقوق ایک

فصل

تفصیل بہ جائزے بطور تہید اول گوش گزار اہل انصاف نے کہ خداوند عظیم شال
اورندگان سراپا امتثال کی مثال ایسی ہے جیسی کوئی شہنشاہ دی ہادی جو حسن و جمال
اور جود و سخا و حسن اخلاق اور قہر و کمال میں یکساں ہو اور اگر سب طرح کی حاجت و کسر
عارضہ حال نہ ہو بلکہ وہ بے نیازی اور بغیر غرض میں بی مثال اور با نیلہ او سکی ذات علیہ
کمالات جمیع ہے منزہ اور برتر ہو یعنی ہر قسم کی وہ خوبان جسکے سبب دوسروں کو
محبت پیدا ہوتی ہے موجود ہوں اور علی ہذا القیاس ہر طرح کی وہ باتیں جسکے اور
خوف اور اندیشہ ہوا سکی ذات میں حاصل ہوں انظار ہے کہ رعایا یا بادشاہ
میں سے جو کوئی صاحب عمل صاحب دل صاحب نظر ہو گا اور اس پر نظارہ کمال
بادشاہی اور اطاعت شہنشاہی ہے بہرہ ور اور اسوا اسکے اور کمال سے مطلع ہو گا
نومینک وہ مرد سلیم تر قریۃ جمال اور دلدادہ ہر کمال ہو گا محبت حسنی اور احسانی
اور کمالی سے شیفتہ و فریفتہ ہو کر ہر دم جو باہمی رضای با و ناہمی رہیگا اور بالطریقہ
محبت خلاف رضا بادشاہی سے متفر اور محبت ہو گا معہذ خیال شوکت و
سلطنت و بیغرضی اور بے نیازی سے ہر دم خائف و ترسان رہیگا اور اس سبب
بھی رضا کا طالب و رنا خوشی سے محبت ہو گا مگر جو کہ طلب رضا اور اجتناب امور
غیر رضائیہ و فوٹ علم رضیات اور علم غیر رضیات پر ہے تو لاجرم قوائیں ادب اور

دیگر احکام صادر ہو جو محفوظ و مستحکم رکے ہر دم و ہر لحظہ بابت قوانین اہل بیت را حکام صادر
 ہر سبک او و جہ اس نہال کی منطق ہو کی خداوند و الجلال والا کرام اور بندگان خاص کی نظر
 کیونکہ خداوند اگر ہم کا جامع جمیع کمالات ہو نا خواہ جلال خواہ اور کمال نفس علیہ کا ذات نام
 خصوصاً اہل اسلام ہے اور علی بن ابی القاسم خداوند اگر ہم کا جامع جمیع حیوالات و نقصات
 سے تر و اور قدس ہو نا ہی ہر فرد بشر خصوصاً ائمہ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی
 نزدیک بلکہ کسی بادشاہ و غیرہ کا جامع جمیع کمالات ہو نا اور عجب سے ننو ہو نا تو
 ایک فرض محال ہے البتہ خداوند بیکل جامع جمیع کمالات ہو نا اور نام عجب سے ننو ہو نا
 انحصار ہے انسانوں میں تو جامع جمیع کمالات انسانی ہو نا اور عجب سے ننو ہو نا
 ہی ایک عجوبہ ہی بی زوات مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کہ نہیں ہا سکتا
 سو شوکت سلطنت اور شہم و عدم ہو کا نہ کا ہو نا بظاہر و باطن ہی نہ تا مگر تقسیم
 کے لئے ایسے اس کی فرض کرے نہیں کچھ جہ نہیں ان فرض جنابی ہی خواہ سب کا جامع
 جلال و جلال و زہد از عجب اور عجب ہو کر کمال ہو نا سب کے نزدیک محقق اور مسلم
 علی بن ابی القاسم بندگان خاص کا جلال خداوندی پر عاشق ہو نا و بے نقصان و محبت
 جو بای رضا و خلاف مرضی ہو جانے سے اندیشہ مند نہ نا اور اسطرح او کی
 بی مرضی اور بے نیازی اور شوکت کی وجہ سے اس کے غصہ سے خالی ہو کر اپنی

جلال

بیاو کی فکر نہ گذارنا سب کے نزدیک خصوصاً اہل اسلام کے نزدیک محقق اور مسلم ہے
 جب یہ بات در پیش ہوگی تو اہل فہم کی خدمت میں یہ گذارش ہے کہ بندگان خاص کی
 احوال کی تصحیح اور تصحیح کرنے سے چند باتیں مرتب معلوم ہوتی ہیں اول تو خداوند بیکر
 جلال و جلال و کمال کا یقین ہو نا ضروری ہے کیونکہ اگر خدا کے اوصاف کمال اور کمال
 کسی وجہ سے اطلاع نہ ہوگی تو خدا سے محبت ہوگی اور اس سے خوف پیدا ہوگا کیونکہ
 محبت کا درجہ جلال اور اوصاف کمال ہے اور خوف کا درجہ غنی اور جلال ہے ہر حبیب
 الہی اطلاع ہی ہوئی تو محبت اور خوف کا نام و نشان ہی نہ ہو گا نہ یہ فرض ہے کہ غنی
 ہوں کہ اگر شہر اندری میں باس کا ہڑا ہوا آدمی اس کو اطلاع سے گامی ہو جائی تو ہرگز اس
 خوف نہ ہوگا علی بن ابی القاسم اندری میں اگر حسین بن علی کی نظر کسی عاشق فرج کی باس ہوگی
 اور وہ اس کو سبب اندری کے قبیح للظن سمجھے تو بوی محبت ہی اس کے دل میں نہ ہوگی
 اور یہ محبت ہوتی اور خوف تو طلب و نا اور غیر مضیبت سے استراحت کی کوئی صورت نہیں
 چنانچہ ظاہر ہے کہ نفس آام طلب بغیر ان دو موکون کے کارشوار عبادت و تقویٰ
 کو ہرگز سر نہیں اٹھا سکتا اس لئے خداوند کریم ہی فرماتے ہیں و اتقا الکبیرۃ
 لا اعلم الخ اشعب الذین یظنون انهم ملا قوہ و انعم الیہ رجعت
 یعنی تم ایک نماز ایک ہمارے گھر شیخ و الون جو جو ان جہنم میں کر رہے ہیں

لہذا ہے اور ہم اس کے طرف جانی والی ہیں غدا اس سے معلوم ہوا کہ نماز کا ادا کرنا
بے خشوع بہت دشوار ہے اور یہی معلوم ہوا کہ خشوع ان دو جہاتوں پر قیام ہے
کہ جس خدا سے ملاقات کرتے ہیں اور اس کی طرف جانا ہے سو اس میں سے متلاشی ہوں
اور اندیشہ باز پرس جو محبت اور خوف پر قیام ہیں دونوں کھلنے میں اور اگر کوئی
اس نطن ملاقات اور رجوع کو فقط باعث خوف ہی قرار دے اور محبت سے مراد یہ بھی تو
آیت قل انکم تمجیدون اللہ فانہ یعرف تو اس باب میں یہ ہے کہ محبت
سہولت اتباع شرع کا باعث قوی ہے کیونکہ امتحان محبت نبی بہرہ ہوا کہ اتباع کر کے
دیکھا دو عمل ہذا القیاس فلما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى
فان الحجة هي المألوفی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خوف خداوندی کی سبب
نفس کو اس کی خواہش سے روک سکتی ہیں اسلئے اول مقام فرمایا العبدان ذہبی النفس
اور یہ طلب ہے کہ نفس کا خواہش نفسانی سے روکنا یہی دنداری ہے کیونکہ اتباع شرع
اور مجاہدہ اور عبادت میں جو اشکال ہے تو اس سبب کہ خلاف خواہش کرنا پڑے
الغترنا وفتیک جمال وجلال خداوندی پر اطلاع اور اس کا یقین نہ تو محبت اور خوف کا
ہونا چاہیے کہ وہ دین اور سبب لکان اتباع شرع میں جو محبت اور حبیب ہی ہو
تو نفس کو کہ کش تو خود ازم طلب عبادت و تقویٰ اس کی ہلاکتی تو لاہر ہند

فہما

toobaa-elibrary.blogspot.com

خاص کا حلال و حلال خداوندی پر بالیقین مطلع نہ ہوا مگر اطلاق یقینی و درج
ہو سکتی ہے ایک تو دیکھی ہوئی دوسری سنائی سنائی ہے ان دونوں میں ہر ایک طرف
مردمند ہر حدت متغی علیہ صحیحین میں اشارہ موجود ہے و ہر سبب از الاحسان
ان تعبد بہا کائنات تزلزل فان لم تکن تزلزل فان لم تکن تزلزل فان لم تکن تزلزل
کہ احسان یعنی عبادت کی خوبی یہ ہے کہ خدا کی عبادت تو ایسی طرح کرے جان تو آواز
دیکھتا ہے اور جو دیکھتا نصیب نہ تو یہی ہی کہ یوں بھی کہ وہ بھی دیکھتا ہے سو معنوں
اول اول کی طرف مشیر ہے اور معنوں دوم معنوں دوم کی طرف باقی رہا ہے کہ
کامک تراء بلفظ تشبیہ یا لیسہ سو اس سے عین رویت نہیں کھلتی جو معرفت کی
طرف اشارہ ہو کیونکہ معرفت کے باب میں اور یقین کو مگر شرط ہے معتبر کہ ہے جو
دیکھتے پہلے سے پیدا ہوتا ہے بلکہ اس سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ اس حالت ہو جو
مشابہ ہو جس کے ہوا اس کا جواب ہے کہ رویت کا لفظ عرف میں ختم ظاہر ہے
دیکھتے کہ تین سو اگر کسی دیدار کی کیفیت اس آئینہ سے حاصل نہ ہو بلکہ کسی اور واسطہ
سے جو کسی جواب میں یا ساعدا و یکا شہدین تو اور دیکھی ہوئی ہو بلکہ کسی اور واسطہ
کرتے ہیں جانوں یوں دیکھتا ہوں وہ حقیقت میں رویت ختم قلب متعلق ہے آئینہ
فقط ہر دیکھنے کے ہی مدد نہیں بنا سکتا فہم جانتے ہیں اسلئے رسول الصلوات

کاتب ترازو یا فقط ترازو یا کلا قطر کا خدا جل جلالہ میں حق بقدر و وضاحت اور یقین پورا
 نظر ظہری میں نہیں ہوتا اس لئے کہ نظر ظاہری بوسیلہ نور آفتاب وغیرہ کام دیتی ہے اور
 نظر باطنی جل جلالہ میں نور خداوندی سے کام چلتا ہے جتنا بچہ حدیث میں موجود ہے انشعوا
 قواستہ المومنین انہ یبصر بنور اللہ یعنی مومن کی ذراست ہے جو کہ وہ بوسیلہ
 اس کے نور کے دیکھتا ہے الغرض یہ باطن کا شہادہ حق معاینہ خیر ظاہری جو نسبت
 اجسام و اشکال الوان کے ہوتا ہے بڑھ کر ہے سو معرفت حقیقت میں ایک قسم کی رویت ہے
 دوسرا جواب یہ ہے کہ خدا کی تعلیمات کا کھربا کھربا نہیں ایک ایک یا وہ واضح ہی ہوئے
 میں گور و بے کیوں ہو برقیامت کو جو دیدار ہو گا تو اس بجلی کے سامنے معرفت کی بجلی
 ایسی ہے جیسے شمع فانوس کے پردہ میں نظر آتی ہے پردہ ہو سو اس نے اپنے کاتب ترازو
 فرمایا ترازو فرمایا کہ ترازو جب اپنی موقع پر ہو کہ یہ اس کا محاسباتی نری جیسے خدا تعالیٰ کی
 قیامت کو جو گا کہ یہ بھی واضح ہے کہ جیسے شمع کی بجلی کو فانوس میں دیکھنا کہتے ہیں سو
 خدا کی بجلی کو جو معرفت میں مجاہدوں کے چھپی ہوئی ہے اسی رویت کیوں کہتے ہیں یہ
 معلوم ہو چکا تو اتنا اور بھی کہتے ہیں کہ ہر اول کو معرفت کہتے ہیں اور دینی سناؤت یعنی کو لفظاً
 انور خداوند طیل کے جلان جلال کا علم یعنی ہونا بندگان خاص کے لئے ضرور ہے اور اسی علم
 کی طرف آیۃ انما یخشی اللہ من عباده العلماء میں اشارہ ہے کہ ان کو لکھ سکے یہ بھی کہ

خدا ہے عالمی درخت میں سو اگر عالمی عالم جل جلالہ راوند ہو بلکہ عالم اسلام صوم و محلوہ
 و دیگر احکام راوند ہو تو قطع نظر اس کے کہ صدر باجی اسکے خلاف شہود ہے عالم سائل
 فاسق و فاجر میں یا در پست ہے جال خدا سی درخت میں خون کو علم سائل ہے کہ یہ علاقہ قری
 تو نہیں مانا ہے علم ذات و صفات شہر بروجیہ خون شہر ہے ایسی ہی علامات و صفات
 خداوندی ہو جال جل جلالہ ہے البتہ تجویہ خون خداوندی ہے اس صورت میں یہ بھی ہو
 کہ خدا سے جانی واسطے ہی درخت میں جو اسی جانتے میں اونہیں کے دل میں اس کا
 خوف ہے الغرض حال اول بندگان خاص کا تو یہی علم یعنی جو کسی معرفت و اعتقاد ہے
 اس کے بعد بقدر قابلیت و ادراک محبت او خوف پیدا ہو کر دل میں فکر مضاجعت
 او غیر مضایات ہے احتراز و اجتناب کا غم پیدا ہوتا ہے اس کا نام تقویٰ ہی خود خوف
 جیسا کہ شہوری تقویٰ نہیں کیونکہ تقویٰ اور تقاہ عربی میں بجا و کو کہتے ہیں سو بجا و کا
 مضمون خوف پر مترتب ہوتا ہے وہ خوف کس طرح کا ہو خواہ وہ بہت محبت ہو یا وہ
 خیال ہے نیازی و قہاری و جباری و دوسری حدیث صحیح میں وارد ہے الخشۃ
 من شیئۃ الشیطان یعنی متقی وہ ہے جو شہادت ہے یہ بھی اس سے صاف
 واضح ہو گیا کہ تقویٰ ہی کا مومن کی کو او اسے بجا و کو کہتے ہیں دل کو
 نہیں کہتی مان ہے ڈر کے تقویٰ البتہ جو نہیں کہ تقویٰ خوف ہی پر مترتب ہوتا ہے

اب ایک اور نگارش ہے کہ صبر اور شکر اور توکل اور احسان جو کہ جسے فتح بخوالہ حدیث مذکور
 ہو چکی اور محبت اور خوف اور اخلاص اور رضا وغیرہ مقامات و احوال محمودہ رضیہ
 سب نفوی کے ساتھ دست و گریبان میں بہرہ سب امور مذکورہ اور نفوی آپس میں
 لازم و ملزوم ہیں اگر محبت اور خوف اور رضا اور اخلاص اور نفوی کے بلوی اور خدا
 میں سے ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ گناہ سے بچنے کے اسباب یہی ہیں تو توکل اور صبر اور شکر
 اور سکے لوازم اور نواہج بلکہ اسکے اجزاء میں سے ہیں کیونکہ اگر صبر یا شکر یا توکل ہوگا
 تو بیشک موجب نارضماندی خالق ہوگا اور نارضماندی کا لائق ہے بجز یہ کہ نفوی
 کہنے میں بجز نارضماندی کی ذیبت آتی اور نفوی کہاں غرض ناخوان اور افاق ہی
 کیسکو بچھبھنگندگی کہ مراد افاق اس بات کا معنی ہے کہ ایہ نارضمانی کل میں
 چیزیں ہیں علم نفوی مل جائے کہ مقامات تغیرہ اور احوال متعدد مذکورہ ہی موجب خوف
 انسان میں کیونکہ بہرہ سب نفوی کے لازم و ملزوم اور باہمہم جو اسکے لازم میں وہ علم
 مذکور یعنی معرفت اور اعتقاد کی لوازم میں سے ہیں سو ان دونوں کو ذکر کرنا سبب کا
 ذکر کرنا ہے احوال میں یکسر رضامندی اور عزیمت استرازا وغیرہ مضبوط باعث کمال
 معرفت اور سوخ اعتقاد کے قلب پر غالب اور مستولی ہوا تو تمام نفوی انسان کو
 حاصل ہو گیا لیکن ہم فکر اور عزیمتیں جمعیہ یعنی دنیا و آخرت کے تفصیل امور رضیہ اور غیر رضیہ

معلوم نہ ہوا سقہ نفوی کو لازم ہوا کہ انسان اپنے شان کی موافق رضامندی یا نارضمانی
 کی باتیں دریافت کریں مثلاً اگر مال ہو تو زکوٰۃ حج کے مسائل ہیں معلوم ہوں وہ کہہ
 ضرورت نہیں غرض نفوی کے واسطے علم احکام لازم ہوا اگر اس علم کی دو قسمیں ہیں
 ایک تو علم احکام متعلقہ اخلاق و اعمال قلبیہ سکونہم علم طریقہ علم باطنی کہتے ہیں
 دوسری علم احکام متعلق اعمال بدنیہ سکونہم علم فروع اور علم ظاہر کہتے ہیں اس سے پہلے
 معلوم ہو گیا کہ علم فروع علیہ السلام باین اصطلاح علم باطن نہ تھا جو کوئی یوں کہ
 حضرت خضر علیہ السلام علم طریقت اور علم باطنی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام
 خالق ہی بلکہ یہ غلط فہمی ہے علم ظاہری و باطنی اور علم معرفت و اعتقاد میں جو
 لوازم اور ملزوم نفوی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ہی خالق ہی ذیہ بہرہ افضلیت
 جو موسیٰ علیہ السلام کو بہ نسبت خضر علیہ السلام کی جمع علیہ اہل اسلام حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کو نصیب نبوی کیونکہ در افضلیت فرقی نفوی ہے چنانچہ انشاء اللہ قریب ہی
 ثابت ہوتا ہے کہ لازم و ملزوم اور لازم بقدر لازم اور لازم بقدر ملزوم ہوتا ہے جتنی آگ
 ہوگی ذیہ ہی حرارت ہوگی جس قدر حرارت ہوگی ذیہ آگ پر حسب بدلیل افضلیت حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضر علیہ السلام سے نفوی میں خالق ہونا ثابت ہو فروع علم
 معرفت و اعتقاد اور علم احکام میں ہی ان کا خالق ہونا لازم آیا بان علم و قانع میں

ابنہ حضرت علیہ السلام کا قدم اگلی ٹپا ہوا معلوم ہوتا ہی سو یہ علم معلوم ہوا اور عقدا اور
 علم احکام سے کچھ نسبت نہیں کہ نہ گنہگار و تین واقعہ جو حضرت خضر علیہ السلام کو بطور
 مکاشفہ معلوم ہوتے عوام کو بطور معاذ معلوم ہو سکتے ہیں بادشاہ عالمگیر کا بھی ہے آنا
 حضرت خضر علیہ السلام کو اگر دور سے معلوم ہو گیا اور حجاب بعد کافی اونکی حق میں نہ ہو
 تو جو لوگ بادشاہ نہ ہو کہ ہر ادنیٰ اونکو بطور رعایہ نہ پاس ہے عجایب بات معلوم ہوتی
 علی بن القیاس لڑکے کا کافر ہونا اگر اونکو قتل ہو گیا اور بعد زبانی اونکی حق میں
 حجاب نہ ہوا تو شرط ہو کہ جو اس لڑکے کے معصوم ہوتے عوام خاص اور اسکے لڑکوں انہوں
 دیکھتے علی بن القیاس ایک بوجہ کی تیو کی ملک ہونا اور اسکے حق میں خزانہ کا ہونا اور ان
 تیو کی باپ کا صلح ہونا یہ ساری امور ایسے ہیں کہ عوام کو بطور رعایہ یہ وساطت غیر
 معلوم ہو سکتے ہیں مگر انسا فرق ہے کہ اونکی حق میں عیسائے مستقبل قتل نہیں ہو سکتا
 اور حضرت خضر کے حق میں عجایب نہیں ہوا تبایان و بارہ صلاحیت پدید تیاں زمانہ ماضی
 عوام کے لئے عجایب ہو گیا اور حضرت خضر کے لئے نہ ہوا اور یہی قدر شکست کشی ہے بعد اسکا
 عوام کی نظر کوئی لئے عجایب ہو گیا اور حضرت خضر علیہ السلام کے لئے نہ ہوا یہاں حامل سبب
 یعنی دواور در بارہ خزانہ عوام کے البصا کا حجاب ہو گیا حضرت خضر علیہ السلام کی لئے
 نہ ہوا باقی ہی یہ بات کہ بعد اسکے مشرف ہو جائیگے کہ ایک بادشاہ کا مشیت تیاں بڑا ناگ

اونہوں نے کشی کو باہر غرض تو ثور والا کرو ٹوٹی دیکھ کر جو رہا اور اسکے مالک ادنی
 درست کرتے بعد اسکے چھپ جانے کے پہر اپنا کام چلا تین تو یہ بخیر احکام شرعیہ ہا جمین
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فائز ہوا معلوم ہے کیونکہ اسکا حاصل احسان اور روت
 اور کفالت احسان ہے سو یہ باتیں بخیر عظم لقیقت میں علی بن القیاس بعد اسکی ملک
 ہونے کے کہ یہ لڑکا کافر تبادی ہے جیسی پیشترے یا شیر کا بچہ بعد شیر ہی ہونے کے پہاڑ
 کہلے گئے کہ گور زید انش اس میں بہر بات نہ باقی جاتی ہوا ایسی ہی یہی ہی بعد یوسف
 رنگ لیکھا اور چنے دانت دیکھ لیا گیا جو جیسی پیشترے کے بچہ کو اول ہی قتل کر دینا فر
 معلوم ہے خلوف الصفا نہیں ایسی ہی اس لڑکے کے قتل کو ہی حضرت خضر نے
 عین معلومت دینی چھپر قتل کو دیا تو کوئی بات عیب کی نہ ہونی بلکہ خود انبیاء احکام شر
 ہوا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خاص منصب تھا کیونکہ اسکا حاصل قتل تھا جو احکام
 نے عباد شرائع میں مقرر ہوا ہے انھوں علوم خاص غفری علوم عوام سے اگر نہ تیا
 بین تو طریق حصول بن ہمتا نہیں حقیقت میں خود بین مان علوم موسوی نے علوم نبی
 جودات باری تعالیٰ اور علم صفات باری تعالیٰ اور علم احکام باری تعالیٰ میں نہ اونکی سطح
 عوام کو اطلاع ہی نہیں ہو سکتی جس میں سے خاصہ احکام جو فی الحقیقت مافی الغریب
 باری تعالیٰ سے کیونکہ ہماری تمہارے مافی الغریب ایسی سنو و محبوب ہوں کہ سنیں

سیر کیا اور کو چاک کر کے وہ سے طاق تیرہ نذر و صاحب فی الغریب اور کے مافی الغریب
تو مافی الغریب یا ریتالی جس کا بخود ذات جناب رسی ہے چنانچہ سورج میں غفلت
علی غیب میں غیب کا غریب یا ریتالی کی طرف مضاف کرنا ہی اس پر شاہ ہے بلہ اسکے
انبار کے کہ کو کمر معلوم ہوگا گھر کا ہر سکہ کوئی اپنا مافی الغریب اور سے کہتا ہے جس سے لو کا
دل ملے تو مافی الغریب یا ریتالی لایم اور انہیں پر چلا کر کیا جائیگا جو کمال و دیگر کو
پسندیدہ جناب یا ریتالی ہوگی اور اور کو اوکی ساتھ کو یہ نسبت نہ ہوگی اسلئے جناب
یا ریتالی نہ ارشاد فرمایا لا یظہر علی غیب لحد الا من ارتفع من رسل
یعنی نہیں ظاہر کرنا خداوند کریم اپنے مافی الغریب کو پیکر یوں پر جو اسکے چٹائی ہوئے
بندی ہیں انقدر معلوم ہو سکی جو مافی الغریب کو کیوسا طرت رسول کی سطح معلوم نہیں ہو سکتی
اور علم خفزی جو سا طرت غیر عوام کو معلوم ہو سکتے ہیں چنانچہ واضح ہو چکا ہے مافی الغریب
اس بات کا الہام کہ فلا فی دیوار کو سیدی کرو و جیسا کہ غفلت و ما فعلت عن امری
اس پر دلالت کرنا ہے سو یہ بات پر جنہ عوام کو معلوم نہیں ہو سکتی پر انبیا کو یہ بعد اولی
انہم کہ مافی الغریب معلوم ہو سکتی ہیں چنانچہ رسول معین الیہا مافی الغریب کا الہام تو اعلیٰ
یعنی احکام کے الہام کی برابر نہیں ہو سکتا اس تقریر سے وہ شبہ بھی مرفوع ہو گیا
بعض کم فہموں کو اس قدر کو دیکھ کر مایوس ہوتا ہے کہ حضرت خضر کے بار میں قول حق

لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیّ العزیز

tochaa-elibrary.blogspot.com

کہ وہ اول میں ہی نہیں پر کیا وجہ کہ او کو غفلت شریعت الہام ہو حالانکہ خداوند کریم کے
باب میں فرماتا ہے انما ناکرہنا رحمۃ من عندنا و علمنا کہ من لا ناعلمنا یعنی جو شخص
او کو اپنے پاس کی رحمت او کو بلکہ اپنے او کو اپنے پاس سے علم اور یہ بھی حق ہے کہ
مکاشفہ خلاف شرع غفلت ہو بلکہ قابل تعریف کی بلکہ صحت مکاشفہ کے سے بڑا کیا ہے
کہ شریعت کے خلاف نہ ہو اور وہ جس شبہ کی دفع ہو جائے گی یہ ہے کہ جو باتیں حضرت
خضر کو مکشف ہوئے ہیں و شرع کے مخالفت نہیں بلکہ ان امور میں مخالفت اور
موافقت کی گنجائش ہی نہیں کہ کہ شرع علم احکام کا نام ہے احکام طریقت ہو یا
احکام شریعت علم واقع جزیرہ ایک بات جدا گانہ ہے او بعد کشوف ہونی موقوف
کے جو کہ اپنے صادر و اوہا وہ سب موافق شرع تھا یا احسان کا بعد احسان کیا یا
ایک کو کریم جان کیا یا تمہوں کے ساتھ بلکہ احسان کیا سو یہ تینوں باتیں ظاہر ہیں کہ
عین دین و ایمان میں اور نیز اس قدر کو دیکھ کر جو بعضی کم فہم بیدین بہ استدلال
کی کرتے ہیں کہ یہ مد کو لازم ہے کہ اگر یہ خلاف شرع ہی کی تہی ہی فرمانبرداری
میں قصور نہ کری او کو یہی گنجائش استدلال باقی نہ ہو کہ حضرت خضر علیہ السلام کو کوئی
خلاف شرع کشوف نہیں ہوا تھا جو او پر وہی نسبت بہ گمان کیا جا ہی بلکہ حدیث
صحیحہ اطاعت علی خلق فی معصیۃ الخالق اس باب میں نص صریح ہے کہ غفلت

۴۹

شرح کوئی ہی کیون نہی گزرتا تسلیم کرنا چاہیے ان موشن کامل اوپر ان غلام
نسبت بندگان ہوا اگر کوئی بات کسی پر کامل کہانی ایک غلاف شرع ہی معلوم
تب ہی مثل افعال حضرت خضر علیہ السلام کے کہ بظاہر غلاف شرع معلوم ہوتی ہی اور حقیقت
میں مخالف نہی اوکلی افعال کی مخالفت کہ اپنے قصور فریم پر مجبور کر کے نہ دل سے
اون افعال کو موافق ہی بھی اور موافق نفس صریح ظنوا المؤمنین خیرا کی حقیت
اوجس میں سے پیش آئی اب بات کہیں کی کہیں جا پڑی کہنا ہا کہ کہنے لگا کہ یہ
بر سر طلب آہوں غرض یہ ہے کہ نفوی کو علم احکام جو نفس علم طریقت و علم لغت
ازہ ہے اور نفوی کا وجود و علموں پر موقوف ہے ایک توانی جو علم عزت و اعتماد
دوسرا علم توانی جو علم احکام ہے ایک نفوی کے پورے ایک نفوی کے بھی ایک اسکا سبب ایک
اسکا اور جو کہ نفس علم احکام بعد نفوی بنو علی بنی فعل موافق علم مذکور حسب استطاعت
آپ لازم ہوگا اور ان اعمال کے ساتھ نفوی کو ایسی نسبت ہو کہ جیسے روح کو بدن کے ساتھ
جو جیسے سبب کمال ازباده کے جسم انسانی کو انسان کہہ دیتے ہیں حالانکہ انسان حقیقی وہ
روح ہے بدن نہیں من کیا لہذا ایسی ہی حقیقت میں نفوی ہی اوی فکر اور عزم و معزم
نام ہے جسکا اوپر مذکور ہو چکا تھا اس کے لئے تیز بدن کے روح کے ہیں اور
صاحب اعمال ایک اور مختلف افعال مذکور جو متفق کہتے ہیں تو اسی سبب کہتے ہیں کہ اعمال آلہ
نفوی

تقویٰ میں اپنے غلاب اور عجب غلاموں سے بچاؤ انہیں اعمال کے سبب یہ آتا ہے
جیسے بوسیلہ سبز ترار کے وارے آدمی بک سکتا ہے اور جیسا کہ روح کو اپنے اندر کے
ساتھ نکال دے اور بنا جائے کہ وہ باہر جزو بدن میں سرایت نہی ہوئے ہے ایسا ہی تقویٰ یعنی
خدا کو اعمال شیعہ میں اس کے ساتھ یعنی یہ نسبت ہی جیسی روح پر مدار علاج شرف و
— منقبت جنت ایسا ہی تقویٰ پر مدار علاج شرف و منقبت اعمال ہے اور اسے
جنبہ باری تعالیٰ فرماتے ہیں لَوْ يَسْأَلُكَ اللَّهُ لِحُومِهِمَا وَلَا دِمَاهُمَا وَلَا كُنُفَيَاهُمَا
الْتَقَىٰ مِنْكَ خَمِيْنٌ يَّبْرُؤْنَا الرَّكْبَةَ بَهَا نَ كُشْتُ اَوْ خُفْتُ قَرَابُؤُكَ لَا يَكُوْفُ بِهَا
الرَّكْبَةُ جِهَانُ تَقْوٰی تَبَارُؤْنَا وَهَكَذَا اَوْ عَزَمَ مَعَكُمْ سَبَبُ نَوْبَتِ قَرَابَتِيْ كِيْ اَنْ يَّارْتَقِيَنَّ
اَوْ سَكَلِ بِرَشْتِهِ اَوْ اَدْوٰی بِزَنْجَرِهِ اَسْكَلِيْ مَوَاقِفَ عِدَّتِ شَرَفِيْنَ اَسْلَحِيْ كَ
الْفَاظِيْنَ اِنَّ اِلَهًا لَا يَنْظُرُ اِلَى اَعْمَالِكُمْ وَصُوْرِكُمْ وَلَكِنَّ اِلَهًا يَنْظُرُ اِلَى اَقْلَافِكُمْ
وَبِنَا تَكْرَهِيْ اِلَهَ تَعَالٰی نَهِيْنَ دِكْتِهَاتِهٖا اَعْمَالِ اَوْ مَوَاقِفِ اَوْ كُوْلِيْ اِلَهٍ دِكْتِهَاتِهٖا
تَبَارِیْ دَوْكُوْ اَوْ ذِيْوَ كُوْ سَوَا اَعْمَالِ خَيْرِكِ نِيْتِ وَیْ تَقْوٰی هَیْ كُوْ كُوْ كُنِيْتِ حَقِيْقَتِ
اَوْ خِيَالِ كُوْ كَتِيْتِ هِیْ جَوَابِ عَمَلِ جَوْشَلَا كُوْ قَدَا كِيْ رَضَا كِيْ كَ نَا نَبْرِ تَبَارِیْ سَوَا
خِيَالِ رَضَا اَوْ كِيْ نِيْتِ هَوٰی اَوْ كُوْیْ وَ كِهَلَا نَ كِيْ كَ پُڑ مَنَاهَ سَوَا اَوْ كِيْ نِيْتِ خِيَالِ
هَوَا اَوْ ظَاهِرِ كُوْ كِهَلَا نَ خَاصِ كَعْقَبِیْنِ بَاعَثِ اَعْمَالِ وَیْ خِيَالِ رَضَا جَوٰی اَوْ غَرَمِ اَتَرِ

۸۱
 اور جو ضمیمہ سو ہی نفوی نہ کرے اب ہر کوئی اس شرک و تنقیح سے بچ گیا ہوگا کہ
 بندگی خاص کو اول علم معرفت و اعتقاد پیدا ہوئے بعد ازاں نفوی میں بعد علم
 احکام اور اسکے بعد عمل جب یہ قدم محمد ہو گیا تو سامعین یقین کو معلوم ہو گیا کہ
 نو انما رتویر سیدین آپ واضح ہو گئی کہ شایستہ انسانی کل میں امور مذکور ہیں یا
 رہی یہ بات کہ ان سب میں افضل نفوی ہے اسکی کیا دلیل اسلئے سامعین کو تکلیف
 توجہ و انصاف ذکر عرض رہا ہوں کہ جناب یا تعالیٰ کی بات تو پر جناب یا تعالیٰ کی
 بات ہے وہ جو کچھ یسائیں سرور او میں تفاوت نہیں ہو سکتا سو حکم ربانی یا نہیں کا
 مقولہ موجود ہے ان اگر مکر عند اللہ انفا کھ نہی ٹیک خدا کے نزدیک بڑی
 عزت والا وہ ہے جو زیادہ نفوی والا ہے اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ جناب یا تعالیٰ
 صاف صراحت نہ کہ اشارۃً تاکیدیوں غلطیہ میں کہ سب میں معز و کم وہ ہی جو میں
 زیادہ تہی ہے اب اگر کو یہ بات معلوم یا مانتوں ہوگا ایک شخص نفوی میں زیادہ ہے
 او دوسرا علم میں تو ہم شکیستہاوت خداوندی بطریقہ یک کے یا ٹیک کو سکو افضل
 کہیں گے جو نفوی میں زیادہ ہوگا دوسری جہاں یوں اشارہ ہے اہم جعل المتقین
 کا انجیاری یعنی کیا ہم برابر کردین متفقون فامرو کی ساتھ اظہار ہے کہ خارج ادوی ہی
 کہتے ہیں جو متقی ہوا کہ عالم ہو بلکہ عالم کو متقی نہ تو سب فامرو کا وجہ ہے ہر جہ عالم

فامرو براسی نہوا تو افضل ہوگا کہ جو ملکین اتنی بات اور میں یعنی جائے کہ موافق حد
 شریف حسب الدنیار اس کل خطیہ اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ جسکو محبت
 دنیا زیادہ ہوگی وہ فسق و فجور میں ہی زیادہ ہوگا اور میں محبت دنیا ہوگی یا کم ہوگی او میں
 فسق و فجور ہی ہوگا یا کم ہوگا اور جس قدر فسق و فجور کم کی ہوگی او س قدر نفوی زیادہ ہوگا
 اگر بالکل فسق و فجور نہ ہوگا تو بالکل نفوی ہی نفوی ہوگا اسکی الہی مثال ہے صبی نور اور
 ظلمت کہ او میں سے جس قدر ایک کم ہوگا دوسرا قسائی زیادہ ہوگا اور اگر ایک بالکل
 نہ ہوگا تو دوسرا بالکل ہوگا اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ موقدان جہتی یعنی جن کا قلب
 محبت و نیلے پاک و صاف ہو کر محبت خداوندی سے پر ہو گیا ہے بہتست لون
 علماء کے جو فقط علم احکام اور فی نصیب ہوا او بسبب حاصل نہ ہونے علم معرفت و اعتقاد
 کے ابھی ان کا قلب بہ محبت دنیا سے پاک ہوا اور نہ محبت خدا سے ہر افضل و شرف
 ہوں معنہا و بارہ امور تہذیبیہ بہ نسبت امور ناپسندیدہ بدنیہ کے ہی شدید ہی خیاں ہوئے
 اذ اللہ کا فیض نظر الی اعلا کہ وہ صورت کہ ہم جو مذکور ہو چکا او شہرہ ہی سوج شخص
 او جو ہر فضیلہ سے ترہ ہوا و دربارہ احوال و اخلاق بلی متقی ہوگا اگر ایمان او میں سے
 بمقتضای بشری نہ ہو جہ دیگر در باب احکام بدنی کچھ ضروری ہوگا تو بشری و شرعی
 شریعت و اعزاز و اکرام دین ظاہر او عدم استحقاق احکام ظاہر او میں نقص سے

افضل ہی ہو گا جو علم احکام میں اس سے فائق ہے اور عایت نقوی دہارہ احکام میں
 بھی مکمل احکام کے برابر علم کا احوال و اخلاق نا پسندیدہ سے ایسی کمپائنتیں ہوا
 معذرت اللہ اللہ محب المتقین ان اللہ مع المتقین کے کلام الہی ہوا ہے
 ان اللہ محب العلماء ایک عیب نہیں اور یہی واضح ہے کہ محبت اسی چیز سے
 ہوتی ہے جو اپنے نزدیک ان اشیا سے بھی جو ان اشیا سے محبت ہو جب بہت اسلم
 ہو چکی تو اب ایک اور گناہ شروع کرنا ظاہر ہے عمل یا عمل سے توسل یا افضل و اشرف
 قطع نظر و اس مذکورہ کے بون ہی سلم ہی کیونکہ جہاں میں تارکان دنیا اور تقویان جہنم
 ساتھ ہر قدر محبت کرتے ہیں عالمان بے عمل یا کم عمل کے ساتھ نفی نہیں کرتے پر عارفان
 ربانی کہتے ہیں انہی زبان کے نزدیک سب سے مفہم کے تقوی کی وجہ سے سب سے پاک و سب سے
 عارف ہو چکا گمان ہو اگر وہ فی قیود و توائف انہی زبان دونی اور اسکے معقد ہونے میں آتے
 یہ معروف و مشہور اور نو عارف ہی نقوی ایک مفہم صیقل اور غلطی معنی ہے اسلئے اس کا
 نقوی لازم ہے یہ ممکن نہیں کہ معرفت نصیب ہو اور یا بنیاد پر عارفی خداوندی اور عزم
 اخلاقی نسبتاً دل میں پیدا ہو کیونکہ ہر انسانی خیر میں بہت دوہن لگی ہوئی ہیں کہ لذت
 چیز اور پیش آتی تو اس کی طرف راغب اور جو حیات کی شے میں آتی تو اس سے ڈری ہو چکا ہے
 اگرچہ یہی ہے محتاج دلیل نہیں بعض کم عقلان درمیان دنداری کہتے ہیں یہی انہی

کراہت شروع کی نزدیک ہی سلم ہی نہیں تو وعدہ و وعید اور ثواب و عقاب لغت میں لغوی چیز
 جلیب عقد و حقوق ہو چکا تو اب عرض ہے کہ بد صورت حصول معرفت لازم ہے کہ جہاں جلیل
 خداوندی مشغول و مشغور ہو اور یہی غماہ و قیغ ہے کہ جہاں خداوندی سے زیادہ کوئی
 لذت کی چیز نہیں اور جہاں خداوندی سے زیادہ کوئی چیز نہیں گنہ گنہ قطع نظر اسکے یہی اور سلم
 الثبوت ہو چکی احادیث صحیحین میں کثرت اشارہ موجود ہے اور اہل فہم تو انکلا انھم
 عن ربهم و عن دینہم و عن انفسہم لصالو البصیر سے یہ مطلب نکال کر
 کیونکہ اس بار کا حاصل تو یہ ہے کہ کفار اپنے رب کے دیدار سے محروم ہیں مگر یہ اس کے ساتھ
 جہنم میں جہی سکین کے اور ہو چکا کہ انسا ہے بطور ممکنائی اور ڈرانے کے فرمایا ہے اور
 فاعلمہ ہی کراہی تکلیف کی چیز ہے و تائبہ سودا ہے سے محروم رہ جانی میں مج تکلیف ہو
 کہ دیدار میں آرام و لذت اور اس کی تسکین اور جو کچھ خودی و دیگر کو اول مایا و خراب ناکر
 بطور تمیز کے بعد میں بیان کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ تائبہ خدا اس روز خودی و دیگر
 یعنی کھانا اس روز دیدار سے محروم و مجبور ہے ہونے لگے ہوا کے ساتھ یہی یہی نصیب ہو گا
 کہ عاقبت ظاہر ہی ہو چکا خدا تائبہ ہو گا تاکہ اس میں جہاں جہاں تکلیف ہو اور جو
 محروم دیدار سے غذا ہے اول غیر عارف تو دیدار نعمت ہونے میں سب سے اول ہو گا اور
 جب عارف خداوندی سب سے پہلے شہرہ کر ہو تو صاحب معرفت کو بھی آخر ایک قسم کا

ویدا رہتا ہے مثل ویدار خست و اشکاف اور بے پردہ نہی پیر کا اسمی کہ صاحب فخر
کو محبت اور لذت پیدا ہوا و تخاصی محبت اور بیرون طبع کاری فکر رضا اور اندیشہ
او کے دل میں پیدا ہوا و جیسے پیدا ہوا تو ہی آپ حاصل ہو گا کیونکہ او کی تحقیقات
واضح ہو چکا ہے کہ تقویٰ کیا کاناہ ہے اس سے ثابت ہو گا کہ ایس کو معرفت حاصل ہے
و نہ خلاف رضا مندی اس سے ظہور میں نہ آتا اور اگر پاس خاطر معرض و مخالفت ہمیشہ
کو تسلیم کر لیں تو اہل نوکلو کہ کہنی کی گنجائش ہے کلام ہی آدم میں ہی مقصود ہوتا ہے کہ
انسان میں ہمیشہ کس کے عارف ہوا و ترقی نہویا نہیں سویریت و اضحیٰ گوئی کہ فرد
بشر کی خبر اور تباد میں غربت و محبت اشیا ملدہ و اولرت اشیا ناپسندیدہ کی ہوتی
پیر کہ ہو سکتا ہے کہ شہادہ کی خبر لے کر میرا آ اور او کو غربت و محبت پیدا ہوا
شیخہ رضا خداوندی نہی اور نا خوشی کا اندیشہ ہو اگر ایس میں ہر بات نہو تو نوہ اور
نوم ہے انسان اور نوع دوسری پیر کہ اگر بالفرض باوجود معرفت تقویٰ یعنی عبادت
رضا و خوف عدم رضا نہو تو وہ مثل ایس سے مطرود و ملعون درگاہ ہو گیا و افاق
مثل مشہور عدد شود سبب خبر خدا و ہد اس صورت میں اس سے زادہ
اور کیا محبت طبعی کہ ایس باوجود معرفت کہ سبب نہو تقویٰ کے جہاں ملعون ہو
نواد و نکا کو کیا ذکر الغرض بوجہ مذکورہ ہر بات کا عدیان معلوم ہوتی ہے کہ اگر بالفرض معرفت

اور تقویٰ نہو تو وہ معرفت کہ کاناہ آنگلی ملکا اوٹے و حشر عذاب ہو جائیگی پیر
ظاہر ہی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اگر احکام وقت کو کوئی توہینا توہا کو کرے طبع کا احتمال ناقص
نہو وہ اگر اسنے اجابی اور سلام نہ کری اور اپنے پیش آئی تو لازم ہو کہ عذاب ہو گا
اور اگر کوئی اندیا ہرانا واقف سائنی اجابی اور سلام نہ کری تو اس سے حکام کو کچھ غائب
نہو کی غرض عالم احکام کو تقویٰ کی نافی غرضت نہیں مبنی عالم علم معرفت کو ضرورت ہے
پیر جب عالم احکام کو در صورت نہو تقویٰ کے اہل عالم آنا ذلیل و خوار سمجھے ہوتا ہے
عالم علم معرفت کو در صورت نہو تقویٰ کے اور یہی بد سمجھنا چاہئے مہمدا کلام آمو
ہی ہی سمجھیں آتا ہے کہ اہل معرفت کو ہی تقویٰ ہی ہے شرف و تفصیل اسکی یہی کہ
کہ یہ نہو پیر معلوم ہو چکا کہ آیت اخلاقیہ اللہ من عبادہا العلماء میں علم
علم معرفت و اعتقاد واجب اور پیر ایسے علما کی تعریف میں یوں فرمایا کہ اہل رب لو
خدا سے ذوق میں اور بوجہ تعریف علما ربانی ہی خوف ہی فقط علم حق تعریف میں کافی
نہیں بلکہ علم حق کی ہی شری تعریف ہی کہ وہ ذوق معمول خوف ہی اور یہی ظاہر ہے کہ
دفع تقویٰ ہے تو معلوم ہو گا کہ تقویٰ ہی باعث افضلیت ہے علم معرفت بذات خود باعث
افضلیت نہیں تو منجھ کے ایک مثال عرض کرنا ہوں صیالون قیسم میں کہ روشنی
آفتاب ہی جن سے لو اس سے اہل عقل دو باتیں سمجھتے ہیں ایک ہے کہ آفتاب اور

اشیا بنور سے روشنی میں برابر ہوا ہے دوسری ہر کہ باعث قبول آفتاب کی روشنی
و قطع نظر روشنی کے آفتاب میں بذات خود کوئی بات قابل تعریف نہیں اگر سو گویا کوئی اور
وصف ہوگا جیسے اوکل گولی بلکہ اوکل ہی بڑی تعریف جس کے ایسی روشنی کی اوسمیں
قابل ہے شائد یہ کائنات آفتاب قطعی قابل تعریف ہے ایسی ہی آفتاب بخشنے اللہ ہی ہی
اہل فہم و باطن سمجھتے ہیں ایک تو یہ کہ علماء ربانی خوف و خشیت میں اور نہی مری جاتی ہیں بلکہ
اوس میں ہیں پر ان سے محرم ہے کیونکہ خوف جانی والی ہی کو توبہ سے جو غائی و اسی کیا اندیشہ ہوگا
ہر کہ باعث تعریف و موجب علماء ربانی ہی خوف ہے یا او کوئی وصف فقط علم کو قابل
تعریف نہیں اور جہاں کہیں بغیر فقط علم کی تعریف ہی آتی ہے جیسی مثلاً حدیث فضل العالم
علم العباد کہ فیضہ علی اہل کعبہ میں جس کے میں نہیں کہ ہر ایک عالم کی جامعہ پر ایسی ہے
جیسے رنگ مری اور پانی تہا کہ فیض تو حقیقت میں نہیں علم کی فضیلت مقصور نہیں بلکہ
وجہ اور کے ہی اہل فہم کے نزدیک ہی سہولت قوی ہے کیونکہ اس کی اس مثال ہے جسے بولتے تھے
ثیاب سفید بانک جانی والے انجان ترنے والے اسے افضل ہیں سبائی ہیں کہ بنا و غیر فہم
سپر گری کو جو غائی ہی تواسی وجہ ہے کہ او کی کسلیت سے آدمی ہر اچھے وارے
بچ سکتا ہے اور حریف کو اگر جہ قوی اور صاحب صلاح مع ایک ذوق کے کیون نہوا سکتا
ایسی ہی عالم کو فقط عابد پر ہر کہ ہے تواس وجہ ہے کہ ہی کہ دوسرے عالم آدمی شیطان کفر
دفعہ

اور خدا کی نافرمانی سے کہ سکتا ہے بلکہ شیطان ایسے کو جسے دیکر بگاڑتا تھا کہ جہاں توبہ
الشیطان یفر من ظل عمر اور فقیہ و لحد الشیطان من العن
عابد کے سنی جاتی ہیں غرض فقط علم کی بات ہر قوی ہی پر جانی معتدل جیسے اس
مثال میں کہ ثیاب سفید بانک غیر فہم سپر گری کے جانی والے انجان ترنے والے ہر فہم
اہل دانش و فہم سپر گری کی جانی والے کی جانی ہی کی توبہ میں ہیں اور اس کا حاصل
او کی توبہ کہ علم کو صرف توبہ ہے ان فہم سپر گری کا جانی والا اگر نہی تو انجان تر ہو جائے
اہل ریاضت و عبادت سے کہ توبہ کے لئے توبہ کے لئے مقادیر عرفانی اس سے بچتا ہے کہ توبہ
ہی جانی میں انجان ترنے والے پر کیا فوقیت ہے ایسی ہی حدیث فضل العالم علی العباد
اہل علم فہم قید عبادت سمجھتے ہیں یا صورت میں اس حدیث کے ہر معنی ہوتی ہو علم کی موافق
عبادت کرنا اور ایسا فقط ان عبادت کرنا ہی پر ایسی فضیلت ہے جیسے ہر تہا ہی کسی آدمی پر
اور یہی قدر ہے کہ علم کے موافق عبادت ہو تو قوی ہی ہوگا کیونکہ علم کا کام تو نامی
بات کا ہی کہ مرضی غیر مرضی ہو یا نہ ہو اور مرضی غیر مرضی کو چھان کر کام کرنا تو قوی سا تہ
رہ گیا اور اگر ہم باس فہم حلہ انظار سے اس ہی در گذرین اور یوں کہیں کہ علم
ہر طرح عبادت پر فوقیت ہے اول تو یہ بات ہماری سی دعوائے اصلی کے مخالف
نہیں کیونکہ ہم قوی کو علم سے افضل کہتے ہیں اگر عبادت سے علم افضل ہوا تو عالم

کیا نقصان ہو حال علماء انظار بقدر علم و فضل و باوجود تقویٰ ظاہر و خفیہ صافی چنانکہ معلوم میں
 تقویٰ داخل ہے اور پروہ تقویٰ ہی ایسا کامل و نایاب ہے احتراز جسکے محبت خدا و کونہ
 ہرگز افضل نہیں ہو سکتی اور تقویٰ واقعی ہوگا کہ حدیث فضل العالمین اگر عالم سے
 عالم سائل و احکام مراد ہو جیسا کہ ظاہر ہے یہ تہیکی علماء انظار کو ان تقویٰ پر جو
 فی حقیقت صرف خفیہ صافی و اشرع ان ظاہر و باطن میں فضیلت نہیں ہو سکتی جیسا کہ عالم سے
 عالم کامل جامع علم معرفت و علم احکام مراد ہوتا ہے یا نظر دقیق ہی معلوم ہوتا ہے یا سحر
 میں تو جادو و جوی حریفی کی دلیل سے ثابت ہو جائیگا کہ جامع علم معرفت و علم احکام
 یزید و غیر کرام او کوئی نہیں ہوتا علماء انظار کو اگر علم معرفت نصیب ہوتا تو علماء انظار
 کیوں کہ بطلانی باقی رہی بہر بات کہ طریق سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس حدیث میں
 عالم سے عالم کامل جامع علم معرفت و علم احکام مراد ہی اسکے کیا و میری سوچنا
 میری جانب توجہ پر کہ سنتی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یوں فرمایا کہ علماء کو عابد پر
 ایضی علیہ جیسی بھی تمہاری ہیں سے کسی اور تہیہ یعنی نہیں کہ میری او عالم کی فضیلت
 دونوں طرح سے برابر ہیں ورنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خبر اللہ عزوجل بلکہ
 علماء کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اولیٰ فضیلت تکلی کی کو نہ کہ اولیٰ مسلمان یا اولیٰ صحابی
 مسلمان عابد یا صحابی عابد یا یقیناً افضل ہے تو اس صورت میں جو نسبت کہ رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کو اولیٰ مسلمان یا اولیٰ صحابی سے ہی وہ نسبت عالم کو مسلمان عابد
 یا صحابی عابد کے ساتھ تکلی جیسی عبادتی سے افضل تھا عالم ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم سے افضل ہوگا و بغیر یہ ایسا قصہ ہو جائیگا جیسا کہ اکثر تہیں جو یہ کہ کو بارہ کی ساتہ
 وہی نسبت جو آئمہ کو چاہے کہ ساتھ تو جیسی برابر ہی نسبت کے جو میں آئمہ سے زیادہ ہی ایسی
 باوجود برابر ہی فضیلت کے عالم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضیلت ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے
 کہ عالم کو عابد پر اس قسم کی فضیلت جس قسم کی کچھ کو اولیٰ یعنی تشبیہ تقویٰ مراد ہی تشبیہ
 شخصی مراد نہیں یا تشبیہ تقویٰ مراد ہوتا ہے یہ صورت ہوگی جیسا کہ اکثر تہیں کہ سونا جائے
 سے افضل ہے یعنی سونہ کی نوع چاندی کی نوع سے افضل ہے سو اس صورت میں
 ماشہ برابر چھٹے سونہ کو جیسا ماشہ برابر چاندی پر ششدری و سیای ہزار ہر چاندی پر
 اس طرح نوع علم کو اگرچہ ہزار ہی کوں ہوں نوع عبادت پر اگرچہ بہت ہی کیوں ہوں نوع
 اور فضل ہوگا مگر جیسی سونے او چاندی کی مثال میں دو تہیہ کہ سونہ ماشہ برابر او چاندی
 ہزار میں ہو چاندی کو ایک شکر نہر تہا حاصل ہوگا نہ سونہ کو باوجود شرف و اولیٰ ہونیکے
 او کے ساتھ کہ نسبت نہیں ہزار میں چاندی سے جو شرف ہوگا اگرچہ حدیث و آراء دینی و
 دنیوی میرا سکتا ہے ماشہ برابر ہونے سے ہرگز نہ وہ شرف ہو سکتی ہے اور نہ وہ شرف
 و آراء میرا سکتا ہے ایسی علم و عبادت کا حاصل ہونا چاہیے یعنی چند نوع علم کو اگرچہ

toobaalibrary.blogspot.com

ماشہ بارہ ہزار میں عبادت پر مشرک ہے اور یوں کہہ سکتے ہیں کہ اس عالم کو اس عابد پر ایسا
 شرف ہے جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی اور نبی پر عابد نہ کرے جو ہزار میں ہو
 عبادت کی اس عالم پر ایسا شرف ہے کہ یہ اگر کسی کفر یا بدی ہی کرے تو یہ ہے
 کیونکہ ماشہ ہر سو ایک لاکھ ہزار میں چاند کی مالک کی خدمت گاری کر سکتا ہے پر جس
 نہیں ہو سکتا اس حدیث میں علماء کو مطلقاً اہل عبادت پر ہی شرف نہیں ہو سکتا یہ عابد اہل تقویٰ
 اور خلاصہ اہل تقویٰ اور عبادت یعنی صوفیان صافی پر خیر یہ بات تو من جائزہ اللہ و سرور
 کی تصدیق میں آگئی مطلق یہ ہے کہ اس حدیث میں عالم سے عالم کامل جامع علم معروف و علم
 احکام جو قسم علم لایفوت و شعیبہ ہے مراد ہے سوا کسی وجہ یہ ہے کہ شیعہ یہ نوعی مراد ہے
 تو اب دریافت کرنا چاہئے کہ رسول کو ادنیٰ اتنی کچھس نوع کافر ہو رہا ہے اسلئے
 معروض ہے کہ اس مجاہد پر حسن و جمال یا شرف مستحب ہو مراد نہیں اگر
 تو شرف عند اللہ مراد ہے سو وہ شرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی پر ہوجہ علم
 معروف و تقویٰ و علم احکام و لازم علم معروف و علم احکام ہے سوائے قسم کافر و انہی
 عالم کو کہ ہر جامع علم معروف و علم احکام ہو کہ نہ علم معروف و علم احکام تو وہ میں ہوں گا
 پر تقویٰ ہی ہوتا ہے ہو گا کیونکہ یہی ثابت ہو چکا ہے کہ علم معروف و شریف اور تقویٰ لازم ہے
 سوائے عالم برحق صوفیان کامل اور کوئی نہیں ہوتا جب یہ بات ثابت ہو گئی تو اب اس

حدیث میں علماء نے حکم کے افضل کلمہ دان کوئی نے دلیل باقی نہیں بلکہ اُن کی دلیل اور حکم کے مخالف کو دعویٰ کی دلیل ہوگی مگر انہاں پر بطور اِستثنا اور واضح ہے کہ عرفی و محسوس طریقہ پر کرم صوفی صورت کو حسی اشکال کے صوفی طریقہ پر فضیلت ہے اور یہ کہ علم ظاہر پر خیر خیر نہیں حاشا و کلا اس خاک پائی فقرا و خدام و علماء کو دونوں سے نسبت یا اندسی حاصل ہے پر بیان فرق و مراتب و رفع اودام بعض احباب کے نے ان اوراق کا سیار کرنا پڑا بعض یہ کہ کفری کی افضلیت علم پر اور علم کی عبادت پر شرح ہوگئی پر علم معرفت اور حکم میں جو کہ نسبت ہی باقی رہ گئی اسلئے بطور یاد داندی گوش گذار ہوں کہ تقریر متعلق آیہ اِنَّمَا يُخَشِعُ اللّٰهُ مِنَ الْعِبَادَةِ العلماء سے اتنی بات تو ثابت ہوگئی ہے کہ کفری علم معروف سے حاصل ہوئے علم احکام اور اُن کی حصول میں کچھ تاثیر نہیں ہاں اوسکا الالکونہ تو بجا ہی عبادت ہی اوسکا آئینہ تو اس صورت میں لاجرم علم معرفت جو باعث حصول کفری ہوئے اس مرتبہ علم احکام سے اشرف ہوگا معذرا علم یعنی السنن ہے اور السنن مستینا شریک جملہ خوب ہو جو اس علم استنباط سے ہو یا علم استنباط غیر عمدہ تو اس صورت میں کسی علم کو کسی علم پر اشرف و اعلیٰ تو جو ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ حقیقت و ذات ہر علم کی ہی ایک دانستن ہے بلکہ اشرف ہوگا تو باعتبار معلوم کے ہوگا یعنی جس علم کا معلوم عمدہ اور افضل ہوگا وہ علم ہی اوس علم سے افضل اور عمدہ ہوگا جسکا معلوم افضل اور عمدہ ہوگا

شفاعہ علم اول و برائے اس وجہ سے افضل ہے کہ اس کا معلوم علم اول و بزرگ
معلوم یعنی اول و برائے افضل ہے اور یہ افضلیت علم باعتبار افضلیت معلوم ہو
تو علم ذات و صفات و تجلیات و شمول برائے علم جو علم فشری علم احکام سے افضل ہو
اس مرتبہ میں موصوفہ کرام کو قطع نظر شرف قوی و لازمی قوی ملانے کی نسبت دوسرا
ایک شرف ذاتی ہوگا اور حدیث العلماء و رتہ الالہیہ اگر پانچ مرتبہ کو پہنچ جائے
تو علماء علم معرفت وہ شریک وراثت ہوگی بلکہ مصیٰ ان بیانی الاولاد وارث ہوتی ہے
اور اولاد میں سے اولاد پوری کا بعد اولاد دوسری سے دونا ہوتا ہے ایسا ہی وراثت
انبیاء میں علم معرفت کا بعد علمای علم احکام کے بعد سے زیادہ ہوگا مطلق و
مراتب عمل **بسم الرحمن الرحیم** بظہر العزیز

مکتبہ سرکارِ اگلیہ ایمان محمد قاسم خند بھوی نذر ارفا نصاحب کے خدمت میں بعد
مسنون عرض بردار ہے اٹکا غائب نہرا ویدہ دس سوال کا استفسار ہے جو
عبدالکریم صاحب چابی کے جواب ہے جو میں اور مولوی محمد حسین صاحب اور مولوی حمید اللہ
اولیٰ تصدیق فرماتے ہیں کہ کسی روز ہوتی میری پاس پہنچا کہ کچھ اپنی طبیعت بگائی تھی
کچھ کثرت مشاغل ضروریہ کا جو میں اس لئے دل بگاڑ کر کچھ کی جستجوئی آج ساتویں مرتبہ کو
لیکھ رہا ہوں تب بعد استفسار کو دیکھ کر بہت بے چارہ ہوا انفسوس ہر قوم میں بخا دی نہیں
سلا

مسلمانوں میں نہیں جتنی بگڑی اور قسری حال میں ہوگی وقتی شاید اس قدر
ہوں انا للہ وانا الیہ راجعون خدا تعالیٰ اور رسول مرسلہ علیہ السلام کو کسی
تاکید میں اتفاق کہ باہرین فرامین اور تراویح و حلال سے کس طرح روکیں یا نہیں فرمائی
تو تراویح میں ہوگی ہو تو اتفاق میں ہو علم کی کم نہیں کی باعث اختلاف پیدا ہوا ہے
باعث اور اختلاف کے کہ اوشی کی کوئی صورت نہ نکلی تفسیر خود رائے کی یہ مذہب ہوگی کہ
خبر کز نوال بلکہ خبر پستی والے اپنی فہم کے پر ہوئی ہو لانا صاحب یہ مذہب ہوگی
تو ایسی وقت میں استغنا و قوی کسی مرض کی دوا ہے بجز اسکے کہ اختلاف سابق
میں ایک کے رشتہ نکالائی اب ہر اور چیز جی جی ہوگی نہ کوئی اپنی مرضی کے استغنا
مولوی کی بات اگر کہتے ہیں تو اس کا کسی آئی دوسری کا ہے نہ کھل کے البتہ فرق جن
اس حدیث پر عمل کا وقت اذاریت ہوگی منبعا و منبعا مطلقا و دنیا و آخرت
و اعجاب کل ذی عاے بدارہ فعلیہا منبعا مطلقا نفسا و روح
امر العوام و کما قال علاء دین بن ابی اکرم علی ویدہ رسالہ میں ہے اب تک
مسائل ضروریہ سپورہ میں ہی مجھ کو جواب دینی کا اتفاق نہیں ہوا ان تہی بات ہے کہ اگر کہ
معلوم ہوتا ہے اور احباب کو واسطی و جہل تلاش ہوتی ہے اور مجھ کی شہرہ کل لغت
آتی ہے تو اگر ذرا غلطی استفسار کی تو بتائی ہے تو کسی کہیں سے تفاق و اتفاق

لغیر کا اتفاق ہو جائے مگر اب اس سے ہی احتراز ہے اولی معلوم ہوتا ہی بدایت تک
کوئی صورت نہیں البتہ غرض یہاں جو جملہ میں اس کے مجھ کو ان سوالوں کی جواب میں کچھ عرض
معرض کرنا ہی دشوار ہے البتہ آپ کے غلط سے دہرے دہرے اتنا کہتا ہوں کہ میں
مسائل سطویہ میں اب کیا مصغیر ہوں مگر ان مخالفت تقلید کو بھی اس زمانہ میں خالی
فائدہ لگزی سے نہیں سمجھتا بدیہی گزاریں اگرچہ اوہا جو کوئی مری لگی پرین لکھ کر
اپنی جگہ سے معذور ہوں کہتا ہوں تو اوہا جو کوئی ناخوشی کا اندیشہ جس سے ایک فتنہ ناز
اور زاع کا کہنا کہ اسے ازخیر لکھتا ہوں تو کون علم کا لازم موجود گویری نزدیک ثابت
کی خاموشی کو کون کہہ سکتی ہیں اور اس کیسوں کو سکوت سے تعبیر کر سکتے ہیں بلکہ علیکم
افسوس کہ لا یضرک من قبل الذلہند بخیر کی موافق او سکود را
کچھ تو بجا ہی ہوتا اس زمانہ کی ترک تقلید کو فتنہ لگزی کہنا ایسا ہی جیسا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو جو بے طویل قراءۃ فشان کہنا طویل قراءۃ
فضائل یعنی ۔ ہوں اور پر آپ فشان فرمائیں نیز اس کے لغوی جماعت نماز کا
نقصان طول قنوت کے نفع سے زیادہ ہوا اور کیا کچھ گرم دیکھتے ہیں کہ امور
مختلف نمیا جبکہ باری ہم کوئی تعین یا نہیں کہہ سکتے وہ فتنہ ان کی نوبت ہے
کیونکہ ان اس زمانہ میں اوجہ لغوی جماعت اسلام ہو گئی جس کا نقصان لغوی نماز سے

کی دیکھو

کہیں زیادہ ہے یا وجود اس کا ایسی باتوں پر اثر نہ کرے جو حقیقتہً لگزی ہو گا جو چیز معلوم
ہوتی ہے کہ حضرت عثمان غنی نے سبع قرات یعنی سبع لغات کو کچھ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے باسند علم نام شہادت اعاذت خدای تعالیٰ سے حاصل کیا تھا جو
کر دیا بھی اپنے ہمکار لغوی جماعت اسلام کے نوبت سر بر آئی اگر امت کو نہ سنبھالو تو کتنی
کیا ہوتا ہے لغوی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضائل طول قنوت پر امت
جماعت کو مقدم کر دیا اور صحابہ نے رعایت سبع لغات سے بغاوت قبول اسلام
افضل سمجھا تھا سر پرچہ عدم توقع قبول نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضائل
طول قنوت عقیدہ ان حضرت معاذ کو سمجھا کر اس فتنہ کو دبا یا اور نہ صحابہ نے سبع
لغات کی حقیقت امت کو سمجھا کر اس فتنہ کو بجا یا اس طرح ایسی عوام کا لاشعاع
توقع نہیں آتا کہ ان سے بوجہ علم البتہ توقع باقی ہے ان شبہات سے آپ مجھ کی بڑگی
کہیں اس کا تقلید کو کیا سمجھتا ہوں اور ذکی بر لکھی والو کو کیا او قلدن کو کیا
جانتا ہوں اور ذکی انداز کو کیا غرض یا وجود ارشاد نہ کہ حضرت معاذ کی فضائل کا کوئی
منکر نہیں ہو سکتا جو بے قصیر قرات میں ہی شک کی گنجائش نہیں ایسے ہی نہ تقلید کو
بزدلت خیر اس سے زیادہ برا نہیں کہہ سکتا فتنہ لگزی میں اور سب سے اوکی لاشعاع
والو کو بہت برا سمجھتا ہوں باقی جو کچھ آپ نے تبیین لکھا ہے صحابی اس سے زیادہ

کیا عرض کروں مہر بری باس ایک ایکس ہوتی ہیں اس لئے مہر گناہ سے معذور ہونے لگی

العبد بسم اللہ الرحمن الرحیم موقوفہ

برادر کرم السلام علیکم و عالتہ وسلمین اعتراض باوریاں مرقوم تباگو میں ہوتی ہیں

مگر جو یہ قطع صاحب زادہ مولانا و ان احباب کا عزم تھا وہ ان تو اس لئے جواب کا موقع ملے

ناوئے اگر جواب ایک کلمہ روا کیا تھا مگر فیستہ شدہ دن کہ ہوتی ہوگی ایک رسیک پتھر

نشاہت ضرورت نہ بھی ہو ورنہ پیری اتمان کہ نہ پوچھا اس خیال سے مکر جواہر

نہ کرتا ہوں جس سے حکموں کا ہونا اسباب غریب سے ہے اور کثرت حکم موجب ذلت

میں سے بلو شاہ کی نسبت سب حکوم میں وہ سب میں مغرور ہوا ہی لاہور میں کثرت

جو کبیر اور کسٹبل سے لیکر بادشاہ اور لائبرٹیک سب عالم ہوتے ہیں وہ سب فی لیل

سجھ جاتے ہیں اس صورت میں اگر کسی ملازم کو بھی کہ عہدہ ہی بڑھانے بڑھانے کو نری

اور سلطنت تک پہنچا دیں تو ہر نوبت میں جو یہ افزائش حکومت و کثرت رعیت

عزت کو نری ہوگی اور اگر سلطان وقت کو گستاخی گستاخ تمام الناس عیبت میں

داخل کر دیں تو ہر تزلزل میں جو یہ نقصان حکومت و کمی رعیت و ذلت و خوار کیا ہوا دی

بگایا عرض کیے کہ عالم بے نسبت ہوتے ہیں اور بادشاہ کی حکومت زیادہ ہوتے ہیں وہ

زیادہ مغرور ہوتے ہیں زیادہ ذلیل ہوتے ہیں بیضیوں و لہیز جیہ نشین ہو چکا ہوا

سے مسلما کوئی طور تو زوج حاکم ہوتا ہے اور مرد محکوم اور نصرانیان و انہما

کے طور پر عورت حاکم ہوتی ہے اور خاوند محکوم و صاحب کی ہے کہ مسلما تو نہیں خاوند کی ہے

مہر تہا ہے عورت کی طرف سے کچھ نہیں ہوتا اور کو اختیار طلاق ہوتا ہے عورت کو نہیں ہوتا اور

خود مختار ہوتا ہے عورت نہیں ہوتی یعنی مرد کس نے اپنے میں عورت کی اجازت کا محتاج نہیں سمجھتا

انہما فی اپنے میں مرد کی اجازت کی محتاج ایک مرد عورت کو نکالنے میں نہ کھاتا ہے عورت

ایک زیادہ سے نکاح کی مجاز نہیں اور نصرانیان و انہما کے طور پر مرد کی طرف سے بھی

نہ اس کو اختیار طلاق ہے عورت خود مختار کیا فعل مختار ہوتی ہے مرد کو ایک زیادہ کی اجازت

نہیں ان امور کو دیکھتے ہیں مسلما کوئی طور خاوند کے حکومت اور عورت کی محکومیت ظاہر ہوتی

مرد کی وحدت اور عورت کوئی کثرت سے بیانات عیان کہ مرد محکوم نہیں اگر ہی عورت ہی محکوم

کیونکہ عالم ایک ہوتا ہے محکوم نان محکوم البتہ متعدد ہوا کرتے ہیں یا چہ شامہ احوال اللہ

و عیال سے ظاہر ہے مرد کی خود مختاری اور عورت کی بے اختیاری تو مرد کوئی جانتا ہے کہ

مرد و محکوم عورت و دست نہیں ہو سکتی مرد کی طرف طلاق کا ہونا اور عورت کی طرف سے

نہ ہونا اس بات پر شامہ ہے کہ مرد صاحب رعیت ہے اور عورت بخل رعیت اخیری اختیار

صاحب رعیت کو بے نسبت رعیت حاصل ہوا کرتا ہے جب عیال صاحب رعیت اپنی رعیت کو

اپنی مکانی یا مکروری علی بذالقیاس یا کو بے نسبت تو کر اور مالک کو بے نسبت غلام

بی اختیار بتلے محل حب چاہی غلام تو آزاد کردی پر غلام بطور خود آزاد نہیں ہو سکتا
بادشاہ جس وقت اور حب چاہی تو اگر کو موقوف کر دی پر اگر کہے قبول منتظر تو کڑی نہیں چوڑ
رہا وہ دلیل خریداری ہے جس سے ایک نہ زوج کا تسلیم کرنا ضرور ہوتا ہے ان اتنی بات ہے
کہ حب سے اپنے افراد کی خریداری کے بعد اگر حب کا اختیار نہیں رہتا ایسی ہی بعد خریداری زوجہ
زوجہ کو اس کی بیع کا اختیار نہیں رہتا جیسے حب کی آزادی کو باوجود حب میں لگ رہی بیع
نہیں کر سکتا ایسی ہی زوجہ کو باوجود زوجہ کو بیع نہیں کر سکتا البتہ زوجہ صاحب
جہدی جہدی ہے حب کی آزادی کو قبل انفصال تسلیم نہیں کر سکتا بیع کر دی تو کو کو گری اپنے
اقرباء ملک ہوتی ہے آزاد ہو جائے میں بیع کبھی تو کو کو کبھی اور زوجہ کی بیع کا منع دی
اگر ہے جو منع تعدد ازواج اور بیع اقلع نکاح وقت عدت سے اس کی اطلاع دلفری تو
کئے نشانات جلد نسائے کہ حوت لکیر مقصود اصلی عورتوں سے اولاد ہی صورت تعدد
ازواج و اجتماع چند شوہر اشتراک اولاد لازم آئیگا اور قسم کے کوئی صورت نہ نکلی گی کو نہ
اول تو بیعہ زوجین کے بعد تعدد ازواج ہی اولاد ہو اور بی بی و سبیل و صورت و نہ مال
و فرج و میرتیں یکساں ہوں دوسری اولاد کی تقسیم حب ہو سکتی جبکہ حب کی تقسیم
ہو سکتا وہ ممکن نہیں ہے کیونکہ اگر تعدد ازواج کی صورت میں بی بی و سبیل و فرج و وقت
عدت نکاح کی جاتی تو بی بی ہی میں شریعت کے کو نہ کہ وہ بقدر عدت ہی ہے

کیسے کہ محل کی کیا نطفہ شریک ہو جائی اگر بزرگ و طلاق و موت خاوند و سرور سے
تخلیج کی عدت ہو تو ہو سکتا ہے کہ ایک ساعت پیشتر پہلی شوہر سے اتفاق جماعت ہو
اولاد کا نطفہ رحم زن میں پہلے ہو اور دوسری ساعت میں شوہر ثانی سے اتفاق ہو اور
نطفہ قرار ہو ای مسئلے اور عورت کی عدت جب کو نہ نفیقت یا موت شوہر محل معلوم ہو
یا اثنا عدت میں محل ظاہر ہو جائی نطفہ وضع محل مقرر ہوئی خواہ ایک ساعت بعد اتفاق پیشتر
یادت و راز کے بعد اور اس تقریر میں بی معلوم ہو سکتا ہے کہ متعدد اور نکاح موقت ہی
جائز نہیں ہو سکتی کیونکہ اس صورت میں عورت مدت عینہ کے لئے اجیر ہوگی جو بی بعد
انقسام مدت ببار و راجع و کو نہ دوسرے عقد اجارہ کا اختیار ہوتا ہے ایسی ہی کو نہ
انقسام مدت متعدد نکاح اس کو اختیار ہو گا جتنا چھ مخیران متعدد نکاح موقت کے
تزوج متعدد اور نکاح موقت میں عدت کا نہ ہونا بی اس پر شام ہے مگر اس صورت میں
و صورت نکاح مجرد انفصا مدت متعدد نکاح موقت وہی امکان قربت زوجین
ایک دو ساعت کے پس پیش میں لازم آئیگا جس سے احتمال امتلا و لطفین اور اشتراک
نسب کا لکھا پیدا ہو گا اگر حب و جماعت تعدد شوہر و نکاح وقت عدت احتمال
اشتراک نسب تو بیع زوجہ کی سیدر صحیح نہیں ہو سکتی و نہ بیع بی بی و بی بی
مشترک اختیار نہ ہوتا ہے اس طرح مشتری زوجہ کو بی زوجہ بقدر عدت اختیار

ہوگا اور صورت میں یہ ممکن ہوگا کہ ایک ساعت پیشتر جمع سے زوج اول سے بشارت
اتفاق ہوا ہو اور ایک ساعت بعد جمع سے شوہر ثانی کو اتفاق قربت ہوا و دونوں نقطہ
مشترک ہو جائے اور اشتراک نسب کے احتمال و دلالت لازم آتی بالجمہ و دلیل غریب ہے
حسب سے زوج کا ملوک ہونا ثابت ہوتا ہے پر باوجود ملکیت اس کا بیع نہ کر سکتا ایک
خارج کی بابت ہے مقتضای اصل عقد نہیں اس تقریر سے زنان اہل اسلام کا حکم جو
ہونا تو یہ ہے کہ تمام ہو گیا زنان نصرانیان زمانہ حال کا حکم ہونا ہی جس لمحہ و طلاق و غیر
اور نہ کو کا ہونا اس لئے کہ تہود دلیل کا ملکہ وہ حکومت شوہر نہیں پرانے حکم ہو سکتے
اتنی بات ہی کافی ہے کہ اگر اتفاق مفارقت و جدائی ہو جائے تو عورت کہیں بھی رہ سکتی
خراج سلطان شوہر کے ذمہ رہتا رہتا کہ جو عیال نامزد ہوگا اور خواہ جس معاشرت نصرانی
زمانہ حال کو دیکھتے تو جمعہ مرد و عورتی و مرد و عورتی زنان ہے اور عورتوں کی ذمہ رعایت
مزاج مردانہ میں اگر کوئی کہتی کہ نصرانیان زمانہ حال بوجہ کمال شغف زوجہ کو شل اولاد
بھیجتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ بجا پر اولاد نہ صرف حکومت ہی حاصل ہوتا ہے عورتوں پر
حکومت کا ہونا اس پر شائبہ ہے کہ نصرانیان زمانہ حال اپنی زواجی اولاد ہی زیادہ
بھیجتے ہیں اور وہ زیادتی ہی ہے کہ اولاد حکومت ہی ہوتی ہے زواج حکومت کو کیا اوصیٰ حکم جی
ہو گیا کہ نہ ہون بوجہ کمال حسن و جمال جو بہت کم کیا ہوتی ہیں اور اہل محبت عورتی کی عفت

اس کا یہاں حکومت صرف سے ہی بالحد زنان اہل اسلام اپنی شوہر کی ملکیت میں اور زنان نصرانی
زمانہ حال کے خلاف مرد کی حاکم اور ظاہر ہے کہ بہت کم ہو گیا انعام و اکرام ہو گا شوہر کی زیادہ
تو انعام و اکرام کی اقسام میں سے ہو ہی نہیں سکتے البتہ حکومت کی اشرت و قسم انعام و اکرام ہی
اس محمودان اہل اسلام کو تو باصرف و چاہے زیادہ پر حکومت کیگی اور زنان اہل اسلام پر
ایک شوہر سے زیادہ کوئی حکم نہ ہوگا پر نصرانیان زمانہ حال کے حق میں بغیر محال اگر شوہر
نصیب ہو ہی تو معاملہ بالکس ہو گا عورتوں کی لئے ایک شوہر سے زیادہ ہے شوہر ہوگا
ملک ہے اور مردوں پر ایک عورت زیادہ اور کوئی عورت حاکم نہیں اور اگر بالفرض و الشہر
مسلمانوں کی ممانعت نصرانیان زمانہ حال بوجہ شرم و نجاست عورتوں کی حکومت اور مردوں کی
حکومت میں کچھ گفتگو کریں یا انکا کریں شمعین تو اس کا جواب یہ ہے کہ حاکم نہیں حکومت نہیں
حکوم ہونے میں ہرگز فعل و فروع میں نہیں مرد و زن ایک دوسرے کے حق میں شل و کلام
— و عمار ہوگی جو عیسائی لفظ لکھتا ہے اور شہر پاکیزہ و عذرا پو شاہین اور عہد سوارا کی کو
بکثرت عنایت ہوگی ایسی ہی ہر لفظ کے سامان ہی زنان نصرانیان زمانہ حال کو بکثرت
میزاننگی اور اس بات میں مرد و زن دونوں برابر ہونگے کیونکہ عیسائی عورت مرد کی
سامان لذت و راحت سے ایسی ہی مرد عورت کے لئے سامان لذت و راحت ہے ہاں یہ
عذر کریں تو یہی کہ عفت بہت ہی نصیب نہ ہوگی باقی یہ عذر کہ بہت کم ہیں یہاں ہی جو

عنایات کا شکر ادا کرنا ہون اور یہ عرض کرتا ہوں ذوق طبع کا آپ کی دیباچہ آتا
 قومی خوش ہوتا ہے شکر خدا جی سے نکلا ہے آپ کی صنعت و انوائ کو خیال کرتا ہوں تو درتا
 ہوں ہی میں کہتا ہوں کہ جس انجام کیا ہوتا ہے زیادہ کاوش ریاضت سے نیک کئی تو آپ کی بہت
 اسید قبول نہیں کر سکتا ہے۔ میں اسید و قنہ میں اور قنہ میں تو دل پاکیزہ کے حساب
 کچھ جھولتا ہوں یا منت جس میں کچھ موجب کون قلب الغیثان دل سے پراسکو کیا کچھ دیا
 جین تامل نہیں آپ کی بہت بہ کام کرتی ہے ورنہ جہان بول داند شہ فرج ہزارا شہان
 کو پریمی بہ کام کیا جانی خبر جو بولیا سو بولیا آئندہ کی لیے وقت معویت بہرہ عاجزانہ کی کئی
 اللہم انی ضعیف غفوری فی رضاک انی ضعیف و ناتوان فی مضلک ادلو کا سہارا ہو تو
 کام لے رہے ورنہ بیوقوفین جان کشدن ہو فرما صاحب بزرگوں کی تصدق سے اصل
 نسبت اور کیا کم کا ذوق آپ کو میرا کیا خدا کا شکر ادا کیجیے اور اس کی ترقی و بقاء کی
 التاجیجۃ اللہم انی اعوذ بک من الخور بعد الکور اور اللہ عز و جل کا منتقص
 دعا کی وقت بڑا کیجئے یا وہ کیا عرض کیجئے ان پہن خطوط کا کجوجاب عرض کرتا ہوں رزنا
 کہی دیتا ہوں کہ مولوی فخر الحسن صاحب سے کچھ خط وصول نہیں ہوا وہ خطا دوسری پہن خط
 ڈاک میں آئی تھی جس سے مولوی فخر الحسن صاحب کے متعلق جتنا مضمون تھا او کی تعمیل
 اول تو بندہ اپنے خطوط کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا پھر آپ کے خط میں بھی سید گداز کی کئی تھی

بر تقدیر سے وہ خط نہ پہنچا اور اسکے بعد وہ خود اپنے جو کچھ کہتا تھا کہ رہا نشا و عرض کیا کہ
 اتفاقات تقدیر سے انہیں ایام میں مولوی عبدالرشاد صاحب بھی کسی ضرورت میں آپ سے پہنچے
 مولوی رشید احمد صاحب اس باب میں کچھ لکھ کر لے رہے مولوی فخر الحسن صاحب بھی
 بولتی رہے مگر انجام بہرہ ہو کہ فی بناتی بات پہر گزرتی تھی اس پر ہی مولوی فخر الحسن صاحب
 عرض کر دیتا تھا کہ محبت و تعظیم سے بھائیوں تو محبت سے روپیہ ہی پر چلے جانا کاش کوئی اتفاق
 کی صورت نکل آئے ورنہ اب تو ایک ہی کا قطرہ مال جان رہ گیا ہے وہ کا فکر سنا گیا اب
 مضمون مال ارم عرض کرنا ہوں حال حاظر دو سو تین میں ایک تو بہرہ کھانسی میں ہے
 دوسری بہرہ کہ ملک تو بوجہ تھکے کر قیسم کی خجاست ساتھ گلابانی پہلی صورت میں تو
 بشرط امکان واپس کرنا اصل مالک کی طرف مقرر ہے اور واپس کرنا طاقت بخیر ہے
 خارج ہو تو تصدق لازم ہے پر کھسکو بخیر ایسے اموال کے مصرف وہ لوگ ہیں جنکو
 مرد و عیال ہے وہ کوئی چیز کچھ جان لب پر آجانی نہ کہ تین تو مہجائین او دوسری
 صورت میں مامقصد فسخ معاملہ مقرر ہے ورنہ بائع اور مشتری اور حیر اور مستاجر دونوں
 کھسکا ہوئی فسخ معاملہ کلا سے سو جہاں کی کہ بہر صورت معاملات ناسدہ ہی میں ہو کر گئی
 اور فسخ معاملہ دشوار ہو تو آپ کا کہنا چیتا تو ناجائز ہی ہے۔ — ناجائز تصدق ہی لازم
 اپنی خیال میں تو یہ ہے کہ قیسم میں وہ تلافی نہ نہیں جتنا قسم اول میں تھا کہ فسخ

معاذ بن جعفر کے نویں پوتے ضرر نہیں کر کسی مرد بے کوش کرے کہ وہ کہہ کہ ہمتی کی
دیکھ لو گنجائش ہے بریفٹا نہیں کہ کسک شاید کہ تیرین اسکے فائن کل لے کر جب
برقیہ مال ہے کہ بیان ملک موجود و سر کو کئی توجہ نہ کسکے تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا
سکین جعفر کے دینی کے کہی کو چہ تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا
و ثروت و قیمت بہتہ و خون ورن و مردار و ضرر و خیر و اجرت و ماحول اجرت فراہم
نوازی و اجرت نوہ گری و اجرت زرا و غیرہ ملک نہیں ہوتی و ان غصہ کے کسوہ رشوت
ملوک نہ ہوتا ہے کہ نہ یک ہی سہمی ہوگا اسکے ملک ہو کہ لے لے لے لے لے لے لے لے لے لے
ثان احوال باقیہ نہیں شاید و ہوا اسلے عرض سان ہون کہ بیع میں مبادلت المال بالمال
و بالاعتبار ہوتا ہے و اجارہ میں مبادلت المال بالنافع اس طرح ہوتا ہے کہ مال و شے کو
کہتے ہیں جسکے طرف طبائع سلبہ یا طبع یا مل ہون ورنہ مال نہیں و بالعموم مال کی ضرورت ہے
تو اس قسم کو ایسا سمجھ جیسے ایہ ہون اوچے کہ نہ پہلے میں اوچے طبیعت میں حالت
اعتدال ہے اعراض آتا ہے اوکھو افیون اوکھو کو او شے ہی فراہم ہوتا ہے ایسی ہی اہل
طبائع سلبہ کو تو وہ امتیاز مرغوب ہوتی ہیں جن میں منافع و روحانی مواصلہ یا مواصلہ
ارواک و نظراتین کیونکہ میلان کے لے منافع شر میں غیر نافع یا مضر کثیف یا جوہر علم
حقیقت تیلان محال ہے اوپر شافعین ہی لہذا اصل و مقبول ضرور شد چری و پس

اکثر امتیاز نافع و اخذیہ مقررہ میں گنجائش خریداری اگر خیال انسان ہی تو ہر چری
اوپر ہی و سیاسی یکا ہے جیسا انسان کی حق میں خاک و درجہ اس صورت خواہ مخواہ
بات کا اقرار لازم ہے کہ اموال و قد جسم میں لہذا روحانی ضرور ہوگا اور کوین ہر طرح کرے
بدن مرکب روح صلیہ بدن تالیق تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا تیرا
تغویب بدن یا حفظ بدن کے سوا تغیر و تیرا روحانی میں مداخلت مشہور و قی بات کو
کیا اچھے کران کشا ہے لذت یا اللہ و کھو حاصل ہوتا ہے ہر تغیر احوال نہیں تو اویا
اسی قیاس پر احوال ملک بد کو غذا و غیرہ امتیاز کیساتھ ہو کہ تیرا ہی و ہر ہوتی دست
غذائیں اوپر ہے لباس حرام ہو گئی اتنا فرق ہے کہ بعض امتیاز کے حق میں مقررہ
ہیں بعض بعض کے حق میں مقررہ بعض کے حق میں غیر مقررہ اسکے حق میں مال ہوگی دوسرے قسم
جتنے حق ہیں۔ نافع میں مقررہ مال ہوگی جتنے حق ہیں۔ مضر میں نافع نہیں ہوگی
حق میں مال ہوگی ہی و معلوم ہوتی ہے کہ نہ مضر نہ کفار کے حق میں مال نہجے اہل اسلام
لے مال نہجے اگر کفار باجم معاشرہ امتیاز مقررہ کرن تو انمان یعنی قیمت میں مقررہ
ماکانہ اوکھو و ہوگا اور اوکھو دینا ورنہ حق میں ہو جیسا کہ اہل اسلام اگر
معاذ کریں تو قیمت میں تعرف ماکانہ نافع کو نہ ہوگا اوکھو دینا ورنہ حق میں
و ہر ملک ہوگا و جعفر یہ ہے مقررہ مال کے جو ایک صفت روحانی ہے

قوة عليه في ضرورة قوّة عملیه کی حاجت حیا و کار باریات مطلوب قوّة علیہ نہ تو
 کا بیسے خدا کو خدا اور خود کو بندہ سمجھتی ہو وہیہ نہ تو کوئی کز دل سے عرض نیا کرے نہ
 کس طرح خدمت بجلالی یعنی خیر سے قوّة علیہ انقصان افیون وغیرہ مقرر
 قوّة علیہین فتوح علی بذالقیاس الباریات باطن نہ تو تاجست باطن ہوا و اسعور
 میں موافق قاعدہ مقررہ حبیبی اصل و سی ہی نسب حبیبی اقم و سی ہی پل بیان کی کیفیت
 قلبیہ جو پیدا وافر مد دل میں ناپاک ہوں اور قابل قبول درگاہ قدوسی ہوں ایسی ہی ہاگو
 لازم ہے کہ خدا سے شرفانی اگر نہ شرفانی تو یوں کہ خدا کو مثل جمادات زمین و آسمان
 در و دیوار سمجھنا ہے کس طرح نہیں شرفا خدا کو مستحق تعالیٰ و تعجبنا ہے پر او کو عظیم
 و خیر ہے بصیرت میں بچیت جو اس سے شرم کی نوبت آی اول صورت میں خدا کا معبود
 ہونا غلط ہو جائیگا سببائی میں کہ معبود ہونیکے لئے عطیہ لازم ہے اور یہاں تا سکھنا
 و نشان نہیں دوسری صورت میں اگر حبیبی ہو غفلت ہوگی مگر قوی ہوگی جتنی خدا کو اور بچ
 ہونی چاہئے وہ کہ خدا ہے جس قدر آفتاب کو نورانیت میں نور کو ایک پری یعنی حبیب
 اس بات کو تسلیم کیا کہ نور کو ایک نور آفتاب سے مستفاد ہے تو یوں کہ چہاں کہیں
 اس ستارہ کو کافی ہے وہاں نور آفتاب ہیں ہے ایسے ہی حبیب اس بات کو مانا کہ ہم میں جو
 کمال ہے وجود ہے یاوصاف وجود مثل مع بعلم قدرت و درستی ہاگی کا قیاس

تو جان چہاں باری سمع بعلم قدرت ہوگی وہاں وہاں خدا کی علم و معبود
 قدرت کا افزائی لازم ہوگا جس سے خدا کا اپنی نسبت علم و خیر سمیع و بصیر ہونا
 ماننا ہوگا اسطرح اور حرمت کی وجہ حرمت نکل سکے ہیں مگر جب ہمہ خاطر کیا جائے
 کہ بعض شدید مذکورہ اصل ایمان کی بڑھائی میں اور بعض اشیا فقط اوکل تفریعات
 یعنی شایع و برگ کو مقرر ہیں جس سے اوکا کیا ہو لازم آتا ہے زوال اصل لازم نہیں آتا
 تو ان اشیا کی حرمت اور احکام حرمت میں تفاوت ماننا ہوگا خیر و خیر و میت
 تو اصل ایمان مطلوب کو مقرر نہیں کرے فہم و علم کا زوال لازم آتا ہے جس سے حصول ایمان
 موقوف ہے کون نہیں جانتا کہ ہے فہم و عقل لا الہ الا اللہ وغیرہ کا اعتقاد تصور نہیں
 اور طلب پاک ہے اگرچہ ایمان اسطرح مقرر ہے جیسے جسم ناپاک ہے یعنی بد و مغفول
 اور ارکان نماز کو جیسے نماز ہے ہمارا کہتی کو اگرچہ نماز ہے ہمارا مطلق نہیں ایسی
 ایمان قلب ناپاک اگرچہ برائے نام ایمان ہے ہر ایمان مطلق نہیں مگر جیسے خیر و خیر
 کیفیت شکر و طریح ہوتا ہے حالانکہ شکر و طریح برافضل ہمانی ہے شراب و خمر
 ہوتی ہے تو خمر و بدن ہوتی ہے جز روح نہیں ہوتی داخل اگر ہوتی ہے تو جسم میں داخل
 ہوتی ہے روح میں داخل نہیں ہوتی ایسی ہی میت اور خمر کا کہاں اگرچہ عقل سبب
 ہے گوشت میت و خمر و خمر ہوتا ہے تو جسم بدن ہوتا ہے داخل اگر ہوتا ہے

تولید ہی میں داخل ہوئے روح کو ان باتوں سے سروکار نہیں کرنا وجہ اس کے
ایک طرف ایک جماعت مثل مکر روح پر عارض ہوتے ہے اور کیفیت ایمانی کو خراب کر دیتی
غرض بوجہ ہر دو میں قسم کی کشیدہ تو سرمدائیت سے خارج ہوجاتی ہیں اور اس وجہ
اوپر بیع منعقد نہیں ہو سکتے جو حصول ملک غیر متصور ہوا جو اشتیاء نفسی ممکن
ہو نہ کہ اوسنی صل و معدن ایمان میں فرق و تعلق آتی نہ محل و قابل ایمان نہ
خرابی واقع ہو بلکہ اثرات ایمان میں فساد آجائی تو او کو کو یوں نہیں کہہ سکتے کہ وہ
اشتیاء ریحہ ہالکتہ سے خارج ہو گئیں ان بوجہ نقصان نہ کرنا اور نہ گناہنا حرام
ہو جائیگا بڑا ہر طرح اوسنی منتفع ہونا حرام نہ ہوگا اور اسلئے او کی بیع و شرابی اجازت
ہوگی اور اعتقاد بیع متصور ہوگا جس سے حصول ملک زیر تہ لازم آئیگا مکان کا
کی بیع و شرابی کی اجازت کی ہی وجہ سے کہ او کی کہانے سے فقط اندیشہ حصول اطلاق نہ
تباہ کر اطلاق نہ گناہ اصل ایمان کے معارض میں نہ محل ایمانی مقصد کو نہیں جانتا
کر جیسے نور کے لئے آفتاب بیع ہے ایسے ہی اعتقاد ایمانی کے لئے قوتہ علی یعنی عقل شیع
اوپر جسے نور آفتاب کے لئے آفتاب محل قابل ہے ایسے ہی اعتقاد بات کے لئے قوتہ عملیہ ہے
قلب میں انقلاب اور تبدل کیفیات رہتے محل قابل شیع کی خرابی اور صل کا فساد
دونوں تابع اور حال کے خرابی کے باعث ہوتی ہیں آفتاب اگر منکسف ہو جاتے

یا آئینہ کا قطعی بگڑ جائی یا اوس میں مورچہ پڑ جائی دونوں طرح نور آئینہ میں مقصور آئیگا ایمان
اگر گرو و فبا آئینہ کو آدہائی اور اس وجہ سے آئینہ بیکار ہو جائی تو یہ بیکاری اگر چہ
خارج کا رہے مگر ایسی بیچ جس سے اسید کا رشتہ قطع ہو جائے ہی بہ بات کہ بد فتنہ سنگ و
خوک و دونوں برابر رہے اگر اور استعمال میں ہیں محکم و سنگ برابر رہتے تو کیا جانتا ہے
کتنے کے شکار کرنا موجب حدوث اطلاق نہ نہیں ایسے ہی اگر کو کو نہ گناہے او کسی اور
طرح استعمال کرنے تو نا پاک خلیق اندیشہ نہ تھا جو اوطرح استعمال ہی کہانی کی طرح حرام
ہی نا اور اس وجہ سے اجازت بیع و شرابی نہ ہوتی اور ضرورت وقوع او کو موجب گناہ نہ تھا
اس کے جواب اول تو یہ ہے کہ سورہ او کوئی منتفع متعلق ہی نہیں چنانچہ خطا ہے
وزن اور یہی سکون نہ سوچتی تو اگر نہ کر کو تو ضرور سوچتی ایک تے اس سے استعمال
کرتے کرتے قرن گذر گئے دوسری نا پاک ایسی مسئلہ کے اول جسم ہی پر عارض ہوتے ہے
اور اس کے واسطے سے روح میں خباثت آجاتی ہے اور اخلاق و غیرہ ایسی کیفیات ہیں
کہ ان کا مولد اول گوہ ہے تو روح ہے جسم اس باب میں فقط سیر محض ہے نہ خدمت
جسم کا توسط ایسا ہے جیسا کہ تھے کا توسط حرکت حاصل کئے اور اطلاق میں
جسم کا توسط ایسا ہے جیسا کہ تھے کا توسط نگاہ کئے تھے وہاں کو کشتی اور حرکت
ہوتے ہے ہر دو اس کے حرکت سے جاس کو حرکت اور ایمان بگڑتی دیکھتی ہے جیسا کہ تھے کہتی

ایسے ہی نجاست تو اول جسم پر عارض ہونے سے چنانچہ ظاہر ہے اوکی بعد ارواح پر مناسبت
ارواح نجاست عارض ہونے سے اور اخلاق اولیٰ ہی ارواح میں پیدا ہوتی ہیں یہ نیز کمال
جسم میں اخلاق پیدا ہوتی ہوں اور اسکے بعد اولیٰ کلمے میں یعنی ہر نفس نجاست اصل
میں منصف صاف ہے اسلئے اوکو اسکے حصول میں استیجاب جسم فروری اور اخلاق اصل میں
صفاست روحانی ہیں اور جسم روح کی حقین قابل اجابہ جسم میں روح کے لئے ہر جسم ہر روح
کے لئے جسم انسانی روح انسان کے لئے حادث ہے اور جسم کلی مطوح کلی کا حادث ہے
مرور کو اور اسکے اخلاق لازم اس فروع کے سمجھ لینے کے بعد یہ بات خود ظاہر ہوگئی ہے کہ
کونٹر کر کا اگر کو سلیط ہے ہی استعمال کریں تب یہی اسی جسم سے غریب اتصال نہیں تباہ
اتصال اور استعمال ہے اسکے معنوں میں باوجود غریب اتصال کی صورت میں وہی طلاق نجاست
جسم کو لازم ہے جس سے خود جسم کا تجمل اور اسکے واسطے سے روح کا تجمل لازم تھا انصاف
جو چیزیں ایمانی معارض ہوں باعمل ایمانی مفید ہوں وہ تو مل ہی نہیں بیج ہو کر کو
اور وہ اشیاء ملوک ہوں تو کس طرح ہوں اسلئے ایسی شیاں کس بیج کو بیج باطل ہیں
کیونکہ باطل اوس شے کو کہتے ہیں جس کے تحقق اور وجود نہ ہو علیٰ ہذا القیاس اولیٰ اعتبار
کو نہ منفعت از قسم معصیت خداوندی ہو یا معصیت تو نہ ہو پڑنے مانعہ اپنی ملکوت
اجازات باطل ہے ہی ملکوت نہ ہونے کی صورت میں تو حقیقت حال خود ظاہر ہے منافع کا نام

دی ہوتا ہے جو شیا نافعہ کا مالک ہو کہ وہ نہیں جانتا جو کھڑے کیا مالک ہی اس کے
منافع سے لے کر کیا مالک رہی محصیت کی بات اس کو دو جو زمین ایک تو بہہ کہ بدن
انسانی ملک اس کی نہیں اس کہنے سے غرض یہ ہے کہ بیع و شرا کا اختیار نہیں اس کا
اختیار مالک حق یعنی خداوند مالک ملک ہے بدن ہی پیش دیگر مخلوقات اس کا ملک
انسان کے پاس فقط مستعار ہے اس کو و تا ہی اختیار ہے جتنا مستعیر کو ہوتا ہے
یعنی بقدر اجازت معیر عرف کا اختیار ہے سو معاصر میں مشغول کر کیا اختیار نہیں پنا
جو اس کی بیع کا اجازت معاصر کا اختیار ہو دوسرا جواب یہ ہے کہ منافع کے منافع ہوتے
میں فقط جسم ہی کا لحاظ نہیں اگر یہ تو روح کا لحاظ ہے وہ اس کی تابعدار ہوتے
ہے خادم اور نوکر کو کام کرنے میں رضا و آقا کا خیال ضرور ہے اپنی رضا سے کام
نہیں لیتا اور یہ تو منافع میں نفع روح پر نظر کرنی چاہئے نفع جسم پر نظر یہ ہے
جب یہ بات ذہن نشین ہو گئی تو اور کتنے خدا تعالیٰ نے انہیں جن جن سے
منع کیا ہے جو روح انسانی کو مغرب میں وہ مغفروہ اصل میں اول روح ہی کو پہنچا
جیسے زمانہ اور شہر غرض میں باوجود اسطے بدن جیسے زہر کے کہتا ہے جس تکم کا خراب ہو جاتا
لازم ہے یا یوں کہو روح کے قابو اور اس کا نظری نام ضرور ہے بہر حال روح کا حکم دیتے
یا ربنا اور بے سامان ہو جانا لازم آتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس کی کھلی اور بے

مرو سالانہ کے مقدورین و دنیا کا نقصان پیش آتا ہے بھال معاصی کو مغفرت روحانی مراد
اسلئے اونسے ممانعت ہوتی ورنہ خداوند جل مجدہ کا کوئی نقصان نہ تھا اسکے اوامر و نواہی سے
انہیں سکھ میری جیسے اہلبائے اسکے اوامر و نواہی پر نسبت لڑیں ہو کر تہ ہیں اور جیسے بات تیری
نوا جا رہ میں معاصی کو ایسا سمجھنا چاہیے جیسا میں مع غرور و خیر برتری میں دیکھی جیہ بلبل تہی
میں جیہ انکا اجارہ بلبل ہو جیسے وہاں ملک زمین کی امید تہی میں ہیہاں ملک نہ لاجزہ
کی توقع نہیں اسلئے اس سکھ احوال پرست و رانی شتری اور کامیاد و بیک کی ملک میں تہی جن
اوں کا حق ساقط نہیں ہوتا جو تو شران کریم جیسے طرح جن تہی اور کو داپس کری اور اگر انکا
کسی طرح تہی تہی تو اس قسم کے کو کو تو عفا کری چکنو مراد و احلال ہو جائے ایہ میرا تہی تہی
کاسر تصدیق کا ثواب ہوگا یا نہ ہوگا اور ہوگا تو اسکو ہوگا مالک اصل کو یا دینی والی کو کہا یا نہیں جانا
ہوگا یا نہ ہوگا اور مالک اسکے دھوکے یا نہ ہوگی بلکہ دالوئی حق میں جائز ہوتا ہی ہاں تہی
ظاہر ہے کہ اگر کو حرام ہی حلال ہو گیا اس وقت ہر اور سے کہ کجاست رہی کہ وہ مال اوں کا کو
ہی ہوا یا نہ ہو اگر یا نہیں کہ یہ ہی دیکھتے تو کہہ رہے نہیں میری خیال میں یہ ہے کہ لکھنے آ
نسل خود اسلئے ہی مالک ہو جائینگے ملک نہ کہتی تو تصدیق کیوں کہتی اور جیسے
دو انو مالک سمجھا تو ہر اصل مالک کے ملک کا ارتقاء اب لازم آئیگا ہاں بعد تصدیق
اگر اصل مالک کا مالک ہو جائے گا تو ہر تصدیق کرنا کو کو داسکتا ہاں و دنیا پر لگا اور سوستی

اوس تصدیق کا ثواب تصدیق کرنا تو کو کو لیکھا نہیں تو دینی والی لکھتے تو میں ہر تصدیق
فقط رافع عذاب ہوگا موجب ثواب نہ سمجھا جائیگا رہے اصل مالک اوں کی ثواب کی
بوصفہ قدان نہت کوئی صورت نہیں ہاں جیسی کہتی کا نقصان ہو جاوے کر جائے میں اسکا کو
کسی قدر اسلئے دوا دینے میں کہ آخر اسنا تو فراموش ہوئی جیہ ہوتے ہے کہا تو رو کی خطا
نہ کیجئے تو ہر نقصان غرو جہ اور میری حفاظت قرار دے کر لکھی ہی یہاں یوں کہتے
اصل مالک کے جلیجے میں ہے عفا کر لیا تو اس سے بغرضی آپ لازم آئے جس سے دوسری
گنجائش دست اندازی نظر آتے ہے اور ثواب کی صورت نقل آتی ہے اسلئے کہ اسوقت
دو حال سے خالی نہیں ہاں کو لکھ لینے والو کو باحت کی نیت کر لی یا خرد کا دعوی رکھا
اگر باحت کی تہاں لی تب تو ثواب بقرہ سے ہو چکا ورنہ دعوی آخرت تہاں وہاں اجزا
کے نفع پر غرض دینے کے وجہ اسکے سیدھے کہ مال دنیا میں کہتے ہیں کہ کیا گیا ہے
غرض اصلی اس مال سے مراد عبادت ہے گھاس دان سے غرض اصلی مراد سوار کے
بھال ہو گیا ہو یا مسلم ہاں اتنی بات ہی مسلم کہ اگر نیت تصدیق ہوتی تو مصدق میں
نفاست ثبوت جائے اور اسلئے قیمت ثواب ہی زیادہ ہو جاتی اموال غیر مولیٰ متعلق جو
تحقیقات تہیں اونسے تو فراغت ہو چکی اہل امن اموال کا حال ہی سنئے جو مولیٰ متعلق
چربا شربت تہاں لکھتے ہے بیع فاسد اور اجارہ فاسد بعد قبض موجب ملک ہو جاتی جن

یا قبل قیمتیں بیع و اجارہ صحیح استحقاق مثلاً بیع فی غلظ اسکی تحقیق معنی بیع فاسداؤ
 اجارہ فاسد پر موقوف ہے بیع فاسداؤ و اجارہ فاسد میں بیع صحیح اور اجارہ صحیح میں
 میں اموال یعنی مذکور جو تھیں اور طرفین کے ملوک جو تھیں نہ مال مغضوب ہوتا ہے
 نہ ایسی چیز جو بیع سے جسکی طرف میلان طبعاً سلیقہ و ان تافرق ہو بلکہ کوئی بیع
 باطل یا اجارہ باطل نہ سمجھا ہوتا ہے غرض ایک بیع تحقیقی یا اجارہ تحقیقی ہوتا ہے
 اور دوسرے سات بیع باطل یا اجارہ باطل نہ سمجھا ہوتا ہے مثلاً سودی بیع یا قرض جو تو
 اصل کے حساب میں جو کہ دیا جائیگا وہ تو اصل کے مقابل میں بھجا جائیگا اور اس قدر
 کی بیع کو بیع واقعی کہنا چاہیگا کیونکہ ساری ارکان بیع کے موجود ہیں بیع نہ ہوا کے
 کیا معنی ہے اگر کہہ یاسکان یا کہانے یا مجموعہ کے ساری ارکان یعنی اجزاء ضرور
 مادی صوری جب کہ کچھ ہو جائے تو ہر اگر کمزور مکان اور کہانے اور مجموعہ کی
 تحقیق میں نامل نہیں بلکہ ایسے ہی بعد اجتماع ارکان ضروری بیع اس کے تحقق میں نامل ہوتا ہے
 غرض بائع موجود مشتری موجود بیع موجود قیمت موجود ایجاب موجود قبول موجود بیع
 مال قیمت مال قیمت تین خیر ترین دم نہیں شراب انھوں نے نہیں جو یوں کہتی کہ جو
 فقدان منافع مال کہنا مارو ہے اور بیع مغضوب یا غیر ملوک نہیں قیمت غرض
 یا مغضوب نہیں پر کرنا کہتے کہ بیع نہیں مگر جیسے بعد ر صل بیع کا قرار لازم چلے

۱۱۸
 بعد سود العنا بیع کی کوئی صورت نہیں اور سود بیع کہتے تو قیمت کہتے اور قیمت کہتی بیع
 کہاں ہے سود بیع اصل کو قرض یا بیع کے مقابل کہتے تو کوئی کر کہتی نہ شریعت سے اجازت
 نہ عقل کے طرف سے اجازت شریعت سے اجازت نہ ہونا تو ای سے ظاہر ہے کہ یہ دونوں ملکہ
 اگر نہ قرض یا بیع کی مقابل ہو سکے تو معاملات سودی منع ہی کیوں ہوتے اور عقل کی
 چوٹی تو وہ کہہ کہہ سکتی ہے کہ ظلم ہی جائز تو تفصیل اسکی یہ ہے کہ مختلف زمین ہوں تو
 یوں ہی کہہ سکتے ہیں کہ کسی کو کوئی چیز بانی ہے اور کسی کو کوئی ایچ ہے کہ بائع کو بیع غرض
 قیمت معین کی طرف ہے اور سفید رشتہ کو بیع معین کے ساتھ لفت ہوا اور سود ہے
 دونوں برابر ہیں برائے خاص و جنس کھوڑے میں تفاوت غرض کے کوئی صورت نہیں زیادہ
 زیادہ کہے کہ غرض ہلکا اور سستے خواہ مخواہ یہ کہنا چاہیگا کہ سود یعنی دان ہمارا دان
 دینی لاہور اسکو نفع ہوا اسکو تو باغرض مساوات میسر نہ آئی اور مساوات میں ترقی تو ہر
 عدل و مساوات کی مساوات معنی مساوات ہے اور عدل معنی مساوات ہے یہ معاملہ اگر رضا
 ہی ہو گا تو واقع میں رضا سے ہو گا کیونکہ ہماری رضا اصل میں وہ غرض ہی ہو جائے غرض
 دونوں ملکہ برابر مقدار کی زیادتی میں غرض کی زیادتی کی ضروری ہے ہر رضا دل کی
 محال باقی رضا خارجی جو جو ضرورت ہو ہے اگر اسکا ہی اعتبار رکھا جائے تو ضرور
 شریعت پر کوئی ایچ ای وہ ہی حلال ہو جائے کہ وہ ان ہی آدمی جان بانی کے لئے

ہاں کہ دینی برہانیں ہر جہاں ہے کہ جہاں کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں تو پھر اسکی
بیع کا ہونا محال بیع و ہر طرف سے دیکھو کہ بیع ہوتا ہے تھلا لیکل آسمی یا لیکل غیر سے بیع کا
تحقق تصور نہیں اور پہلی معلوم ہو چکا کہ باطل اور سب کو نہیں جس کے لئے حق اور ثبوت نہ ہوا
یہی وجہ ہے کہ باطل کو حق کے مقابلہ میں ہونا نہیں ممکن قدر اصل میں بیع تحقیقی تھا اور قدر
سود میں بیع باطل خودہ بیع تحقیقی اور بیع باطل ملکر ایک بیع فاسد پیدا ہو گئی فاسد اور
شی کو کہتی ہیں کیا دیکھتے دیکھو تو پھر اور میں کو چیز الی اور فساد آجاتی چنانچہ ہوا واقع
فساد و فاسد سے بہرہ مند خود مجھ میں آجائیکا اور میں سے اجارہ فاسد اور اجارہ
باطل کی تحقیق مجھ میں لگتی ہوئی اور یہی معلوم ہو گیا ہو گا کہ اگر بیع تحقیقی کے ساتھ اجارہ
باطل ہی لگا ہوا ہو گا تب ہی میں سے فساد کا اجارہ ضرور ہے جیسے یہ میں سے معلوم ہو گئیں
تو یہ سب گذارش اور سب کے بیع فاسد میں قبل قبضہ اور قبضہ پر واجب ہو گا کہ عدالت میں
فسخ کر دیں اور یوں نہ ہوا لیکل ظلم دوسری مخالف حکم خداوندی ظلم الہی بات کہ حکم خداوندی
نہو واجب کی سبکی عقل اور سب کو تخریر کرنی اور حکم خداوندی کا یہ بدل کرنا اچھی بات ہے
منع کر دیں اور یہی بات کی تاکید فرماتین تب ہی اسی عین دراننا چاہیے اور جب
معاملہ مذکورہ احب الشیخ شہر التوہر اور سے استحقاق کا ثبوت معلوم ہو قبل قبضہ
ہی سبب استیفاء سے ہے چھپتے ہیں ان کا قبضہ تک ثبوت بیع ہونا چاہی تو یہ ملک اور

خبت دونوں کا افراد ضرور ہے ملک اثر ایک تو یہ ہر جہاں کی سب سے حق ہو گا اور اسکی لازم ہی
ساتر ہوئے جہاں میں مانع کوئی چیز میں نہیں ہو لیں کہ باجائی کیسے آفتاب کا نور و صورت
حیولت ابرو خیال جیسی ہیں تک نہیں بیو بیع سکتا ایسے ہی آثار بیع یعنی ملک شریعی
اور ملک مانع قیمت تک نہیں بیو بیع سکتے ان قبل قبضہ انہ فیہ مخالف حکم خداوندی جو سب
فسخ اور مانع نقضاً تسلیم تھا جب حکم تقدیر مخالف حکم ثبوت الی تو اب ملک مانع کو نہ
ان یوں کہتی کہ یہ ملک بوجہ نہ کرنا قابل از اس ہے مگر ہم اسی بات کو دوسری طرح سے
خباہت سے تعبیر کرتے ہیں میں جب بہرہ گیری کا اس ملک سے معمول میں مخالف حکم خداوندی
انہ فیہ لے کر تو ملک ایک برائی اس ملک کے ساتھ لاحق ہو گئی ہے ہی ملک نہایت ہی
الغرض وجہ فسخ تو قبل قبضہ اور بعد قبضہ دونوں صورتوں میں مسلم گزشتہ میں جو محمد
بعد قبضہ ملک ثبوت ہی والی تسلیم ہے ہی بہرہ ملک سے خواہت آگئی ہی چلے گی یا
مشتہری اور مانع تک ہی رہی شریعی اگر کسی اور کہ تا یہ بیع کو بعد ہی یا سب کرے
اور مانع قیمت سے کوئی اور چیز خیر مل خودہ بیع اول اور میں اول دوسری مانع اور شریعی
پاس ماکر جو قیمت ہی رہیگا با او کی حق میں پاک مانع ہو جائیگا میری خیال میں بہرہ
کہ وہ خواہت نہ کرے آگئی چلے گی وجہ اس کے سبب کہ سبب تو اصل میں وہ بیع تحقیقی
جس کا ہونا بیع فاسد میں ضروری نہ ہوا وہ بذات خود اچھی علت ہے اور یہی برائی لگتی ہی

اور اگر ہرے کو دوسری بیج کا بنا فقط بیج اول ہی معصیت مذکورہ نہیں اگر معصیت
مذکورہ کی نوبت آتی تب ہی بیج ثانی کے لیے بیج اول کافی نہی اور اگر بیج اول بولنا کر
مخالفت مکرر خداوند کی سیطرہ وقوع میں آجاتی تو یہ بیج ثانی کی کوئی صورت نہ ہی
الغرض جو بیج اگر مشتری یا ملک بیج نہ ہو لیکن تو دوسری کا تہ بیج کر سکتا اس سے
صاف ظاہر ہے کہ ثانی بیج ثانی فقط بیج اول سے وہ مذاب خود متعلق ہے مخالفت
خداوندی کی وجہ سے ایک ثابت اور سے عارض ہو گئی ہے وہ مخالفت کی جتنی
اوسکا اثر کا کیوں ہو سکتا البتہ کسی چیز کا ملک بنو اوس چیز کی نسبت ایسا وصف نہیں
کڑی دینی میں اوس سے جدا ہو جائی اگر کوئی چیز اپنی ملک بنو اور یہ خدا خود خدا کو
کسی کے تہ بیج کر دین یا کسی کو سب کر دین تو بعد بیج ظاہری اور بطنی ہی اپنی
کہہ سکتے ہیں کہ یہ چیز واجب اور باطل کی ملک نہ ہی اور اس وجہ سے مشتری اور
موجب کی ملک نہیں آتی اسلئے مال مغضوب اور مال رشوت اور قیمت بیع باطل و
اجارہ باطل سیکو سب کرین یا سبکی تہ بیج کر کے سیطرہ کسی مرتبہ میں حلال طیب
نہیں ہو سکتا اور کیوں کہ وہ یہاں بننا سے بیج و سب کوئی امر موجب ملک نہیں ہو
تو ظلم ہے یا گناہ مثال سے سکین مطلوب ہو تو سے زبردستی تہ اور آتش شہرین
اگر روز منکس ہو کر کہیں جاتا تو بیشک جہنم وہ نورانی گناہان مذہبی سبزی حراتی

ساتھ جا سکی اور اگر اوس نوک کر دہم پر ایک آئینہ سبز یا زرد یا آتشین شیشہ ای طرح رکھا ہو
ہو کہ نوک کے اوپر اور ہر ایک سطح اور اوس آئینہ یا شیشہ کے ایک سطح ایسی طرح لی ہوئی ہو
جیسے دوا میں یا دوسرے باہر لی ہوئے ہوئے میں غرض فقط طاقی ہو نو اوس آئینہ یا شیشہ
میں منکس اور نافذ ہو تو پر رنگ آئینہ یا حرات شیشہ کی بنیاد اسکی فطرت میں ہے
کہ نفوذ اور عکس کے صورت میں بننا سے حصول نور حرارتہ مقام معلوم میں آئینہ اور آئینہ
شیشہ پر ہے اگر آئینہ مذکور اور آتشین شیشہ ہو تو یہ یہاں نور آنا حرارتہ آتی اور دوسری
صورت میں حصول نور اوس آئینہ پر اور حصول حرارتہ اوس شیشہ پر موقوف نہیں سیطرہ یہاں
بہرے یعنی مسو نیظلم و جوہر و اجارہ باطل کی بیج یا اونکا سیطرہ اور گناہ پر موقوف ہی اور
مسو بیج فاسد کا سبب یا اوسکی بیج ظلم اور گناہ پر موقوف نہیں واللہ اعلم و علما
انہو و احکوم کر عرض ہے کہ اگر سر باطل اطراف بدن میں کہیں نہ ہو محسوس ہو تو
اوس میں غلغلہ و زلزلہ ہوتا رہتا ہے اور یوں سمجھا کیجئے کہ محل شور کا ہر شہر مذکور خدا میں شوق
قلعہ فرصت اور کثرت مشاغل کہ باعث متصل تحریر کا اتفاق نہوا اوقات غلطہ میں
لکھ کر تمام کیا اسلئے روزانہ اندر تحریر رسالہ کر سکا آج روانہ کرنا ہوں رسید سے
مطلع فرما میں حافظہ پر غمخشاں صاحب غیرہ و احباب اگر اتفاق ملاقات ہو اور یاد
تو میرا سلام عرض کر دینا فقط اس تحریر پریشان کو دیکھ کر میں جانتا ہوں آپ بیت

پریشان ہوگی اور شاید نفعان بھی ہو کہ کو کبھی شہر اور پور کے فواری کا مہر سے ہند
 سکین سوال کہ شرف میں معلوم ہوتی ہے جو پھر کر کہ آپ فہیم کی سکین اور پکی بالوں
 نو معلوم ہوگیا کہ بات کہی جاتے اسید نہیں کہ آپ کا ترو دجائے یہ چند اور اسی
 کردی ہیں اور آپ کا بیان ہوں کہ کوئن وقت کہو یا اگر کئے کاغذ سیاہ کا آپ کا مطلب
 اصلی نو فقط آئی باتیں متعلق تہا کہ مال رشوت غصب اور کسوت بنا دو دیگر جرائم اسید
 ملک میں نہیں آنا اگر کا کان اصلی معلوم ہوں تو ہٹا نا واجب ورنہ بغیر دفع عذاب
 اوکے در نقد واجب رہنے والی ایسے بے ایچوں کا غلط اس کے باعث ہوں پر
 جان ہو چکا ارمان ہو رہا تو اب وہ اگر ہوگا تو کا کان اصلی کو ہوگا ہر اسے سے مرنے کا
 کہ کھکان اصلی اگر کا فر ہوگی تو ہر صاحب کی کوئی صورت نہیں حیدر فرار کو یا ہو چکا ہو سکے
 والدہ کو سلام کہہنا مولوی محمد حسن صاحب خاتون اور یاد رہے تو سلام کہہ لیتا اور
 کہہ دیتا تم تفصیل احوال لکھتے ہو نہ بیان دل مانتا ہے جہاں آپ اور کام کہتے ہیں ایک
 پرچہ باری نام ہی لکھ بھیجی سولہویں کا لکھا ہوا احداث سے مولوی محمد حسن صاحب کا
 خط آیا تھا اسی رونکی رو لگی کہ خبر لکھی ہے یہ حال معلوم نہیں آپ ہی دعا کریں اور

ختمے والوں سے سلام عرض کرو میں تہذیب

در تہذیب سبک التعلیم سبک التعلیم سبک التعلیم سبک التعلیم سبک التعلیم

کرمین حلق بھی ان کو تہذیب مفہوم و کرم قاضی محمد اسماعیل صاحب کی خدمت پر اپارکت
 میں بعد سلام سکون و شوق غنوں کے عرض ہوا ہے کہ آپ کا عنوان تہذیب و عفت
 ہوا ہے جو کہ تہذیب کا ایک حصہ ہے گو کہ یہ تہذیب میں عفت و باطل ہے کہ یہ مطلب نہ رہا ہے
 مطلب ہوا جو علم و فضل و فہم تو دکن رائے کی نام ہے یہ تہذیب میں ہون چاہیے جو کہ
 فقہ کی خوش آئی ہوں کہ نیچے ہوا ہی حضرت آپ نے سنائیں جو اہل علم و تہذیب
 جب اہل پر سرخاش ہو کر تہذیب ہو کر ہو جو کہ تلاش نہو اسی وقت میں علماء کو
 لازم ہے کہ اپنی زبان کو موہیں کہیں ہری کہنی کا لفظ نہو تو یہ وَاِذَا لَخَا طِبْرُكُمْ
 الْجَاهِلُونَ فَالْوَا سِلَہَا اور سوار اسکے اور آئیں جو اس مضمون کی ہر جگہ
 فواد میں جان جاہل ہو کہ جو طلب ہو تو اس کی سکین خاطر لازم ہے سولہویں کوگون کی
 علامت یہ ہے کہ بحث مباحثہ کو تہذیب نہیں ہوتی علماء کے موہہ تو لکھی رہتی ہیں جو
 اوکی موہیہ سے نکالنے کی باندہ لیا جاہلوں کی اوہیم ملا تو کی بات کو نہیں سنیں جیسے
 اولنا خطر ایمان ہو سکا ان استغفار سزا کہہ لکھی اوہی میں بعض ہم ملاؤں کہ
 تفریق میں بعض مصلح نام کوئی تحریریں سنکر اور دیکھ کر علم کی بات میں بانوارائی لگی
 اور قول شہور کو غیر مشہور اور غیر مشہور کو مشہور بنائی گئے اس سبب ازینہ آئی تھا
 اور والدہ کی عیاری اور بعض احباب کی تشریف آوری اور طلب کی خدمت گزار کی

باعث جی پر گزشتہ چاہتا تھا کہ اس بات میں قلم گھسی اور فرق سفید کو سیاہ بنائی ہو
 بریک تثنی خواستگار روایات مضبوط و عاقلان قویہ سویری پاس اول کتابیں کہاں
 جو روایتیں کتابوں اور سنہوں اور تثنی کی کتاب کے لیے قویہ قانون اور بناؤں غرض ہر طرح
 لکھنے سے نہ کہتے تو اچھا تھا بنا ہوا چونکہ ایک کچھ تباہ ہو گیا یہ دور گھا ساد آہ آپ کہہ
 کہ یہ جو چاہیں اور میری ان مصحف انیشیو کو گو کسی اور بات بھول فرما میں اسے نہ غرض
 کہ عرض کرتے دینا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو دل چاہی تو کم سے کم ہر بات کے لئے ایک ایک
 دو دو جزو ہوں کہ میرے تحریر پر قطعاً آپ کی اور آپ کے اتباع کے لئے کیا ہے ورنہ آپ
 مخالفوں سے امید قبول نہیں ان کی جو کسری بات پر افتاد ہو گا وہ بھی اس سے متفق ہو سکتا
 علیٰ ہذا التماس جہاں حق ہو گا اس کے لئے ہی ہر طرح مضید ہو گا اسے حسب غرض مستغیر
 میں یہی اسی بات کا پابند ہوتا ہوں کہ حوالہ دونوں مضمر کی کتاب کے حوالہ دونوں سواہل کتاب
 نزدیک کلام اللہ سے زیادہ مضمر کوئی کتاب نہیں اور بعد کلام اللہ کے بخاری ترمذی و ابن ماجہ
 سے اور صحاح ستہ اور مشکوٰۃ سے زیادہ کسی کتاب کا اعتبار نہیں کلام اللہ کی آیتیں ہیں
 اور کتابوں کی روایتیں ہیں مگر کسی خطیہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلاہ علیہ وسلم اور امام بخاری اور ان کی
 راویوں کی طرف سے یہ وسیت کا گمان نہ ہو تو ہر چاہی پاس کوئی جو ان میں معرفت میں تفسیر
 حسبی مضمرہ یا حسب روایت کا مصنف اہل سنت کے نزدیک قابل اعتبار ہو سکتا ہے

جانی کہ احسن واعظ کوئی عالم تفسیر نہیں ہوتا آدمی چاہتا ہے کہ اس کی باتیں خود دلالت
 کرتی ہیں کہ تفسیر نہ عالم تفسیر ہے نہ نسخ مضمر ہر بات کی چاہی کے لئے تو اثر و اصل چاہتے
 مگر یہ شخص صحیح ہے کہ بعض کے نزدیک قابل اعتبار نہیں نہ بوجہ علم نہ بوجہ دانت علم کا
 حال معروض ہو گا دانت کی بات چیتی تو ان کی باتوں سے پوری فصل لے کر اول کتاب
 نزدیک تفسیر میں نہ خیر افاضی ہونا ہر علم تفسیر میں کہ کوئی ہو سکتا ہے کہ اس بات کے لئے
 کہ یہ قبول ہو سکتی ہو جائے کہ مضمر اور شہادت ہے اور کوئی غیر شہور اور غیر مذکور کتاب ہے
 شہور اور مضمر ہے ان بات صحیح ہے کہ احادیث صحیحہ سے قول ملاقات حضرت جبریل ہی
 صحیح معلوم ہوتا ہے اور تفسیر میں یہ ہی شہور ہے چنانچہ ہر ان تفسیر مضمر و اسکی تفسیق
 کہ خطا تفسیر اللہ تعالیٰ فقط یا خبر کہ زبان یا کسی سے اکثر افعال کتب تک واقع ہوتے ہیں
 اور ہر کوئی کوئی جانتا ہے تفسیر میں کہ مضامین ان تفسیریں انہوں ہو گئے ہیں اور ان کے
 ہر وہی مولف نام لارہ و وغیرہ میں تفسیر ہو گئے غرض ہر کہ تفسیر میں فارسی میں ہی وہی
 سلیس عام میں راجع ہو گئی ہو کہ تفسیریں ایک طرف دہری ہیں باقی و افغان ہونا قول معلوم
 احادیث صحیحہ کے سوا کسی تفصیل ہے کہ بخاری تفسیریں صحاح ستہ میں انہیں
 کی تفسیر میں میں حدیث میں جن ایک تو حضرت عائشہ سے ہے کیا یہ مضمر ہے کہ میری بال کھڑی
 جو جانتے ہیں جو ان کی کہ رسول اللہ صلاہ علیہ وسلم نے خدا کو کہا و حضرت عبداللہ بن مسعود

بر صاحب وہابی ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشر مئی ۱۲۸۸ء کو حضرت ابوذر اور
 حضرت عبد اللہ بن مسعود اور انکی بیٹی کے زوی جنگ کے واسطے سے بخاری اور مسلم بن احول
 مروی ہیں اور علی بن القیاس امام بخاری اور امام مسلم اور امام نووی واقعات میں بیان فرماتے ہیں کہ
 اتباع اول وہابی جو جنگ کے سوا کچھ نہیں کیا وہ ہم اور ہماری سات پشت وہابی ہیں
 اسکو لکھنے کو دیا ہوگی ورنہ وہ دو سو برس نہیں ہوتے اور یہ صاحب سوائی شاہ جہان
 صاحب کے اس زمانے سے پہلے ہو گئی ورنہ تمت و اہمیت کا ان نزدیک اور کی نسبت
 خوب موقع تھا نہ یہ کہ جو شاہ عبدالعزیز صاحب اور صاحبان جلیلین کو وہابی کہتے
 کوئی بوجھ نہ ہو شاہ عبدالعزیز کو وہابی نہ لانا ہوتا یا صاحبان جلیلین تو آپ کے ملعونوں کے
 ڈوسے پانچویں پہلے ہو گئے ہیں مثل شہسوار کے کو مارن شاہ مدار و نیر یہ طعن نہ تھا
 اوکی حیات کرتی تھی اب انھیں کہ اگر میری ابن باتوں میں شہسوار کو لکھیں سے بخاری
 و مسلم مطہرین تو بد نشان صفحات مسطور اگر کوئی صاحب علیج جو کون کہہ سکے
 دیکھنے اور دیکھنے کا سلیقہ ہو مطلق کرالیں بلکہ صحیح مسلم کے صفحہ ۸۰۰ میں جو احادیث
 نبی شریع نووی مسطور ہیں او میں جو احادیث واحدی جو امام نووی سے مقدم ہیں یہ سب
 کہ اکثر علماء تو یہ فرماتے ہیں کہ مراد یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل کو انکی پہلی
 سورہ میں دیکھا اور حضرت عبد اللہ بن عباس یہ فرماتے ہیں کہ خداوند کریم کو دیکھا میں

انکر صحابہ اور انھیں اور انکی بعد کے علماء تو قول اول کے طرف ہیں اور حضرت عبداللہ بن
 عباس اور شاہ ابوری کوئی قول ثانی کی طرف ہیں اسسواسطے یہ صاف ہے کہ قول اول ہی
 اور دوسری قول کو بطور تضعیف فقط ذکر کیا ہے اعلیٰ مذکور قیل سے نقل کیا ہے جس سے
 موافق اصطلاح علماء ہر مراء ہوتے ہے مگر میرا وہی کو وہابی کہنے سے کون مانے کہ
 مومنین زبان دی الکی کوئی انھیں پہاڑ نہیں جو رکھ کو دتے ہمارے شوق چلے جاد
 اب بعد ان سب مراتب کے انھیں سب کے جو مسائل علماء متقدمین میں مختلف قیاموں
 ایسے مسائل میں ایک طائفہ لیا اور ایک جانب والوں چڑھ کر ناجاہلون اور بدعتوں کا
 کام ہے ورنہ حقیقی عقیموں پر اور شافعی عقیموں پر طعن کیا کرتے اس سورہ میں اول
 مسائل کے ایک جانب والوں پر جو صحابہ میں ہی مختلف قیام ہیں اور یہ وہاں پہلے ہی
 کہ اکثروں نے ترجیح دی جو طعن کرنا اور لوگوں کا کام ہے حکم حق میں مولانا روم علیہ الرحمۃ
 پیشہ ارشاد فرماتے ہیں شعر چون خلافا بد کردہ کرد و سیلش اند طعن کا بد
 افسوس جاہلون اور عیلاقوں نے دین کو خراب کر ڈالا ایک صاحب لکھتے ہیں تو یہ سب
 اصول دیکھو و اہمیت کہ جانتے ہیں دوسری صاحب کثری ہوتے ہیں تو یہ سب سے
 اعمال صالحہ کو بدعت کہہ سنا تے ہیں اب حق کو جان بھائی دشوار ہو گئی باقی رحا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تانی یا محال ہونا اسکا جواب کیا کہہوں طرفین کے دلائل اور

پر ایک جاننے کے نتیجے کی وجہ کمزور تو اس شخص کے دونوں جانب کے صاحبزادے تھے
 نفیس نامہ کو بھیجیں اس صورت میں ایسے معائنہ کی ضرورت نہیں اپنی اوقات کا فراغت کرنا
 اولیٰ دفعہ داغ کا جو کردنیہ مگر یوں کہ اگر کوئی جیسے تو اپنے فعل تعالیٰ صاحبزادے میں
 خوب بھیجنا چاہیے دو لکھ تین سانس کے دیہاتوں مخدمین علماء متقدمین میں تو اس سزا میں
 اختلاف دیکھا جسٹان تورکی دوسری سید بات جگر میں پتہ کرڈی خبری عالم تو اس
 جانب میں کہ سوار خداوند کریم کے سبب ثانی اور نظیر مکر ہے اور وعدہ لاشرک ہونا خدا ہی کو
 زیارے ہو اسے **اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ** ہی کے ساتھ یہ جملہ کیا گیا **اَشْهَدُ**
اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ کے ساتھ نہ جریا گیا اور یوں فی فضل حق صاحبزادے اور
 اوکی انیسویں صاف ہے کہ میں یہ دو بیجا صاحب فرما کے دلائل کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے
 کہ وہ ہی دل سے اسی بات کے قائل ہے کہ ان کا ثانی محض ہے کیونکہ لاف سے اوکی نقد استماع
 بالغیر ثابت ہوا ہے اور اختراع بالغیر خود احکام ہی پر دلالت کرتا ہے اس واسطے کہ اختراع بالغیر
 کے بہت ہی کم کلامی ذات ہے تو ظاہر ہے کہ جس پر کسی غلطی کی وجہ سے محال یا متعجب ہو گئی ہو اس
 بات کے دو لوگ ہی قائل ہیں جو ممکن بتلا ہیں کہ خداوند کریم کے وعدہ صادق کے سبب پکا ثانی
 متنبہ کیا اور محال کیا متعجب ذاتی اور محال ذاتی نہیں جیسے حکم ثانی اور اس کا نظیر محال اور متعجب
 ذاتی ہے یعنی کسی غیر کے سبب محال اور متعجب نہیں ہو گیا اپنی ذمہ داری سے محال اور متعجب

مربوط فیض حق صاحبزادے کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ خدا نے وعدہ کر لیا ہے کہ یوں اور مسلم
 ثانی پر اگر کوئی شخص اس کا جواب ایک قوی ہے کہ جو چیز وعدہ کے سبب محال ہو وہ متعجب بالغیر سے قطع
 بالذات نہیں کیونکہ وعدہ کے سبب محال ہونے اپنی ذات محال نہیں دوسرا یہ کہ وعدہ کا کرنا خود کیا
 بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کا پیکر یا قدرت و اقتدار خدا ہی میں تھا
 ورنہ وعدہ کی کیا معنی وعدہ تو امور اختیار میں ہوتا ہے جس بات کا کرنا کرنا بالغیر اختیار نہیں
 وعدہ مگر نہیں ہاں کہی اون باتوں میں جو اپنے سے ہو سکتی ہو کہ دیکھ لو ان کو تو کون سے جو
 ناواقف ہوں بغیر وعدہ کے کہہ دیتے ہیں کہ ہم یہ بات کر چکے ہیں یہ بات ہم سے تو شعور
 خداوند کریم سے شعور نہیں ہاں خداوند ہو کہ بازمیں جو خداوند صادق القول کو دیکھ کر باہر
 اس کے ایمان و اسلام میں حشر میں دوسری دلیل ہے کہ کہ سوال اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کو خداوند کریم غلام
 البغیر فی شریعت میں اگر آپ کا ثانی پر میدا ہو جائے تو آپ غلام البغیر نہیں اور خود کے غلام ہو جائے
 سو اس کا جواب اول تو اسی تفریق سے مکمل آتا ہے کیونکہ یہاں ہی وعدہ پر بار کار لیا دوسرے
 حضرت آدم با اختیار جدا الیش کے اول البغیر میں ورنہ آپ کی بڑے موافق حدیث گذشت
 نبیاً و آدم بین الماء والطین سے اوپر یہ خرافیت کہاں ہوگی سو اگر رسول
 صلی علیہ وآلہ وسلم کا ثانی تھا ہے تو حضرت آدم کا ثانی ہی تھا ہے علی بن ابی طالب اور اس کے اولیاء
 اور خاتم الانبیاء اور اول الاولیا اور خاتم الاولیا اور وسط الاولیا اور اول المعنویات اور

اور تخلیقات اور اوسط الخوقات سب کا ثانی حال ہو گا اگرچہ حال کے معنی میں تو اس سے
 کسی انگارے قمری دلیل پر ہے کہ جسے کل سب کے معنی کو گری میں ایک ہی ہوں جو
 اعلیٰ پر مجبور میں افضل ایک ہی ہوتا ہے سو اس مجموعہ میں جی عالم کے افضل جناب
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اگر ان کا ثانی موجود ہو تو یہ بات غلط ہو جائے بلکہ ایک مجموعہ
 دو افضل ہو جائیں سو اس شہد کا جواب ال تو یہ ہے کہ یہ انشاۃ باغیر ہے انشاۃ
 نہیں انشاۃ بالذات کی صورت ہے کہ رسول کو گری میں ہو یا علیہ اور اس کا ثانی ممکن ہو
 علاوہ برین دو ہوں تو گری میں ایک ہوں اور سب ہوں تو سے افضل ہوں تو
 کیا قیاس ہے کوئی عاقل اس میں متامل نہیں ہو سکتا معذرتاً اگر دوسرا تو گری میں ایسا ہو کہ
 او میں نہیں اور پر سے یکدیگر کی ایک ہی ہے ہوں جس میں اس میں کل عرصہ ہو ایسا ہی
 او میں صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی ہوں ایسا ہی او میں تو کوئی صانع عقل اس میں انکار نہیں کر سکتا
 ایسے ہی اس عالم میں ہی دو افضل ہوں یا کوئی دوسرا عالم بلکہ اسی عالم کے مشابہ ہو
 اس عالم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اس عالم میں ہی ایسی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور باقی
 اس میں ہوں ویسے ہی او میں تو عقل تو انکار نہیں کر سکتے کہ تو خداوند کریم ایسی
 ایسی عالم نزاروں پیدا کر سکتے ہیں تا بعض احادیث میں اس کے طرف اشارہ ہی ہو
 اگر خداوند کونہ ہو تو ان احادیث کا مضمون اور اوراق کا نشان ہی یہ ہوتا ہو گا سو

ایک جیسے ایک مجموعہ میں افضل ایک ہی ہوتا ہے ایسے ہی او میں یعنی کبریٰ ایک ہی ہے
 اور اعلیٰ بقیاس واسطہ ہی ایک ہی ہوتا ہے سو میری رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم میں افضل
 ہیں شیطان شقاوت پر ہے اس طرح کوئی واسطہ ہے خداوند کریم شیطان کا ثانی اور
 اوس واسطہ کا ثانی ہی پیدا کر سکتا علاوہ برین شروع حیوانی میں پیدا ہو یا انبیا علی
 ہذا القیاس انواع اشجار وغیرہ میں ایک افضل اور ایک کمتر اور ایک واسطہ ہو گا اور ان کا
 ثانی ہی خدا سے پیدا ہو سکتا جو جس دلیل پر ہے کہ دایرہ میں مرکز ایک ہی ہوتا ہے
 ایسی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس میں اس دلیل میں اول تو یہ خالی ہے کہ
 دائرہ کی او عالم کو تشبیہ کئے بجا نیست اور شبہت چاہتے جیسے مربع اور مثلث
 اور متعلیل اور خوف اور قوس انجس سندس وغیرہ کو اس بات میں دائرہ کے ساتھ
 تشبیہ نہیں دی سکتے حالانکہ دائرہ اور اقسام مذکورہ میں انساۃ اتحاد ہے کہ سب
 سطح میں سے ہیں ایسے ہی عالم دواہرہ کے ساتھ تشبیہ نہیں دے سکتے علاوہ برین
 مرکز کی حقیقت فقہاء نے ہے کہ وہ ہی ایک نقطہ ہے اور یہ بات کہ سب کی طرف سے قیام
 برابر ہو چکے کے باعث او میں پیدا ہو گئی ہے اس کی ذات میں داخل نہیں ہو سکتے بلکہ
 نہ تھا تو وہ نقطہ تو تھا پر یہ بات نہ تھی سو جو بات اپنی ذات میں نہ ہو بلکہ کسی
 غیر کے باعث حاصل ہو گئی ہو جیسے پانی میں باعث آگ کی گرمی پیدا ہو جاتی ہے

اوسکو ذاتی نہیں کہتے عارضی اور خارج کہتے ہیں جسے بالی کی گڑھی کو ذاتی نہیں کہتی عارضی
 اور خارج کہتے ہیں اور جب ذاتی نہ ہو عارضی ہوتے تو اسی کی طرف منسوب ہوگی
 اور وہ غیر یا اوسکا باعث کہلائیگا سو جیسی مرکز کی مافی کا ممکن ہونا محیط کی جانب سے
 اپنی ذات کی طرف منسوب نہیں ایسی ہی رسول المصلم کی شایکا اذنیع باعث محیط عالم
 ذاتی نہیں بلکہ انبیاء اور ایسا ہی دائرہ اور بنایا جیسے تو جیسے سالہ دائرہ دوسری سار
 دائرہ کے ثانی ہوگا اسکا مرکز اوسکے مرکز کے ثانی ہوگا ایسا ہی اگر دوسرا مجموعہ بنایا جا
 تو جیسے پہلے مجموعہ عالم اور مجموعہ عالم کا ثانی اول نظیر ہوگا رسول المصلم جو نیز مذکور
 مجموعہ کے نسبت ہیں دوسری مجموعہ کے اوس شخص کے مشابہ اول نظیر ہوگی جو نسبت
 اوسکے قدر کم از کم اس صورت میں دونوں باہم ایک دوسری کے نظیر ہوگی ماسوائے
 جیسے مجموعہ عالم ایک مرکز ہے ہر نوع میں ہی ایک مرکز ہے اس صورت میں ہر نوع
 میں ایک فرد ایسا ہوگا کہ اوسکا نظیر ممکن ہوگا غرض یہ کہ دلائل ان لوگوں میں جو
 رسول المصلم کے نظیر کو متفقہ ثبوت میں سوان دلائل کی حقیقت تو معلوم ہوگی جو مطلب
 ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے وہ اور ہے اور جو ان صاحبوں کا دعویٰ ہے وہ اور
 کہ جو کہ مولوی فضل حق صاحب مرحوم کے علم و فضل کا شہرہ ہے تو او کی نسبت یہ تصور
 میں نہیں آتا کہ او کی غرض یہ ہو کہ رسول المصلم کا ثانی بالذات محال ہے اور متفق ہے

یوں ہو تو جو نہیں کہ اوس کو نہ فقط محال اور متفق فرمایا ہو کہ انہوں نے محال بالذات
 اور متفق بالذات سمجھ لیا ہوا اور یہ سمجھا کہ محال اور متفق کی دو قسمیں ہیں ایک محال اور
 متفق بالذات دوسرا محال اور متفق بالغیر ایک کے لئے دلائل جدی جدی میں یا وہ
 دلائل سے اہل عقل کو خود معلوم ہو جائے کہ فلا نام مطلب ثابت ہو گا فلا نام ہو گا
 جیسے جائز سوچ کے دیکھتے ہیں اہل بعث کو خوب معلوم ہو جائے کہ اس سے ایسا
 جائز نام ہو گا اور اس سے اس قدر جائز نام ہو گا جیسے آگ بانی کو دیکھ کر تجربہ کار کو
 واضح ہو جائے کہ اس سے گرمی اور اس سے سردی ہوگی غرض سب کو تو نہیں
 کہہ سکتا لیکن اکثر اس قافلہ میں جاہل ہیں اگرچہ نام کے مولوی ہیں پر مولوی فضل حق صاحب
 تو بیشک ہی مذہب ہوگا لیکن اسی علم و فضل والا ایسا نہیں کہہ سکتا اگر وہ ہی ہی
 سمجھتی ہو او کی اتباع کیجئے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ علم و فضل کا شہرہ یوں ہی غلط
 مگر محکمہ یاد آیا کہ مولوی نور الحسن مرحوم کا مذہبی جو مولوی فضل حق صاحب مرحوم کے
 ارشد تلامذہ میں سے ہیں ہی عقیدہ دیکھتے تھے رسول المصلم کا ثانی ممکن چنانچہ غیر
 سامنی خود اسکا مذکور آیا اور مولوی فضل حسن صاحب کی نسبت ایک ظاہر علم بیان
 کرتے تھے کہ او کی تقریر سے ہی امتناع بالغیر ہی ثابت ہوتا تھا یہ ہی او کی بڑی
 شاکر و دوسے ہیں اندو لکھا اس بات کا قائل ہونا خود اس بات پر دلالت

۱۳۷
 کہ جس کے مولوی فضل حق صاحب کا یہی مذہب جو بیان دو کو ان کو استدلالی بات غلط نظر
 سو گرا اور غلطی استاد انہوں نے مذہب استاد کو چھوڑا تو اور دیکھ لیا کہ اللہ سے کہہ لو گنا
 انہاں مکرین اور مکرین کے کیا کام مولوی فضل حق ہوں یا مولوی یحییٰ خاں تعلق اور رسول
 صلعم کی بات سننی چاہیے سو خداوند علیم سورہ یسین میں جو دو توفیق کو یاد ہوگی آخر کرا
 میں فرماتے ہیں اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علی ان
 یخلق مثله دلی وهو الخلاق العلیم اسکا ترجمہ غلط فرما دین یہ ہے
 کیا وہ ذات جسے آسمان و زمین کو پیدا کیا اس پر قادر نہیں کہ وہ اپنا کمال مثل پیدا کر دے
 ہاں کیون نہیں وہ توفیق علیم ہے بیان تک ترجمہ ابغور فرماتے کہ رسول الصلعم
 اور غیر رسول الصلعم وافی حکم اس آیت کے اس بات میں شک اور کوئی مثل پیدا نہ
 علیم قادر ہے کہ جو یہ بات خداوند کریم نہاں کو گوں کہ جو اس میں ارشاد فرمائی ہی چاہی
 کے مکر تو ہی اور یہ کہتے تھے کہ ثبانی جب پورانی ہوجا تگی پورا کو گوں زندہ کر لگا
 غرض قیامت کا اثبات اس پر قیوف ہو گیا کہ خداوند کریم کو کوئی مثل نہیں پیدا ہو گا
 تو جو قیامت میں اوشیکہ کوئی ہو رسول الصلعم ہوں یا غیر اس کے مثل بقادر ہو گا کہ
 شروع سے دیکھتے تو یوں فرماتے ہیں اولو میرا انسان ان مخلوقات میں
 نقطہ قاذو خصوصاً مبدیہ وضرب لدا وضرب خلقہ قال من

یجی العظام وھن منھم قل یحییٰ اللہ انشا ہا اول مرہ حاصل
 مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ کیا انسان دیکھتا نہیں کہ جس نے اس کو نقطہ سے پیدا کیا
 پہلے چھوڑا لیا نہ ہی واللہ ہمارے حق میں یاقین بنائے اور پیدائش کو سہول کیا
 کہتا ہے کون زندہ کر لگا ٹھہرون کو جب وہ شکر پورانی ہوجا تگی تو ہمیں وہ شخص
 زندہ کر لگا جسے پہلی دفعہ پیدا کیا تھا جب اس بات کو لحاظ کیجئے کہ وہ اپنی پیدائش
 کو سہول کیا کہ جس نے اس کو نقطہ سے پیدا کیا تو صاف یوں سمجھیں آتا ہے کہ جس کو
 نقطہ سے پیدا کیا ہوا ان کو زندہ کرنا اور ان کو دوبارہ پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں اولیٰ
 مثل پر تو خداوند قدیر قادر ہے جب چاہے ویسا پیدا کر دی سو چو کہ جناب رسالت
 مآب صلعم ہی — پیدا ہوتی ہیں تو ان کی مثل پر ہی خدا قادر ہو گا علاوہ برین
 چہاں کہ بخاری المغنی ص ۴۳ میں حاشیہ پر جو الفتح الباری شرح صحیح بخاری
 جو استاد عالم محدث شہور حافظ ابن حجر عسقلانی کی تصنیف ہے روایت عاکل
 بیہی جسکی حوالہ مشکوٰۃ شریف میں اکثر تفسیر میں ایک روایت رقم ہے جس کا حاصل
 ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومن الارض مثلھن کی
 تفسیر میں رقم فرماتے ہیں کہ سات زمین میں اور ہر زمین میں ایک آدم میں ہی تبار
 حضرت آدم میں اور حضرت نوح میں مثل تبارن حضرت نوح کی اور حضرت ابراہیم

مثل تمباری حضرت ابراہیم کے اور حضرت عیسیٰ بن جیستہ تبارے حضرت عیسیٰ اور ایک
نبی میں غلطی تبارے نبی کی لئے حضرت رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے اور یہ نبی جو انصاری قوم ہے
کہ امام حق نے اسکی سند کو کہا ہے کہ صحیح ہے ان اتنی بات کہ شاذ ہے اور اسکی
فتح الباری ہی کے حوالے سے روایت جریر بن جریر قوم ہے کہ ہزین میں مثل ابراہیم
کے اور او انکی اولاد ہے اور اس روایت کی سند کو بھی صحیح کہا ہے ماسوا اسکے
حضرت صوفیہ کرام علیہم الرحمۃ کا مذہب یہ ہے کہ ہزان اور ہزین میں ہری کی قیاس
پیدا ہوتی ہے اور وہ قیاسی فضا ہوتا ہے چنانچہ یہ مسئلہ تمام تجمہ امثال او کی طرف
منسوب ہے اور یہ بات ان لوگوں میں مشہور ہے سو اگر کوئی شخص ضالی نہ مانی اور آج
کل کون نامتا ہے تو حدیث کی روایت اور حضرت صوفیہ کی روایت تو بالضرورت مانی
چاہتے اور او کو بھی مانی تو خجائت کی کیا صورت ہے و باہون کی طرف تہمت ہے تو
یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے سنہین سا ولیا کو کہ گنہیں سو جو شخص اس بات
انکار کرے کہ خدا کو رسول اللہ صلی علیہ وسلم کے ثانی بر قدرت نہیں وہ و باہون ہے جسکی
و خدا کو تو مانتی ہی نہیں خدا تعالیٰ کو تو جو ایسا ہے تہا ان دونوں ہی کی تہمت ہوا
ہوا ایسی وہابی تو اصل وہابی نہ ہو گئی جیسے آپ کی منگو میں پیدا ہوتی خدا کو
بجائی اب اس بات میں یہاں ہی قلم تہا تہا ہون الزریادہ کہ ہون اور دلائل

اصلاح اور اس سلسلہ کلمات کو تحریر کون تو وقت ضائع جائیگا قلم الحسن جائیگا اور
فائدہ کچھ ہوگا نہ کوئی جمعیہ گاہن اگر سمجھنے والے مولیٰ ہے تو کہتا او کوئی ساتھ میل
لیکھ جیتا فقط اگر ان ہی بات کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم محتاج خدا میں کہ نہیں گئی ہری
سو مقدمہ میں جو شخص یوں کہی کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم خدا کے محتاج نہیں اس امت کے
نظر میں نہیں ہے کہ ان کا تفسیر کو رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے جو امت فرمایا ہے وہ نہایت
بہرہ ہے نہ ان لوگوں نے یہی امانی کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نیک سے نکال کر
مرد خداوندی میں پہنچا دیا سو بعینہ وہی بات ان لوگوں کی کہ خداوند کریم
تو سورہ فاطر میں انتم الفقراء الی اللہ واللہ هو الغنی الحمید فرمایا
یعنی ای کو تو تم ساری خدا کے محتاج ہو اور اللہ ہی حمید ہے جو لوگ محاورہ دن
عربی میں اور علم معانی دیباچہ سے واقف ہیں وہ لوگ واقف ہیں کہ انتم کو مقدم کیا
اور الفقراء فرمایا فقر انرا مایا اس میں ہی نکتہ ہے کہ تم سارے کے سارے خدا
محتاج ہو خدا تمہارا محتاج نہیں اور خدا ہی ہے دوسری والہ کے بعد ہو کہ خدا
فرمایا اور الغنی الحمید فرمایا غنی حمید کہنا یہی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ ہی
غنی ہے او کوئی غنی نہیں علیٰ ہذا القیاس سورہ محمد میں فرمایا واللہ الغنی
وانتم الفقراء اس میں کہ سیکے تخصیص نہیں رسول اللہ صلی علیہ وسلم ہون یا کوئی

بعد اس بات کے کہ کلام الدین وہ جگہ یوں فرمایا جو یہ یوں کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
خدا کے خلق نہیں اوی کا کام ہے کہ اس باب میں جاہل نادان سوار و سپاہی
اولیٰ نظر مسلمان ہو مگر یہ بات کہ خدا غنی ہے اور خدا کے سبب سے محتاج اہل
اسلام میں اول سے لیکر ایک ایسی زبان رد فاص و عام ہے یہ بہ احتمال جوہی
نہیں کہنا کہ کسی خبر نہ ہوئی جو یہ یوں کہنا کہ جاہل اس بات سے کوئی جاہل ہوگا
دلائل مندرجہ استقامت جو اس شخص کی طرف سے مرقوم ہیں وہ ایسی ہیں جن کی حلی جواب
لیکن سے یہی شرم آتی ہے کوئی بات ہو تو اس کا جواب یہی لکھی دلائل شار العباد
دعویٰ میں دینی یعنی ایسی نسبت جسے کہا کرتے ہیں من چہ میگیم و طنبورین چہ میرا
جناب میں اگر یہی دلیل ہے تو معلوم تو ہے کہ مکی مذکور کے نزدیک بعض منافقین یہی
جنگ باب میں سورہ براہ میں یہ مرقوم ہے وما نقموا الا از اعتناکم
اللہ ورسولہ من فضلہ خدا کے محتاج نہوں کیونکہ جب ووجود
عائلا کا غنی ہے یہ بات ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا فی غنی کر دیا یہ
احتیاج کے کیا معنی تو یہاں کہ یہ زیادہ ہی نکلتا ہے آیہ والضحیٰ من فضلہ خدا
غنی بنایا تھا یہاں خدا نے انہی مدد کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی سہارا دیا
من فضلہ ہی موجود ہے نہ تھا یہاں من فضلہ ہی موجود ہے جس سے یہ احتمال ہو گیا

کہ سوائے انعامنا فقیر نہ تھی ناکی جو یہی وغیرہ کی خبر نہیں ہو کہ کسی کے مطالبہ
مواخذہ کا اندیشہ ہو بخلاف سورہ والضحیٰ کے کہ وہاں ایسے کم فہم کے لیے بہ احتمال
ہی باقی ہے کیونکہ جس کے نزدیک خدا ایسا جو یہی ہو غور و فکر کہ او کی بندے
اس کے محتاج نہوں اور خدا سے ایسے باتیں کیا شکل میں بلکہ مونی جانتیں
کیونکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک خزانہ کا خزانہ دیا پیشی یہ ہر جو یہی معنوی قیدی کی
خدا اور انکا تاہنہ بلکہ کسی کا پہلو کیا ہو گا یہی ہو گا کہ او کو غنی کہے تو کہیں اور
لائی تعالیٰ اللہ عن ذلک علو کے پیدا ان باتوں کو دیکھو اور
حسن فکر درنگ ہے کہ کہتے کیا بلا جاہی اور اس سے زیادہ اور کیا بلا ہوگی کہ
دل مسیاہ ہو گئے نیکو با کافری دنوار ہو گیا عقلوں پر شہرہ گئے حق و باطل
کی نیز نری ایسی باتوں میں جو قدیم سے اصول میں داخل تھیں بلکہ دین اور
سوائے اور نہوں میں فرق ایسے ہی باتوں سے سمجھا جاتا تھا آج کل کے لوگوں کو
شہرہ نے گالہ اولیٰ صبح کو خلط اور غلط کو صبح سمجھ گئے صدق رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقل العلم ویکثر الجہل یعنی علم کم ہوا جگہ اور جہل
ہو جاتا تھا شعر استبدادی شدہ مجروح بریرا ہن طوق دین ہر دور
خری نیم اہل عقل کو کوئی نہیں پوچھا ہے عقلوں اور جاہلون کی بن آتی ہے

پیشوا اور عقیدت بی بی اور دین و ایمان میں ایک نور پر کار و یا غرض بی بی ملا تو یہی کہ
 اللہ نے علم اور ہدایت اور کوئی سیادہ بنا دیا اس قلم میں مولانا دم علی الرحمن کا شعر یاد
 آتا ہے شعر انشی گزائے است این دو چہیت جلالت کثرت روان مرد چہیت
 مقدم من سور و العنقی من بقرتہ و وجدک عاقلًا فاغنی کوفاعی
 غنای دنیوی مراد ہے کہ کوئی حال عربی زبان میں غفلت کو کہتے ہیں اسی خداوند
 کرم احسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چند اشعار اور قائل ہے کہ تو ایک ایسی نظر میں محتاج تھا
 سو بخور و نور کچھ نہ تھا برات میں سے ایک جہ تیری پاس نہ پہنچا تھا کہ تو تیرا پاس
 تیری داوی کے سامنے مر گیا تھا سو ہی تجل پر احسان کیا تیرا نکاح ایک مالدار عورت
 اسی حق و خدیج الکبریٰ کے کر دیا جو سوجان سے تجھ پر عاشق ہی اور مال تو مال جان
 فدا کر لیا تھا ہی بعد ازاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو رسا قریش میں
 متول ہی تیرا جان بنا دیا غرض اس آیت میں خداوند دنیوی مراد ہے جسکو
 میں مال و دولت کہتے ہیں اور اود لوگوں کو نہیں پہنچا پایا یا جاوے میں نفسا کثر
 سو اگر اسی خدا کے بہرہ ور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا محتاج نہیں سمجھتی تو منکلوں میں تو
 ایسے میوں نکلیں گے کہ نہ کہ جب نہ رنگ گدوان گذرے وہاں دولت منکلوں نہرو کا ملی
 کثر لوگوں کی کہہ رہی ہے سو اگر یہی استدلال ہے تو ہم جانتے ہیں مگر نہ کو

اگر منکلوں کو کسی نسبت بہ بنیال تمام ہو گا کہ وہ خدا کے محتاج نہیں اور وہ لوگ ہی ایسے ہیں
 جیسے جن کو یہ تعجب نہیں کہ خدا کے محتاج نہیں کیونکہ وہ کمالی لوگوں کی عقائد اکثر اسی عقیدہ
 ہرگز ہیں ان اللہ وان الیہ راجعون و منکلوں اور پورے مٹی ہی انفر
 تین تباہی رافضی اور ایک باوشتی نظراتی میں اور یوں خیال میں آتا تھا کہ الہی
 اور ہزاروں بہرہ بالکدہ قیامت کو قیروں کی جماعت میں کٹر اسوگادوں کو ہم
 لوگ انکو دیکھ دیکھنا پر یہ اصلاح تازہ جو مٹی کے دین محمدی میں دی ہے پہلی تھی
 پیچھے ہو رہی ہے اصلاح پر دیکھی لوگوں نے فسادت کی ہی یہ فریضہ ہے وائے
 آج کل کے محققوں کو روز بروز اصلاح تازہ کے درپہن شاید یہ بات باہم
 فرق پر وضاحت بخور و فتہا ہی نصاریٰ جو آج کل یہاں حاکم ہیں اختیار کی ہو
 کیونکہ انہوں نے چند صدی ہوئی کہ باہم جمع ہو کر اور شور و گردن میں اصلاح کر
 اور قدیم فرقہ جسکو روہن کا تسلط کہتے ہیں جدا ہو گئی محمدی میں یہ بات ظاہر ہے
 کہ دنیا کے باندی غلاموں کی غلامی میں جیسے بندہ خود خدا کی غلامی ہے دنیا کی باندی
 غلام اور میان میں فقط انہی فرقہ کے کشادہ میان نے اسکو جو مولے لیا تھا
 سیاقون میں بہار وہ برابر میں یہ بی بی آدم وہ بی بی آدم کہا ہے جیسے گئے
 موتے وغیرہ کا وہ بی محتاج یہ بی یہاں یہ غلام میان کی برابر نہیں ہو سکتا

ظاہر از باطن ظاہر انوار سوچے کہ غلام کا مال حکم قیمت میلانی کمال ہوگا
 جیسے جسے زمین اور سیکنڈ رخت اور باطن اس وجہ سے غلام ناواقفیکہ آزاد ہو
 غلام کا غلام ہے سو بڑی تعجب کی بات ہے کہ خدا میں اور بندہ میں باوجود
 کوئی نسبت نہیں بہر بات نہو سبائی باندی غلام تو میاکی ظاہر اور باطن اٹھا
 میں خدا کے باندی غلام اس کے محتاج نہ رہیں حالانکہ خود خداوند کریم سورہ
 اور سورہ محمد میں سبکی نسبت فرمایا کہ تم میری محتاج ہو اور موافق قیاس مذکور
 بہر بات ظاہر ہے کہ جسے غلام کے پاس جو کچھ وہ میان ہی کا ہی اور اس میں
 تصرف اور اسکی اجازت کے متعین غرض ہر دم اور اسکی محتاج ہے بندو کی
 پاس ہی جو کچھ ہے وہ خدا ہی کا ہے بے اسکی اجازت کے اس میں تصرف کرنا
 روانہ نہیں اور اس وجہ سے ہر دم اور اسکی محتاج بن جنانچہ تمام احکامات
 خا مکر اور ن حکموں سے جو خاص رسول الصلعم کے نسبت آئے ہیں صاف ظاہر
 کہ بطرح حکم ہوتا ہے وہی کہ سکتے ہیں بلکہ طرف سے کہ اختیار نہیں ہمدا خود
 خداوند کریم فرماتا ہے واللہ ما فی السموات والارض جس صاف ظاہر
 کہ ہم ملائکہ اور نبی آدم اور جو کچھ انکی پاس خدا کی ملک اس صورت میں
 بجز اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ جو کچھ کہیں پاس ہونہو کی طرف مستعار لیا جا

ہر جہت خوار و اوجسی زمینیں دینے والے کو اختیار ہوتا ہے جب چاہے جسے
 اور شیر ہر دم اور اسکی محتاج ہے خدا کو بدو والی اختیار ہوگا چنانچہ قدیمی مذہب
 ہی ہے اور یہ کہ خود خداوند کریم فرماتا ہے قوہ الملائکۃ قشاً و متزع الملائکۃ
 عن قشاً اس سے صاف ظاہر ہے کہ جس نے اختیار علی العزم خداوند کریم کو
 معلوم ہوتا ہے بلکہ خاص رسول الصلعم کو فرماتے ہیں ولان شئت لذنہین
 بالذی اوحینا الیک قسم (احتجذ لک شب علینا وکیلا شہر ہو
 سورہ بنی اسرائیل میں دیکھ لیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول الصلعم کی کمالات کو
 خداوند کریم جسے کہے کہ نوکر حب قرآن کو جو صفات خداوندی میں سے ہے اور اسکی
 برابر کوئی نعمت اس عالم میں نازل نہیں ہوتی چنانچہ آیات اور سب کمال تو اس کے سبب میر
 آئے ہے کہ نوکر کو حقے کمالات دینی میں داخل دیتے ہیں اور اسی سبب مادی لوگوں
 ہی انکا نام ہے چنانچہ دلائل الغیبات میں مرقوم ہیں اور بلکہ ہدایت ہی کلام اللہ
 را معشوق ہونا رسول الصلعم کا سورہ مسلم لیکن کلام اللہ کو کہتے تو نامی اور اسکا
 منکر اور جہد حسنین اور اولاد کی وہ کوئی جی میں خداوند کریم محبوب ہم و یحبو
 فرماتا ہے خدا کے محبوب میں اور اس کے معشوق فرق ہوگا تو زیادتی کی ہی کامیوگا
 رسول الصلعم سے زیادہ محبت اور آپ شری محبوب ہوگی اور یہ گولان باتیں

۱۳۶
کہ جو کہ علت نہیں کہنے کی ہی وجہ سے تو خداوند کریم کو ان کو کوئی نفع کمالات کے
چیفہ لینے کی ہی طاقت نہ ہوگی خصوصاً جب یہ خیال کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان جب
لوگوں سے تپڑا دے گا میں کیونکہ آپ کی تجویز ہی انہیں اوصاف کی باعث
ہو جس صورت یا باعث احسان یا بوجہ قربت نہیں صورت کی وجہ سے محبت ہو
وہر توبہ حدیث معروفہ **إِنَّ اللَّهَ يَنْظُرُ إِلَى صَوْرَتِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ** جبکہ یہ مطلب
کہ خدا تمہاری مخلوق اور صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہاری حیثیت اور دلوں کو دیکھتا ہے
سویت اور دل کی خوبی ہے کہ دل میں بہادری اوصاف ہوں اور پیری اوصاف باعث
اعمال ہوتے ہوں اور باعث اعمال ہی کو سویت کہتی ہیں اور احسان یعنی شہور ہونے کی
وجہ ظاہر ہے کیونکہ خدا سب پر احسان کرتا ہے خدا پر کوئی نہیں کرنا اور کلام اللہ اور
حدیث اس مضمون پر ہوتی ہیں تمت بالخیر فقط **بِإِذْنِ اللَّهِ**
اور اب غنایت سلامت اسلام علیکم وعلیٰ علیکم غنایت نامہ اور دیم ایک
سامی برسر کمر حال بن اول شہنشاہ خود کردہ گوشہ عافیت کو کوچہ سلامت ستم
در جو خود فیات کہ با غنیت ہا میں باشد لب نمی جنبانم و دست بطنی بریم
اگر کا ہی باصر احباب غنایت فرمانا یہ سستہ آمدہ ام و این سلسلہ را جنبانید کہ
مصدقہ لغتہ با از طرف مستندہ ام انون لغز مانند کمال خود جواب دلات سامی انجا

آتش شوق من فہم نصیب اعاشد انصاف اگر کون نہ و نہ باز امید و ادو انصاف و از کہ
داریم تا کمون غلام محزون دل بغلہ سپاریم میں کہ زبان بدیا کشیم و ظلم اقلیدان
نہیم کہ چون این غنایت اولین غنایت است اگر جو ایسا جواب ہم این ہمہ کمال ادو تہا
باشد تا جابر بعد ضرورت پیشکش نہ نماہیم سکہ رفع بدین و جہر آئین نہ چندان ہمہ باشد
کہ بندار ان بہ روی ریا فائق واضطراب و تحقیق آن مبادیہ تر و قشبان و اجبے
فرض نیست حدیث یا تہی موسم ایجاب و افراف شہیدہ ایم اری قرارت فاضلہ
اگر موجب پریشانیہ و دلا و گان راہ صفا باشد البتہ می ستر و نظیرین و پیرین ستر
انچہ نوشتہ ہے می نویسم تو خدا کا ذکر و تہذیب و تہذیب گویند یا کسانیکو آہستہ آہستہ
درین قدر موافق کہ فقط دریک رکعت کیا فاتحہ بخواند و در ہر رکعت میانہ بخواند
فروض نہ زیادہ از یکبار در یک رکعت است و نہ کم از ان کہ در ہر رکعت خواند و در
یک رکعت اندہ صورت صلوٰۃ کہ لا صلوة الا بحفظ لفظہ الکتاب و غیر
احادیث اشارہ بآن فرمودہ اند باعتبار امتداد زمانی میں یک رکعت باشد و نہ
میانست کہ در نماز یا بیچانہ و غیرہ صاف قرارت فاتحہ کیا رکافی می شد و میدان کہ از
زمان نبوت گرفته تا بن زمانہ پر آشوب ہمیں ازین حدیث ابغنی نفہیدہ مگر آنکہ
مجتہدان ابن زمانہ باین کلمہ رسد یا بلحاظی کہ خدا خدا را شد و نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

آن بود که در نماز قیام با دو اعضا صلیب هم بر است آنست که هر رکعت نمازی است جداگانه
این نیست که توافق از آن ظاهر برستان مجله و رکعت صبح و چهار رکعت ظهر و عصر و غشا
و سه رکعت مغرب و وتر را یک نماز قیام محسوب و هر قدر در سجده و رکعت و سوره و غیره جداگانه
با اعتبار از زمانی برین تقریر مقدار رکعت و رکعت کفر مشروطه لازم است و تفویض
نوبت از یک رکعت گذشته و صلو هم جای خود است بین طور باعتبار مصلیان
چنانکه نماز یک نفر و نماز واحد است و نماز چند نفر و نماز جماعت هم نماز واحد
چنانکه بظاهر می نماید نمازهای متعدد نیست همین است که از اجتماع نماز هر شخص می شود
مقتدیان را در ارکان نماز اجازت تقدیم و تاخیر نیست و هرگاه که مقتدیان را که مقتدیان را که مقتدیان
بطعامی می نمایند اجتماع بقدر دوم نمازهای متعدد بودی همچون منفرد و پنج عدد نماز هر کس
عبادت عجمی بود و فساد یکی فساد دیگر لازم نمی آید و ادا ارکان هر کس بطور خود
مختار بودی یا بنده ای دیگران نمی شود هر کس را شده جداگانه می بایست تقدیم اعتبار
اول ظاهر برستان نماز صبح و ظهر و غیره را یک نماز قیامند و حقیقت نمازهای متعدده را یک
بیک گروه کشیده اند و باعتبار زمانی ظاهر برستان نماز جماعت نمازهای متعدده دانند
و حقیقت نمازی است واحد که هر کس را باین سواکاری است مثال اگر یک را است یا غیر
اشتراک نمی و احوال بین شرکاء چند اصعب و گاه و غیره حیوانات را چنین میگویند و غیره

که اسب و گاو و غیره اگر در میان یکی شرک باشد جملتان مجبوره این توان گفت که در ارکان
است و یا از آن این اسب و گاو و شرک اگر بر دو از آن مجرب و اگر در اطراف و اقصا
نقصان پیدا بدو در حد آن نقصان پیدا بدو بقدر یکی نقصان نمودن کرد و هر یک
نماز جماعت را باید قیامند که شاید غلطی بدل که آید و پس ازین تفهیم هم اجاده حق او را
ربایدان نیست که اگر همین عده است این چه فرق است که انتقاض نماز امام موجب
انتقاض نماز مقتدیان شد فساد نماز مقتدیان چرا باعث فساد نماز امام نمی شود
مقتدیان تابع امام شدند امام را تابع و در باره ادا ارکان جملان نشدند و امام
مقتدیان را که باعث کرد و مقتدیان متعکس چون نشد اگر وحدت نماز سرایه این که امام
بودی بایست که امام و مقتدیان بجز شرکاء اسب و گاو و در باره احکام برابر می شدند
لذا فرق نمایان نوشتن و احباب آمدن شفیق من این مثال که عرض شد فقط بعضی
تفهیم شرکاء جنیه و احدی نمایان شرکاء متعدد بود و غیر هم این نبود که هرگاه شرکاء
باشد بین قاعده باشد مثال عام فهمیم این تفهیم بایست اکنون این فرق را که
نیز من باید نشانید اشتراک بدو گونه باشد یکی اشتراک در ذات اعیان یا صفه
موجودات مستعمل اسب و گاو که وجود آن تابع وجود دیگران نباشد اشتراک
در قسم اشتباه بطوری باشد که ازین مثال بر آید دوم اشتراک در اوصاف

اعنی در مجموعیات ایک وجود مصادیق آنها بالاستقلال نبود بطلان باشد و چون
و تحقق خود محتاج دیگران بهشت مثل سیاهی و سفیدی و نور و ظلمت نمی باشد که سوادی
وجود خود و بیاصل و تحقق خود و همین سان نور و ظلمت محتاج وجود ابیض و اسود
و نور و منظم اندوین قسم است یا اشتراک شرکان یکی دیگر باشد اعنی هر یک در
شرکان و هم سسان در کنار باشد بلکه یکی تابع بود و دیگر متبوع آفتاب و نورش را بنگر
این طرف زمین و نور را در این اگر نظر غایب است اینک نظر کرده ام و افصح است بقدر
نور و اعداد است و منو متحد و یک طرف زمین است و طرف دیگر آفتاب و اگر در بودن
آفتاب یک طرف مانی نال باشد اینقدر انکار نتوان کرد که مجموع شعاعها آفتاب است
عرض یک سطح نورانی است که یک اعتبار و زمین دارد و یک اعتبار رخ بان مجموع
اگر فرق است بین است که آن مجموع متبوع است و زمین تابع اعنی اگر مجموع شعاعها
ذکره بازین دست ذکر دارد این نور هم بازین رطبی معلوم دارد و نه همه آن
مجموعه و در چنانکه اینجا این نور نیست مجموع شعاع راصف حقیقی و ذاتی نخوا
و نسبت زمین مجازی و عرضی پس نور نماز را بنابر کیفیت المسمی دارد که نور
بامجموعه شعاع و با مقتدیان از باطنی دارد که نور مذکور بازین چنانکه کسوف آفتاب
موجب تیرگی همه جیات از ارض و سما میگردد و بطلان و فساد نماز امام است

بطلان نماز مقتدیان شود چنانکه طلوع آفتاب و وصول آن مجموع اول باید اسلم
زمین نباید تقدم نور زمین از طلوع آفتاب بکن نیست همین سلسله ای امام ارکان نماز
اول مردی است تا نور آن نماز در زمین ارکان مقتدیان نباید تقدیم مقتدیان بکار خود
باشد چنانکه امر اتحاد و نور قطعات زمین را می باید که با هم چون مجموعاً بعد پس از نورش
آفتاب نور مقتدر نیست چنانچه مقتدیان را باید که بر انکسای مضمون نماز ارکان خود مقابل
ارکان امام را دید پس از آنکه امام کار خود کرده وقت استغناء مذکور بکن باشد چنانکه با
آفتاب نقاب بر نور زمین افکند و سایان زمین خاص برقع رخ آفتاب را لمتاب
توان افکند با قطعات دیگر هم از نور آفتاب بیرون آید و مقتدی هم را امام هم را سائر نور
و ستره مقتدی بخزان دیگران را سائر توان شد با جمیع اشتراک در نماز چنانچه هر یک
مجموعه شعاعها و روی زمین و نور است و چون نباشد نماز هر یکی از اوصاف است
از ذوات اعیان نیست اشتراک اسب و گا و اقیاس نتوان کرد پیدا است که
اشتراک در وصف واحد بخزان کفنی که شنیدنی بطوری ممکن نیست این نتوان شد
که وصف واحد باشد و مصروفات با و متعدد باز هر یک با و متقل باشد که دیگران
ستفنی یکی یکی را اگر استغناء است استقلال است و دیگران در آن وصف محتاج و اتبعل
او باشند تا آنکه نظر بر کسب معقول انداخته اند بلکه ذهن سلیم بدست آورده اند و این

معاذ الله شرح و بسط که عرض کرده ام فهمید اکنون بسیار شنید که چون مراجعات
یکشنبه را بعد از نماز آخرت و اوصاف یشتی در آن هم امام را اصل و مقتدیان را
و بدی حکم که هسلو الا جلاله الکتاب اگر لازم است فائحه خبره الملام
نمبر فرود از غزایان و در این وحدت مشا را بیا که اگر کسی ازین گفتیم بجز کفرمان
باستعصان توان کرد خیال باطل باشد اکنون با حیا فائحه خبره مقتدیان و فقهی شاید که این
وحدت را سبیل بگفت کرد اند و قعد و صلوة را با ثبات رسانند یا اگر اعتراف بان کنند
که از خواندن کی نماز فائحه و عبارات ضروریات نماز بنده و دیگران هم لازم آید مگر اگر این
لزوم است وقت تحریر همه عالمیان را طوعا و کرها قرات فائحه و غیره ضرور افتد چه
درین باره همه عالم یک مرتبه افتاد اند تخصیص و پانزده خوان که پس از استماع آن
دقیقه شناسی امام امام الم اعظم کوفی رحمه الله علیه باید دید که چه حد و پایان صحیح است
و کوته نمی طاعتان زمانه را باید ببیند که کدام مرتبه اس کشیده است چون از بقدر فراغت
دست داد و دیگر باید ببیند امام امام و حق خود و امام قنوی انصاف نماز که کثرت
داد اند و مقتدیان ازین حکم یکس نهاده اند لکن مخالفین سخن گفته و مقتدیان
را هم درین سبک نشسته خبره امام نهاده است باقی زیاده ازین چه گویم که امثال
ما و شما تعلیق مخصوص و راست این انداز لایق بیچو المان بین زید بن کثیر و غیره

درباره قتل فضل گنبد و شکسته اعراض توان کرد چنان اقبال او شان ما و شما را
همین طور شیوه ترک تعلیق را اگر با قبول است و خود اعراض نیست اما قرآن و امثال ما را
همین تعلیق و در است نذب لایق بی اختیار نباید بود فقط تقدیر
در توفیق کل مکر النور **بسم الله الرحمن الرحیم** و در شانه بالکبر
کبرین خلایق بگنجا کار مسامحه و غم غم العزله بسامی خدمت عزیزم مولوی محمد حسن
جعل الله فخره و عظمتا سلام سنون اول پیش کرده اند از شریک نایک عالم سینه قرین افضل
الهی است آری ها و تذکره لال بگیر باشند این معافیت الغریب است بنده کبرین الغریب و غیره
مولوی محمد حسن را مثل چشم و چراغ خود میدیدیم و همچو دست و پای خود می بینیدیم
نمی پنداشتیم که روز معافیت هم رسیدنی است او شان خوشد و عزیزم مولوی محمد حسن
پس از چندی میروند باز بان بن و کوششهای این دین شما که فیض الغریب رسید
آن پنج بنیانی بر سر آمد و ملازمانه شبر لودم عالم مجبور است اگر است عارض حال
اقارب الغریب نه بودی و دلم نمی خواست که الغریب را جدا کنم از پنج بنا چای پیش آید
سے آید بجز ضربه چاره نیست هر چند و درم که اگر غایت اجابت است و حضور جواب تیر لول
که ترستادم این نیست که جواب نظام الغریب بر افق چند آن هم باشند نیست که در
خطا اطلاع نامه رسیدن بود امری جوایب و رضا منش ندیدم که بگویش و فقهی اکنون

که انتزاعیاب دریا نم کاغذ و قلم برداشتم برادرش کل شکر النوع آن کلی میباشد که
 حصه از آن کلی آن کلی را عارض شود و شش هجده مفرد کلی است بیضیهوم کلی نیز کلی است
 بر نوع جنس و فصل و عرض علم و خاصه میباشیم متعدد صادق می آید جمله کل شکر النوع
 عدد را شمارند چه اعداد و چه اشرف و مات بر نفسهای خود نیز بعض اوقات صادق می آید
 اگر اشرف را ده گرفت که بداند اوقاف عشرت اشرف را عارض خواهد شد و همچنین باید کرد
 مگر در حقیقت عروض الشی نفسه بر علم احتیاج است عروض نسبتی است و نسبتی که باشد
 مستند میباشیم این است که بذات خود متغایر باشند ازین جهت این امر در انضمام است
 هرگز صورت نگیرد و اگر در انتزاعیات که کلیه و غیره نیز از آن انتزاعیهان نماید و عرض
 عارض شود اما در حقیقت عروض الشی نفسه نمی باشد اگر چه باشد انطباق شی واحد در
 مرایا کنیه و میباشد که هر گاه عروض معنای نمی آید و کلیه و میان کلی و افراد و نسبتی
 امری قائم بذات کلی نیست در نسبت با فوق نیز کلی بود و میدانی که نسبتی امری
 متغایر هومین میباشد چنانچه هومین نسبت به هومین نسبت هومین هومین هومین
 نیکو و البته هومین آینه شده آن میباشد یا گوی شش انتزاع آن میشوند مطلب
 بهر حال واحد است با هومین چنانچه امری شطیح عارض میشود و کلیه نیز طریق ادا آن
 میباشد چنانچه برای المعین دیده باشی در صورتی متغایر آینه و میبایست آن میباشد

همچنین هومین آینه شده انتزاع امور انتزاعیه میباشند و حقیقت از دیگر
 مبانی و متغایر میباشد اکنون معلوم باد که مفهوم کلی اگر نسبت صادق و افراد خود کلی
 از مقدار عرض قطع که نفس بقیام الشی یا یوقوع الشی علی الشی است از مزی آید چه
 امور انتزاعیه را چنانکه دانی وجود مستقل در خارج نمی باشد اگر چه باشد در زمین میباشد
 پس در زمین اگر چیزی مستقل بالذات است انتزاعا در حکوم علیه یا حکوم به توانست
 و آینه شده بدست میباشند انتزاع صفاتی انتزاعیه توان نمود اندین صورت اگر
 لازم خواهد آمد باید که لازم خواهد آمد که یک فردی از کلی یا چیزی دیگر چنانچه آینه شده
 و شش انتزاع فرد و اگر باشد این چنان است که گوی یک آینه و آینه دیگر گاهی دیده شود
 و از جدا نیست باینکه در خارج این عروض الشی نفسه از چه باین کلیات انتزاعیه باشد
 صورت نمی بندد چه در خارج اگر انتزاعیات را وجود است آن وجودی است ضعیف که
 بتوان انضمام یا دیگر امور مستقل توان خواند وجود مستقلی در خارج انتزاعیات را
 نیست که وجودی دیگر از آن را بدینا بجز و بنگ خود چه رسد باقیه نسبت شش
 با کلیه را از اتم قسب کلی شکر النوع باید بداند نسبت هومین را نسبت عدویه اگر تنها
 شود نسبت موهومی باشد و چون آن نسبت را بهمان نسبت مضاف کنند نسبت
 شش با کلیه بر میگردد و باز اگر آن نسبت را بسوی مضاف اول مضاف کنند آن نسبت

توابع آن باشد اگر وصف مفعولی و انفعالی است نه فاعلی است نه دوام و انشراح و انقباض
و بالذات و بالعرض همانسان باشد که در اول بود و پس است از حرکت مغیر یا با آنکه
حق او اول و بالذات است لازم و فاعلی و موصوف قدیم گویند حرکت فاعلی و موصوف
مفعولی است و اینجا است که شل و در موصوفات مفعولی در انشراح و انقباض فاعلی می تواند کرد
همین چنانکه دیگر افعال لازم و موصوفات مفعولی باشند پس این طرز حرکت لازم است و موصوف
حرکت استعدی است اکنون می آید شنید که بعضی مغیر و مفعولی فی الصدوق را اگر این
اعتبار را کنج گویند که در اصل موصوف سابق خود را از صدوق باقی می ماند موصوف است و باقی
اعتبار توان گفت و اقول که مکان بعضی برهان نیست است که بود تغییر با و را و نیافتد
مغیر و اقباب نیز اعتباری نیست و اق خود همانسان است که پیشتر از آن بود و اگر این
کیفیت از طرف اقباب یا چیزی دیگر عارض هاشم گردد یا بعضی مغیر را نیز بکینیه نازد عارض
بالمیقن و در معبود از یک اندازه کند و دیگر ممکن نبود باز اختیار است از حرکت گویند یا
سکون لیکن اگر کیفیت عارض بر جالسمی به جلوس است کیفیت عارض بر زمین نیز می
بر موب است اکنون اگر کسی اقباب را گوید که موصوف بان معنیست که عارض
بر زمین است از مایه معدله اختیار است بگوشتش با وجه پذیرند و آخر موصوف
انتخاب الناس دفع و دخل کرده ایم بعد ضرورت یک جمله از آن موصوف است آن است

باینجه بر موصوف اقباب کا و اقین و حجاب هم که موصوف بالذات بود که اقباب
و آخرین عبارت را نور بنگرند تا در بصورت اقباب را و اسطی الفزین گویند موصوف
مستطید را که لایق برین شده اند و اسطی الفزین نامیم بر این باند که در سخن ما فزین از
کدام طرف را خواهد یافت زیاده ازین نوشتن فصول می نیم اغفر بفضله تعالی عام
کمال اند با اینجه که رطل کرده بهشم کمر را اند که با شاد و اغفر بکلیه تنبیه دیگران هم
اگر بر خطی خود مطلع خواهیم شد تا بنوعی همین دارم که انشا الله اعرفان خواهیم کرد و اگر
فهمید که شاد است لیکن این فهم را سر و کار به طلب باشد اگر با فزین و و اسطی الفزین
و رطل کرده باشم تا هم طلبیم اخطا گفتن خطا است چه ضرر نیست که سلسله موصوفات
بالعرض بر موصوف بالذات اختتام باید و نقد بیان نقد خطی می توان کرد و حاصل
این امر اضر این وقت است که وقت انصاف معروض موصوف بالذات را و اسطی
فی العوض گفتن خطا است و میدانست که این منزله لغوی باشد نه فلسفی معنوی تا اهل
فهم را بخیر اثر انگشت نبهان باشد و انقشاش افکار را از افکار پرستانه است نه نقب
معانی سخنان باقی در بار حقیقت زمانه بود چه وقت فرصت بحثی جدا که نه فزین تر
با اینجه و حجابات انفسارات مولوی محمد حسینا بقدر ضرورت نوشته ام بعد از آن
که اغفر را همان قدر بر مضامین باقیه اگر باقیانده بهمشند را خواهد بود و کمال است

tooba-aa-elibrary.blogspot.com

این چند بطور قمر زده ام پس از اخطا فطین نادر یا نقل این نام خدمت مولوی احمد علی صاحب
 خیرباد بفرستاد و فقط تین تین قمر در این مکتب بنویسند و از این مکتب بفرستند و از این مکتب بفرستند
 ناکاره بر ایشان خاطر خود را معلوم نمون و میسازد مقبول باد و عزیزین عباد و زبان عرب
 ابرسیاده را گویند بزعم احمق و حدیث کائنات فی عباد اشاره بوجود مبسوط است که معلوم
 اول است و از این مصادرات اقدام و از رب در این کائنات اشاره به تجلی است که در
 اوست و از این تجلیات انظم و مستط اشارت دعوت انبیا که ارام هاست و الدیاعلم
 چه ذات بخت من چیست هوسمی یا ستمی است مضاعف الیه یا مضاعف اضافتی چه این
 مغیبات طارعه و ناگزیر است از هر قسم که باشد و آنچنانم دوی هم مغفود و بی اطلاق
 رب یا انصاف فی عباد چگونه راست آید اری اگر تجلی اعظم را رب گویند و خود مبسوط
 را عباد و از حقیقت نباشد و الدیاعلم بحقیقت الحال صوره این تفرات این باشد که
 ذات بخت را عباد قیود و تعینات و تخصصات برون است و در الواد بطورین
 لا تعیند و لا تثنای از خواص اولیای ذات باشد و چون لا تثنای را با مستداده
 کویت تثنایی و تثنایی است چه بر طرف کردی تثنایی است لا بر طرف تجلی اطلاق
 و وسط و انهم بطور مجرید و مکرر است آید مگر چون اثبت شد نسبتی فاین لازم است
 اگر نسبت تباین باشد و نسبت لا توجیه اطلاق بسوی دیگر مگر در اطلاق در اوجی باشد

وسط لازم آید و از اینجا که صورت استاده و کویت مسلم شد به توجیهات را گذر
 مرکز ذات باشد و از اینجا که این افعاله و اوجیهات غیر تثناییه و نسبت غیر تثناییه
 اطراف غیر تثناییه از دیگر نقطه مستند آمد شعاعانی که نقطه وسط را میسر است به نقطه
 را میسر نباید بلکه نقاط باقیمه یک توجیه یک نسبت منتهی شده اند بطورین
 اجتماع نسب و توجیهات مذکوره تجلی اول پیدا آید پس ازین چون حرکات توجیه
 و نسبت را هنوز بحال نفوذ از مرکز بطرف ثانی باقی است اینجا این طرف آمده
 هر طرف ثانی رفت و اینجا از طرف ثانی آمده بود و با این طرف آمدند به صورت
 تجلی مرکزی همچو شعاع فقیله باشد و نسب و توجیهات بمقابلش همچو نورانی شعاع باشد
 که از هر طرف او محیط است و با اینهمه گمان شعاع از هر متنازع الغرض وجود مبسوط
 صادر اول و از مرکز ذات اول است و این تجلی اعظم تجلیات است و اقدام و اقامت
 انها یک یک چنانکه مرکز بصورت محیط باشد و همین است که اگر اندرون دایره دواتر
 صناعت توانی انها ساخت بسوی مرکز فرو آیند انجام کار فیت بر مرکز رسد و یک
 دایره صغیره چنان مرسوم شود که در جوف او سوار مرکز دیگر نباشد اگر تجلی مرکز
 را بشکل اصل ذات گویند بجای است و میدانی که در تجلی همین اتسام صورت شد
 و در اکثر انطبایح وحدت منطوق از دست نرو و لیکن چون وجود مبسوط

toobaa-e-library.blogspot.com

و اقرب از ذات بحت از دیگر عنوانان نیز بجهت بالغ و از دیگر عنوانات و دردم کور
 قریب تر بذات بحت باشد یا نه چه بود منبسط اگر چه در مرتبه فروتر از مرتزعات است لیکن
 نام موجود است و میباید که اطلاق وجود از اطلاق بر مطلقا بالاتر است بلکه اگر حقیقتی است
 بین اطلاق حقیقه است و غیر موجود حقیقه بالاتر از این مفهوم نیست اگر هست و آنی است که با
 مفهومات هم سر و کاری ندارد و دیگر مفهومات تصدیق اگر به نسبت یکی بالاتر و از خود بی نسبت
 از اطلاق توان خواند بجهت دیگری فروتر اند و از خود جلیق اطلاق مقید اند و مطلق پس
 اگر به حقیقت مقیده نونی مقید از الوان باشد با جرم هر این تجلی بر یکی توجیه کنند مگر چنانکه
 در دم اول که نیز خلقت و عدم انکشاف هیچ نباشد و دیگری هم همین باشد نظیر این اگر
 اطلاق محاور بر وجود منبسط کنند چنانچه باشد پس این اگر احوال معنی غالی گیرند چنانچه و چنانچه
 لثرو باین مجعاه معنی ظاهر است و اگر انجام تدبر را که در این خیال احقران است که
 این مفهوم را بر حسب انفرادی که صفت قدیر است و از زمان و دگاه و ندگان ناپاک است
 بجمع یافته اند و از آنکه کاش بین تحریک و حرکت است جنبش اراده و مولا با و است
 و سید فی که این مضمون را با هوای خارجی چه قدر تجاوز است اگر فرق است همان فرق
 روح و جسد و مغلطه معنی او است و صورت و معنی نباید بین است که نموده اند و غیره بهر

۱۹۴
 حب یک جوی است و باین جرات با علم و حب هم آید این است که انکار نتوان کرد و
 اتصال و عدم حیل و تحقیق و کبریا بین نیز از ان قسم است که در ازان عنوان یافت
 پیدا است که کار علم عین تیز و انکشاف است که اول از هر وقت تحقق عملی اول و اعتبار
 او از هر چه تحقق گشت پس اگر آن مزید را نصیب هم باین اعتبار کنید بجا است این وقت
 این ارشاد و حشرات صوفیه که از ان علم جمیع کتب اهل قیاس علمی است هم با است
 خواهد آمد و ارتباط اهل قیاس نیز می پدید خواهد شد و در حدیث معتبر و گفته شد که از اهل سبق
 نشسته اند و وقت از دست می افتاد و می شد که می گویند که با سخاوت این می کنند و صحبت و عدم صحبت
 این قسم مضایق بر این چنین اقسام را نصیب می باشد اول کلمه نباید که و با اینجه اگر فرض کنیم
 راست همین است بفرموده هر کس فکر کن حیات نباید فرموده سراپا عینیت منشی حمید الدین
 سلمه الله سراپا گنده خود قاسم پس از سلام خون می گدازد و می باشد باز از حالت می نمود
 است و اگر فرض کنش باشد شیطان و حیوانات ناپاک بوسه خود بر آرد و حکم غیر با صلوات
 که در حالت غلبه می گیرند و در حالت مغفرت نصف و نیاید فقر اصدقه و بیخانی و آیات
 مشکوٰۃ فی شرحین از دولات دارند عن ابن عباس قال قال رسول الله
 صلعم اذا وقع الرجل باهل و هم ائمن فقلبت صدق بنصف و بنا
 رواه الترمذی و ابوداود و دوسای و الدارمی و ابن ماجه و عنه

پیدا کرد شب کریمت بستر خدمت بر خیزم بانو که در گذر شد صیام و قیام
و رمضان فرض و موکد و غنیمت و تاکید و اطلبه ای می سنود اجتماع و استقامت بدین مناسب
دارد تا حال طبع از صافی معلوم گردد و حدیث کنه اش از تن آسانی تا خود معلوم قیام میل
می خواست که موکدا باشد چنان وقت است که روی هفتایت با بندگان می کنند و بتعالی
رحمت بسوی ایشان می آیند یعنی بنا خود را عادت دارد است تا صبح اول نزول می خواند
این وقت بنده محتاج با چندین نیاز که دارد و گنجینه از آن به نیاز مطلق و محلی
در چادر و لحاف پیچیده و پهلوی بستر زند و در خواب است که تشریف کریمت و تقدیر کرمنا
از او برگزیده اند و از نگاه خود برانند و میدانی که پس است حاصل تا که هر رحمت لطیفان
و هنر را بین که با چندین دوامی و موجبات سرگرمی چنان از تن آسانی تا خود پیش
چشمه پر شد و چشمش چون نیست که در اوست این خدمت شد و از انسانیت
که خود مضطرب و گواهی داده اند و میفرمایند خلاقان کفایت مضطرب و شوا را به او
و بنده رحمت خلیل که در آرد هم چنان است با وجود آن قصاص بسوی و احوال و شوا را به او
و قیام در گذر را نیز هر کد است کشیده با ملحد و جریته ها و از تن نفس شب و غیر رمضان
و اجتماع بهر آن در رمضان است که عرض کرده شد و الا علم که محل و تر را باید شنید
که و امشب هم که در نزد باز مجامعت خود استند چون در خواندن و تر هر روز به جماعت

ایهام تسادش بغیر انقضی چنانکه بود اندیشه احتیاط نظر بپایان آمد و با وجود وجوب
ذکره اشاره به تنهایی وقت تا امل انش از توقیعات وجوب و این فرض به لغوی و لغوی
و فرض را از واجب و واجب از فرض جدا شد مستند با قیام تا که نسبت کریمت از چند
محل عبادت شب و روز دارد و تفصیل این احوال نیست که در مجموع بهر احوال است
تقسیم فرموده اند و در فرائض و الواو و از اجاب ربنی الدعوت رایتی است مرفوعه اخی
از حضرت پیغمبر معلوم منقول است که روز جمعه و از ده ساعت است و ساعت اخیر و ساعت
جمعه که مطلقا سجاوت و ساعت می باید طلبید اینست یا قیام این معنوی و رایت و
پیدا است که در خصوصیت جمعه این حدود اتفاق است هر قدر را همین قدر است و باز
شعبه در اصل بار و در هر یک از این مجموع ساعات شب و روز است و چنانچه
باز از این است و چنانچه ساعت اخی ساعت طلوع و ساعت غروب و ساعت
ششم و هفتم تا همین آن هر دو وقت است و استقامت ناقص بر آمدند باقی همان
است ساعت مانند و این طرف توقیف تقسیم برده و از ده اشاره بان فرموده اند
که تا یک ساعت کار مضطرب توان کرد چون ازین هم که گشتند گنجایش کار مضطرب نماند و در
بروز ربنی است و تقسیم کنان فروز تر نیست و پیدا است که در نوع صلو که اگر در
مساجد یک ساعت است همین را میسر آیند و همین را میسازند ازین نظر انش و گنجایش

و در این وقت که در میان این ساعات است که در این ساعات است که در این ساعات است

نفع انکار باشد پس این انکار مذکور که متعلق شد از آن نفوذ موقوف که وقت سر وقت موقوف بود
 اقوی و احقری باطل باشد لیکن از انکار غصب و سرقت از انکار است اگر غرض انکار
 مان باشد که در وقت بود و اعنی اعرف مذکور و بالفعل صورت غصب بر روی کار است
 نظیر بر این حکم غصب به نسبت احکام سرقت و احباب رعایت باشند بلکه واجب است که
 احکام سرقت را رعایت نکنند و نه در برده اعتراف و اقرار اجتماع الضدین لازم
 خواهد آمد باینکه بعد از سرقت با تکلیف از ساحت وجود بر جاست احکامش که بدست
 آن گرد بود و مذکور بودی کار باشد غرض زوال علت موجب ال معلول شد و این
 قاعده نه تنها عقلی است احکام نقل نیز رعایت آن شاید تا اول همین که بحد
 علی زکوة ساقط شود و باز عائد می شود در بلغا و غیره ممالک تا یک پیش از غروب
 شفق طلوع صبح صادق میشود و علم استقوط نماز عشا فتاوا و اند علی بن القیاس
 انقض جنانکه قبل تحقق علت معلول بوجود می آید بعد از انقض آن بعدم میگردد یا نیست
 آنچه در جواب شبه اول بدیم بخدا اکنون جواب شبه ثانی باشند شبهه اول شبهه در انکار
 ضروری است لکن تاثیر شبهه اول شبهه و تا ما نوقت باید که انکار باقی است چون انکار
 از میان بر جاست شبهه دوم که کار باید که بعضی لغو گردد اکنون انکار سابق و
 لاحق معارض شده و فعل الیس با و من ذالک چه مقدم و تاخر زمانه دین

بارة قابل همانیت آخر بر و قول آخر است و هر چه عقل صدق است و کذب چنانکه کذب
 اول و صدق ثانی فخل است چنین عکس آن و قصد تضاد و نسخ را در جاکشیده آوردن
 بیبرده سری است سر و غصب لاجرم با هم تضاد دارند و هر که آخر است همان را موجب
 توان گفت و دیگر احدی نه بر عکس میدانی که در قول اول و آخر تضاد نیست نه افعال مذکور
 نمخل و صفات نه آثار موصوفی متحد اگر با ضابطه تضاد اجتماع ممکن نیست گویا باشد اجرا
 حد و از علم الفلذ نیست نمخل و آثار فخر جسته است که تقدم و تاخر یکی بر دیگری هنوز معلوم نیست
 باینجه انداز حد و پیشهات فخر سلمات و الله اعلم هر چه نوشته ام با اعتماد بر این فخر نوشته ام
 اگر بالفرض سزا و گزین است اینجه که ای نبون بریش خوانند باینجه اگر مستحکم است
 و هر چه نوشته ام فخریش توان شد و جیش است که هیچکدام و پیشان و اسدوم و دو
 در تضاد و محقق قاسم سلام سنون مقدم رسانیده میرساند که قید الفخر بر اسمی علی بن
 صاحب را بدیم و بفصل دیگران سر و گردیدیم بطالع اخر من شیع و روح و تب
 او شان بحث تحمیر و گرفت این فقهه اخین است که فسمی و انهم اغفر و چنین در
 هیچ و تاب آید غرض من است و من بل سولی الفقام مولانا مولانا علی بن روایت او شاد
 خویش اعنی مولانا رشید الدین خا نصاحب رحمانه تعالی و قدس سره را که او شان را
 با شیعان معامله افتاد و مباحثه را داده می فرمودند که نقل شعری از آنست و محبت شما

فنا می بر که مطابق اصل نباشد با تجربه و استقرار و در افتادیم که درین باب با تأیید سید
و تعارضی از سیما حال و نحوه احوال شان پیروی او شان باو شان جوید است
تخلیف را بکار می برند بحدی که لایق و سزاوار تغییر و تبدیل و معالط می اندازند از اجزا
شان درین بحث بزرگ قابل اعتبار نیست و در مقابل ظاهر است که فعل با اصل
مطابق کند و این را ایت نه تمام ایت است یا و ایت نیز درست و گویا میان است و
چون نباشد قومیکه درین او شان تفسیر و تفسیر و علامه اسلام او شان باشد بکار را کنند
چگونه خصوصاً درین افسانه یعنی معاد حضرت عمر و مگر در تعلیقات اهل سنت و معتقد
او شلن کمال ایان حضرت عمر بن عبدالمطلب است از تعلیقات است چگونه تواند شد که
یعنی شایع بخاری این کلمه لوح به اصل طبرستان آرد گیت از اهل سنت که از کلمات
حضرت عمر بن خطاب و بر اخص او شان از اول مطلع نیست آری شیعیان مثل دیگر
خرافات او شان درین قصه اعمی در معاد کتب و احوال متباخر دارند بعضی باین
طرف هم رفته اند که او شان از موقوف القلوب بودند و شاید علامه عربی چنین گفته
فعل مکرر نباشد این قول او شان را در معرض تردید ذکر کرده باشند یا آنکه بطور تنزل بود
کاش از این شیع که در مقابل است نشان باب و کتب در یاد قلمی نوشته اند بطریق
این نشان اول و دجاشی بخاری شریف تجسس کرده می شده و اگر از آن کار بر می آمدند و

مولوی عبدالرحمن صاحب بیخود نوشته می فرستادیم در کتب نامی احمد علی صاحب
نفت اول یعنی پیشتر میوه بود و در گذر گشته بعضی پارامیش باز بر سیده بودند اگر
ان کتاب و ان باب در آن پارامیو و امید که تعلیقات آن باب را از مقام مقصود
فعل کرده می فرستادند مگر اکنون چه تواند کرد که در معنی و در اینجا موجود و او را شش و نوزده
تعلیق مذکور بر آورده شود نه بخاری چنین کتاب که تفسیر بعد از ابط باشد یافته اش
از امیش گرفته مقصود خود و خود را تفسیر خود میداند که امام بخاری رحمه الله علیه
یک حدیث را بکرات و مراتب و ابواب مختلف می آرد و انهم و بعضی ابواب بی نهایت
خفیه که در بادی النظر بر گزیده می شود و بلا قبل از ایراد او شان باین معنی نمیتوان
و مناسبست که او شان شش نمیتوان شد نیز چون اینهم ممکن نیست که قبل اطلاع
نشان دیگر از این باب کرده شود و او شایع طایف اشعار را بکار تواند کرد و باینهمند
اینکه سلسله اعلام معنی اخین نه نوشته باشند اما از مقدار امکان توان کرد که حضرت
عمر و صلح حدیبیه بکار نه فرستاد احادیث صحیح باشد اینان افکار اگر با شایان را بکار
رسالت سید ابی عبد الله علیه السلام افضل الصلوات و التسلیمات نیست باز نیست و
بجمله کتب حضرت عمر و اعمی بقایا این گفت و شنود پر واضح او شان علم این
متشعخ بر استنباط و نحوه حضرت مسلم از بود باز بود و در جایش چند نظر بر

خوش فحی القیر سخن لافاطلی می بینم اما بخیال آنکه گاهی از کلامی در امور عظیمه حیران می ماند تنبیه
 کردن ضرر و افتاد و غیرین بعد از آنکه احوال سابقه و لاحق حضرت عمر را این امر از کلمات
 او نشان معلوم میشود این دو مقدمه معلوم غیر ضروری بود و یکی آنکه جز از نظامات دینی و متنا
 نبوی بسوق بومی نمی بود و نه ارشاد و نه تمیزی از حد معنی داشته بلکه احکام انظامیه که هر
 از انرا بنام بومی تعبیر کرده برای حضرت صلعم منوط بودند و همین احکام حضرت سید
 انام علیه افضل الصلوات و السلام مانع نبوده بودند که بوسه از ملاحظه تقریر فرمادند
 ملحق با حکام دینی میشوند و دیگر آنکه در حکام ربانی شاکر و دیگر گمراهی مانع قیام ریخته
 و بر آیه مخدوم قیام نمیکند باشد - در نظر مخدومان ذوی الاقله که افضل و قرات
 و بیانت و مروت بر وافر داشته باشند چنان مورد اطاعت میشوند که بعضی مواقع
 وقت را دیده مناصبها میکنند و ضرر و زیاده را در کلمات نشان می دهند و این خواجیه محمدر
 خود باشد تا بدین دعا از آیات سوره هود فلما اذهب عن ابراهیم الروح
 وجاءته البشری میگوید که لانا فی قوم لوط و از احادیث هم درین نص
 حدیث با وجود ابراهیم میگوید که علی بن ابی طالب رسول الله است پس از انکه اگر شیعیان
 باشند این حدیث معنی نفاق یا ضعف ایمان حضرت عمر باشند با هم حضرت ابراهیم
 علیه السلام و حضرت علی را بدین تر از ایشان خواهند شد و آخر حضرت عمر کفر را کرده
 نفرز

حضرت ابراهیم علیه السلام و حضرت علی را هیچ کس و نه ضرر و نه محنت ابراهیم علیه السلام را
 که مناعت بلکه مجادله و نشان و خیرخواهی حضرت خداوندی یا بتائیدین الهی هیچ تعلیل ندارد
 و حضرت عمر را اگر دعای مذکور چیزی عرض کردند نظر ملحق عا ربانان حضرت سید را
 صلعم و در همین عرض کردند اگر تم باشد غیر تعلیل الدینی نیست و دنیا برین معنی گواه است
 و حضرت علی را چندین چیز که در این غفلت حضرت رسالت صلعم کردند اما مخالفت
 او کردند حضرت عرضی از عند امیر جاقا و جوش حمیت حضرت نبوی علیه و علی آله
 افضل الصلوات و التسلیمات افتاد مخالفت امری را فرمود و نشان اینها معجزه
 اگر آتشها همین است که حضرت عمر را بیشتر آمده و باین وجه او نشان از ضعیف الا
 بودند سید عالم شیعیان حضرت رسول صلعم السلام را ضعیف الا ایمان بلکه به ایام محض
 کرد باشند و آیه سوره یوسف حتی اذا استبدأس الیسل و فطنوا انهم
 قد کذبوا بقرآن تخفیف ذال که قرآن مشهور و متواتر است مستند است
 باشد شرح بهیما نیست که در بین سوره یوسف می فرماید که یا یاسر من روح الله
 الا القوم الکافرون باطن کذب خداوندی از شک که مراد او شیعه
 است بالاتر است و ایمان را اگر حقیقت یقین صدق خداست خدا و برین
 واقع سوره بقره کوع دوم باره سوم و اذا قال ابراهیم رب انی کیف

toobaraa-elibrary.blogspot.com

تحي الموفق قال اولم تو من قال ولكن مصطفی قلبی ودين امر شیعیان را
 مستند کمال است چه در حضرت خداوندی را بر طبق فهم شیعیان در ایمان حضرت
 ابراهیم مرتبه افتاد و حضرت رسالت بنامی مسلم موافق فهم شیعیان این را بیک تفهیم بود
 مخصوصا بحقیق الشک من ابراهیم او کما قال و ازین جهت تها و شک بودن
 حضرت ابراهیم علیه السلام می بر آید که حضرت سید الانبیاء علیه علی آله افضل الصلوة
 والتسلیم اگر تها و شک حسب فهم شیعیان معلوم میشود و اگر بفرموده حضرت ابراهیم
 علیه السلام ایمان طاعت و اطاعت از خدا قرار میدهند حضرت عمر بن خطاب را در آن
 جوابه روشن نمی شنود باز اگر تعصبی بنی بر روی خود بر خلاف دیانت و امانت
 عرض حضرت عمر را ستافان قرار دهد و با الفارق این معنی و این فعلین امر را نهند
 میگویم که بآیه سوره هود و بگذاشت شیعیان ملاحظه فرمائید و انصاف فرمائید که در مجادله
 چلبی است اگر انصاف باشد با حقین خواهند فرمود که مجادله اگر ستافی هم در گذشتند
 اگر برین یکایه قناعت نباشد بآیه سوره اعراف که مستمن تعاد حضرت موسی است
 علیه السلام احمی آیه افتملکم بما فعل السفهاء هذا ان الله افتمنت
 فضل بها من تشاء و تهدی من تشاء را شیعیان ملاحظه فرمائید
 و اما من مشهور در از خواهد شد و بر زبان کشان دخی انبیاء و رسل هم کسان و غیره

هم خواهد رسید که ازین صورت حضرت عمر و طرقداران او شان را نیز شکایه
 عائد افتد از انبیاء و پیروی سنت او شان شعاعا بل سنت است اگر انبیاء نیز نفوذ
 بالبرین بنده الخرافات تا بدیهه ایمان نرسیده بودند و همین به ایمانی سرانگمال
 او شان بود و ضم الوفاق بمحمد بنی حضرت یونس علیه السلام و سوره انبیاء و باره
 اقرب سناس مرقوم است شیعیان خود ملاحظه فرمائید خود خداوند کریم در حق او
 چه بفرماید و ذالنون اذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر عليه
 فنادی فی الظلمات ان لا اله الا انت سبحانک انی كنت
 من الظالمین لفظا مغاضبا و هم لفظ فظن ان ان نقدر عليه لغو و طالع
 فرمائید باز در جوار رب و ششم حقیر یونس بیچ اشتباهی باقی خواهد ماند و بعد از
 چنانچه کفار و اذن حضرت عمر را اعتراف بتقصیر خشتین است و لانت علی
 انی كنت من الظالمین در اخبار این اعتراف بیشتر ازین است از اشاره به
 فرقی که هست هویدا است باقی کفار و نادان حضرت عمر و قصه نازنده این
 سلوک که سبب بودن انکار و بدیهه را شیر است بنی بران است که انجا می
 خداوندی تا تید رای عمری کرد و موافقت وحی باعث الطینان شد که هر کرم
 حق کردم و هر چه گفتم حق گفتم اما دنیا چون وحی بموافقت نیامد این سناعت

بصفت که صادر اول وجود است و هر چه جز این صدور یافته پس این صدور یافته و جمیع احکام
وجودیه و صفات و کمالات وجودیه از جموده و علم و قدرت و افعال هر چه و منسوب بران
موقوف الوجود نیست زیرا که عالم خوانند قادر و محیی قیاس باید که چون عالم هر یکی
از این است محزن که باشد مرجع اوقی آن جهان وجود مذکور باشد و الا علم و چون حال
صفات واجبیه با وجود واجبیه نیست حال وجود کمالات وجود با چون نباشد که این همه مثل
تقطیعات نورین که یکی از پرتوهای نور آفتاب است این شعاعهاست اینها نیز کمالات
مکملات از ظلال وجود واجبیه است و الا علم هر یک کلام و پیام و گفت و شنود و اینها نیز از اهر
بان وجود چنین بان ارتباط رسد که احکام این قطیعات نور آفتاب باشد اینها نیز
یعنی اینهمه تصویر که می بینی آخر الامر بافتاب نیست مگر چنانکه اعتبار ارتفاع ارض و بان
و حقوق دیگر کیفیات ممکن از ترین و تشکیل و تسلسل و تقسیم و غیره و در قطیعات
صورتها نیز نور عارض نموند تیان است اینها نیز همان تیان ملحوظه باید بنا گرفت
که قاسم و منقسم و عینان نمود با در عین ذات پاک صلواتی است با الهی و چنانکه پیر و جزا
و عاقل و نادان درین قدرتش اندر آفتاب چیزی دیگر است و بالای آسمان و
این بهیچ چیز دیگر است و بر روی زمین اگر چه از بان آفتاب و بان نور را بداند
بمجموع مکملات و ذات رفیع الدرجات را بدان که ابراج رفعت است و اینها نیز

جهت و آنجا و جهت اینجا اسکان آن دانی و گراست این چیزی و اگر چون اینقدر روشن
کردی دیگر نشود حقیقت سجود ندان وضع جهت ابریز من حاشا و کلا نمی تقش
تلاطم که به عیانگی در نظر دارد و بدنی آدم نظیرش نیست و در آفتاب و قمر و نجوم و جلال
و شجود و اب که نص الم تر ان الله یخبرک من فی السموات و من
فی الارض و الشمس و القمر و النجوم و الجبال و الشجر و الدواب
و کثیر من الناس و کثیر حق علیه العذاب ثبوت آنکه می
و انکارش توان کرد و نظایرش اگر که مقصود بالذات ظاهر باشد مظهر آینه اگر
مطلوب است اینهمه معاینه روی خود که در آن ظهور کند مطلوب است بذات خود و چنین مثل
نموده اصل مقصود است و نظایرش بالعرض چنانکه معاینه عکس روی خودی آینه
صورت نمیدد ملاحظه ندان که در نظایرش هر چه باشد باید نباشد ثبوت کیفیات
قلبی قاعه کرده از هر چه جمالی بکارگاه شوند مگر دانی که مابین مصدر و صادر
هر چه باشد و مابین ملزوم و لازم هر کدام که بود و علاقه ناز و نیاز و استغناء و حاجت
و بنیوی به یکطرف رنگ عزت و طرف ثانی رنگ تذلل بر گرفته لازم و صادر و من
مصدر و ملزوم دلیل است گویند نسبت پرتوهای لایق و حادثه غریب باشد چنانکه
جداست شعله خارج چنانکه پیش نور که روی که مندرج و جزم آفتاب دلیل است

و نیز غیر محقق قطعات مشار الیه پیش شمع خارج و دلیل آن دو آن بمقابل لغز زدن این
 بهم خارج شدیم سخن دیگر بشو کما این اجزاء زمانه تقدم و تاخر ذاتی است و باز انتقال من
 حال ل حال هر آن اول فانی شود اندم آن لاحق بوجودی که باید پس اگر این نظریه اتصالات
 و تنوعات و تحولات صفات که هم تقدم و تاخر ذاتی در آن است و هم در بعد نسبت
 باقبل انتقال من حال الحال وقت و زمانه در ادوات انرا باستعاره و نیز تا قرون بکار
 و معلوم نگارم و در بناسد پس این عقاید شرح شعر مشار الیه می نویسم اگر تا این
 شعر مخالف نصوص و بر این معنی من الوقت کرم خدا را سجود کذا صفات خداوند
 شخصه کامل است و الله اعلم معنی نیست که این سخن را اول بوجه غلبه شوق راجع بوجود
 منبسط اعنی وجود واجب دانند و آن غلط بلکه وجود مذکور بوجه صدور با مصدر خود
 اعنی ذات پاک خداوندی دارد وجود افکار رنگ و بوی که در آن تحول و تنزل که بوجه صدور
 وجود مذکور بر روی کار آمده باعتبار تقدم ذاتی نامی و نشانه از صفات دیگر نبود
 میتوان گفت که آنوقت این فرق ذات و صفات نبود و هر یک از حد بود و در این معنی
 و آن را صادر این را لزوم و آنرا لازم این را ذات و آنرا صفات گفتن زیبا نبود که این
 اسما متضاده هم فوق و تحت و بین و میا و فاعل و مفعول و مضارب و مفعول و فاعل
 و مری و دیگر اضافیات اگر تفحص میشود یکدیگر متحقق میشوند لغرض برین تقدیر می نویسم

نظرات با اعتبار قبل از صفات از صفات که مفهوم نقد صفات است چون مفهوم صفات
 نیست مفهوم ذات نیز نباشد و نفی بر روی باشد پس برگرفته کذا ذات و صفات خداوند
 اگر و کامل و و اصل است نظریه بر مفهوم است و بعد صادق لغرض صدق اصلی که هستی
 محبت از از الیه بر موجود و همچنین با اعتبار تقدم و تاخر ذاتی از اول و مقدم مگر
 مفهوم مذکور با اعتبار تقدم و تاخر مذکور از مرتبه صادر اول نور و زمانه و الله اعلم
 تکلیف الهی شایسته باطل و پاک کردن و تاسیب بر روی یا زنی می آید و غار و اعضا
 او را بسجده بنگرد و کما خود را از آن بگوید چنین تعلیقات وجودی بر مملکت خاصه و
 و اعضا مملکت خود را بکار خود گرفته و بکار غیره نماید بر ظاهر ازین زبان سخن می آید
 و محقق متع ان همان مرتبه مذکور می باشد و السلام نقطه غیر من داده الله اعلم
 عبارات چند متعلق تفسیر است و استیاس الرسل بر چه دیگر نقل بر دشت بود
 رسل است بفرستادن این عبارات بود است که دیگران هم باین طرف و آنرا دیگر تاج
 المفسرین حضرت عبدالله بن عباس عین راه فرستادن از مفسران دیگر همان طبعان که
 و با وی التلمیذ می آید این راه را گذارند استند بلکه بعضی از مفسران استبداد کرده اند و
 مرجع را هم که باین جلالت قدما هم نقل الدین لاری را چنانچه چنانچه بکار می آید که هر چه
 ممکن است به تمسک است و وعده خود دلیل قدرت بر مخالف موجود است پس اگر

که امان وقت ظهور به نیازی مثل غضب و حلم و استعطا و عجز و مومنان با
 دیگر و ندعین یا ما نیست نه سلب این و خلق ان و نه تقدیر خلق و اجاری
 ان لازم می آید با لولا بقدر ثابت است که حضرت عبداللین عباس کبیر علیهما
 السلام میگوید بلکه باید از ان چه ما را شریک و گردو قول آن بود که رسول عظیم
 السلام با حکم الحرم سوار الظن احتمال در محض بلایه فیض آمده باشد که احتمال محال
 در امثال این مقامات از پیشتر شرب است اگرین باره گفتگو کنند شاید در ثبوت
 این روایت کنند گران چنین گفتار و بر تفسیر جاری است و اینکه این محال است
 و ان ممکن بود محل نزاع است بلکه در نظر ان امکان امثال این افعال محال است
 و گویا که این همچون را یعنی بیغوالا و الذین امنوا مع صفه صبر
 الله یا ایچنه اذا استیاس الرسل وین باره فتشای معلوم نمیده بایم یکدیگر
 متعانی نظری آمدند مگر لولا که حضرت عبداللین عباس صدق این خیال شدند
 باقی احتمال بود که شاذری مولوی محمد حسن حصار باره ظن گفتگو کنند و گویند که
 اگر سلمنا غیر ظن را بجانب سل عاذا است و این ظن هم بجانب کبرای است لیکن این
 چه جوار که لغو نما اگر ثابت شود امکان احتمال از قسم خیالات شود و ظن که خواه
 خواه قوت احتمال به گمانی از ان می تراود و در کفر این قسم ظنون مایل توان کرد

و بجواب این اعتراض تبیه کرده بودم که حدیث الحرم سوار الظن را پیش کرده خواهم گفت
 که ما در اول نام جواب این اعتراض پیش گفته ام و علاوه برین آیه یا ایها
 الذین امنوا المجتنبوا الکثیر من الظن ان بعض الظن اثم - را نیز
 در خیال اشتهام آری درین آیه گنجایش با سلم نظری آید در حدیث مذکور این قسم
 محبت را سماع نیست چنانچه میاید است مگر از تفسیرش را بهما معلوم شد که کثرت
 در کفر ظن یعنی محض احتمال باک ندارد چون چنین سانه نقل اقوال باید محبت
 عرض حدیث مذکوریم نما مگر اول عرض حدیث و باز عرض اقوال مستحسن است
 و در مباحثه باقی اگر اتفاق افتد چنان مستحسن است که اول آیه ان الله علی
 کل شیء قدير را پیش کرده شود بخوابش از فرق معدوم ابدی بودن نظیر نبوی
 صلعم را پیش کنند باید گفت که نظیر صورت جناب هم معدوم ابدی است
 اگر گویند چه معلوم شد عده هم نبوت است و باره صورت ما چه عده رفت باید گفت
 معدوم ابدی را چه ضرورت است که معلوم هم باشد یا نه باینکه این فرق موجب امتناع
 نتوان شد تا احتمال امتناع موجه شود بلکه خود دلیل امکان است با اینهمه ثابتند
 معهود همین ذات نبوی صلعم نیست پس اگر همین بنا را امتناع است لازم
 که نظیر ذات محمدی قطع نظر ازین وصف عارض ممکن و ضروری و غیر ضروری

tooba-e-elibrary.blogspot.com

بودن قفسه فاعل العینین هم باین بحث تعلق دارد بانی تحقیق معانی نظیر مثل
هم خیال احقر باید شنید نزد احقر صدق خبری علی کثیرین منفع است اما نظیر آن که من
قسمی دیگر است آن داخل تحت الشی می باشد و نظیرش دیگر نزد داخل تحت الشی می توان
و وجود نظیر خبری بطرز احقر از غیر نگهبای کثر انطباعی است نه کثر انقباضی یا یکی را قسم
و دیگر را قسم تمام گفت علاوه برین این را قسم از احقرم اگر خوانند جمعی است بلا حرج و اگر
از ایشان شک برآوردن لازم خواهد بود مگر آن از من شک و نظیر خبری از من می نیست
و در بعضی متباینه باشد می چنانچه قسم از آن ناگزیر است قطار است که در مثلث
و غیره می اکل می توان گفت که اگر خطوط را تقسیم کنند به شش می توان برآورد کثر انقباضی است
آید یا بعد حقایق ممکن به از قسم می اکل اند و کثر انطباعی در جرای آری کثر انقباضی از
خواص وجود و ذرات است که سعی بکلیات طبیعی و موجودات خارج است صوره مزید وقت
حصول می آید با انقباض هم حدوث آن در باطن خود نظیر صورت نزد احقر از نظایر است
بلکه همگی انقباض می شود و مقدر تسخیر آن لازم نه بلکه بطور حکما نظیر تقصیر خوری است و در
کلیت جزئیات با عدم تطابق هم را معلومات لازم خواهد بود با نظایر اضافیات تبعی
نظایر صفات و مضامین که نیست نظیر اضافیات تا نظایر اطراف لازم است به چنانکه
بسیا کل خطرات اطراف نظیر اگر اندر حصص وجودم نظیر دیگر نگارنده بسیا کل و متناهی وجود

منطبق غیر متناهی نظیر برین ممکن نیست که اکثر انطباعی آن در وجود منطبق ممکن باشد و وجود
ذهنی که از انوار تعظیم هم سیکویم بعضی امور نظیر وجود خارجی است منطبق انطباع با کمال و
آن و وصف خاتمیت مفهوم اضافی است تا نظارین مفهوم را تا نظار اطراف این اضافات
لازم است و قبل تا نظار اطراف اطلاق نظیر عبارت و بعد تحقق اطراف و مفهوم اضافی
و تحقق نظیر هیچ خدمت نمی توان شد و الف لام النین در خانه النین نظارین است که بر عبد
خارج است و اگر با استغراق است استغراق افراد خارجی است نه مقدره حق است
که لام همیشه بر عبد می باشد و معنی حقیقه الف لام همین است استغراق نوعی از احوال
عبد است نظایر دیگر انبیا را کرام علیهم السلام را اول باید پرسید که ممکن است
متنوع اند و پیش اگر همین خاتمیت حضرت رسول ارم است معلوم و لازم می آید
که خاتمیت لذای خود موقوف بر ابتناء نظایر انبیا را کرام علیهم السلام است و اگر
و حبی و دلالت و بدیهه باید آیه ان یشاء ینذهبکم ایها الناس و یثاب
باخرین و کان الله علی الذی الا قدیرا برد و ادوات دارد یکی آنکه
شیر را وجود خارجی و احوال او متناهی نیست دوم آنکه معدوم ابدی بودن
چیزی مخالف امکان و مقدره نیست و مشهور است بر دو ظاهر است را و از آخرین
اینست که بویقوله و تا سلسل یکی بعد دیگری می آید که مقدره است و امکان این خود بر

ظاهر است باینجه این امر را کس ضروری الوقوع می نپارد و ایات مشعور است
 کفیل این وعید شده اند تعلیق آن بشیء از فوق قهر باشد خبر از غیر معناد بودن
 آن سیدتان هول را زدن میر باید + و آنکه کمال نفس ذالقه الموت درین با و
 حکم عالم رسانیده باشد تعلیق آن بشیء بجای وعید کار و عده میکند که کار وعید از
 خلاصه علم چنین کلام مجوده کی تواند که غنی بعض وعید گذارد و گفتگوی تسهیل
 کند بخیر اینک قطع نظر از توالد و ماسل آوردن بمل موجودین مراد باشد که چه
 گفته شود ظاهر است که با مخاطبین این سخن کرده شد متعین بالغیر بذات خود ممکن است
 و بود غیر که آن غیر مانع است متعین گمان مانع از خارج از ذات و صفات باری
 لازم آید اراده خداوندی پیش آن غیر که خود توان کرد و ارشاد فعال لما یصل
 نفوذ بالله غلط گردد و اگر آن غیر متعین دیگر با اراده است و همین است بر خلق
 هم همین طور متعین است + از معلومات خدا ممکن است که قابل تعلق اراده خداوند
 باشد گوئی تعلق نرسد چنانچه میراث آن اند که قابل تعلق البصار باشند اگر چه
 نسبت فعلیه تعلق نرسد + فاعل حقیقه یعنی مصدر فعل قطار اراده است باقی متنا
 حاکم آن اندوه باعث تعلق بهشند مانع آن در یک صورت واجب یا غیر است
 و در یک صورت متعین مان اینقدر دیگر باید شنید که اگر بخوای و البته نعمه علی

دست زنده بر افقش انکار تمام نیست شخصی کرده اتمام نوعی را پس کند و بر نظر
 از کلمات غصیه و دشواری پیش کشیدگی مگر یکی که از بر عناصر را بعد قدری دلان نیست
 نهاده باشند و دیگر یکی که در غرض فقط سرمایه مگر کسب و بود پس چنانکه در کتب اول
 مجموع بر عناصر است و در ایجاد آن اتمام انواع عناصر کرده اند از اشخاص آن
 همچنان از یک کمالی انکالات خداوندی که یکی از آن غیر نمای است با رعیت
 در وجود با وجود آن سر و موجودات علیه علی آن افضل التسلیمات و التعمیات سپرده اند
 نه آنکه اتمام شخصی تمام کمالات کرده اند و اگر کرده اند و لیکن باید آورد و این شهر بر جواب
 باید و آنکه اندرین صورت اول تساوی جناب یاری غرضه و حضرت عبد کامل
 صلعم لازم خواهد آمد یعنی هر چه قدرت خداوندی میکند قدرت مصطفوی هم از آن
 عاجز نیست علی هذا القیاس کمالات دیگر را باید بیند چه در صورت اتمام نعمت شخصی
 و نظیرت نام بطور مذکور اگر چه فرق بالعوض و بالذات هم باشد تا هم حسب هم
 او شان مخدوم و ملوک لازم آمدنی است چه اگر بالعوض هم است از دو حال غایت است آنچه
 آنجا است به اینجاست با قدری است و قدری نیست صورت ثانیة خلاف مفروض
 است و صورت اولی مخدوم و ملوک است علاوه برین موجودات دیگر اگر چه
 مستحق از سبب فیاض اند لازم آید که همه کمالات بطور مذکور است نفور داده اند

و اگر بواسطه معظنون مسلم کلمات شریف شده اند نقصان افاض اگر تکی وکی صلوات
 قابلیت است این خود بخوبی الخ ایچا بیات دیگر از این است محمدی مسلم چندان
 تفاوت کی خوشی و خردی و کلمات نیست کما بین مابیت نبوی مسلم و ذات خداوندی جل
 مجد است چنانچه ظاهر است اندر صورت از نام است که بر معظنی مسلم نور بنافذ کامل
 نرسیده باشد احوال عالم که مخصوص بحضرت ملک است بر رسول الصلوات باید کرد
 و به کل شیعیه قائل شده تا قیل خداوندی باشد یا نه بلکه انصاف لغز سوسی صحت
 و کشف جلال ازلانیت که کلیات هر بنسبت افراد خود کل باشد چنانچه از این نسبت هم
 بشهادت مفهم بودی است و بذات خود در توجو آنها نیز چیزی مانده شیعیان شخص و شیعیان اند
 پس بین شخص و نفس مراد است و زیاده این در بین اضافت که است در اضافت
 و کبریا تعریف و تکریم نفس و عدم تعین را گویند و یکم اگر همین جزیت است لازم است
 که در انصاف علی که نفی تکریم بود اما تمام مراد باشد و در دنیا بر
 علیهم السلام و امتیان فرقی نماند و از باب علیکم کلیت مجموعی گفتن محکم است چنانچه
 سیاق و سباق مراد از این نعمت خود این دین است و ظاهر است که مجموع دین
 بر کل است نه این که پاره ازلان بر این کمال است و پاره بر آن و از تخصیص احکام اگر گفت
 جوابی بر آرد و شود مانع از کلام مانع است چنانکه گفت حضرت سر و کلمات علی الصلوات

toobaa-elibrary.blogspot.com

و التعلیلات بر مخاطب جدا احکام مفید چنانچه از خصائص نبوی مسلم ظاهر است
 علاوه برین تحد و وجود نبوی مسلم که از ضروریات اسکان است چنانکه دلیلی دیگر
 است بر امکان تطبیق اشغال بوجود تنهایی از غیر تنهایی که انجا بود و بنسبت خداوندی است
 غیر تنهایی قطع توان که از انقضای تغییر یکا یکا معلوم یکا یکا نبوی مسلم نیز از ان است که از ان
 انشاء الله این معنای چند یکا یکا محبت بطور بر نشان نوشته ام اگر چه برگوش خود مانع از
 اندک نام تکریم آفاقی از نام خود باشد نشان از خود پس این گوش بنشاند که حتی دیگر سیکو
 جزئی نبوی مجرد است مغفوش در تحقق خود اگر چه مجازی مجازی نیز در محتاج و دو کمال است
 یکی فاعل دوم مفعول که فرقی نمایان مجرد و نیز نیز می باید داشت قصد و مجازات تعلیلت
 باشد تا بغایت مجازت دیگر هم باشد و جز از مجرد فاعلیت بخیر یک طرف نبود چون برین فرقی
 نظر گذاریم و از خصائص مجازات که غیر از این مائل نماید تفصیل این اجمال اندک همین را
 عبودیت و عبودیت خردی است و در مقام عبودیت و عبودیت قریب الغرض و نماید
 اخفی به لذات قرب و اهل انچه به معبر و به وسیع از ان غیر فرموده اند نثرات دیگر
 بحصول انجا که اگر تعبیر کنند بمصداق الله یا العبد و سميع الله بالعبد
 توان گفت الغرض و مقام عبودیت بنده را بذات خود رضای و غننی خود رضا
 او بر رضای مولى بود و بچشم و دست و پا چشم و گوش و بیکاری از کار اینش بخود

توضیح

بهر خدا تعالی بود اندرین صورت جزای بعضی عوض که محصل مجازات است
 چگونه صورت بندگی این معنی خواستگار کاری است که نشان اعضا خود بطور رأی یک
 کسی نگرفته باشد آری اگر خبری بخبری را معنی لفظی بگوید بجای خود باشد چه
 پاس ضروریات تن و اعضا خود بدل هر کس و دلعت نباده اند و این پاس
 لحاظ میدانی که بدین صغایست و از پاس لحاظ ضروریات دیگران بر است
 فزون غذا و عوار و جامه و مسکن هر قدر که بهتر خود مطلوب است القدر
 بهر دیگران نیست مگر چنانکه مونسان از رضاء و غیبت خود بخیرند بلکه رضاء و غیبت
 خود را در رضاء و غیبت خداوندی فنا کنند چنانچه تقدیر رضاء و غیبت
 جداگانه دارند نظر بر آن همه کارهای او شان بنمود بود بهر خداوند که بخواهد
 که جان و تن با همه ازاان خدای دو الجلال است و موافق و مخالف خلق
 الهی است الا بعد از آن مایه را بهر عبودیت آورده اند که مستلزم
 فناء رضاء و غیبت است این رضاء و غیبت مستقلا اصل هر معصیت بود
 هیچ عمل ذنوبی سیئات بود الا جرم مجازات او شان منحصر و عذاب بود و عمل
 ثواب نبود و چون مجازات خود منحصر و او شان بود بالفرض مجازات هم
 قطع نظر از اوصاف کلی منحصر فی فرد و احد بود بالجملة اگر نظر دقیق بنگریم هر مجازا

و کما بلکه و عذاب بجای خود است و در نظر ظاهر ببلالت قرآن مقام الحاق قید
 با سویم معی این هم میتوان شد و انچه از صحت و عدم تحریر خود پرسیده اند که جواب
 مولوی که بدین نوشته اند و این بنظر آفرین و تحسین چه گویم مگر بغرض شرح و تفسیر
 سخن آفرین میسم سخن میگویم شدت کیفیات اگر چه بود بهر بقاع و اجتماع
 کیفیات باشد چنانچه از روشن کردن و یاد و ن چراغی دیگر بعد روشنی چراغی
 در مکانی موهبت است لیکن این اجتماع معی اطلاق مثل نتوان شد البته بهر معنی
 ضرورت و جبر این دعوی نیست که ماثله از اوصاف بیاکل است و صفات
 اشکال را بگوید و در جمیع قطع نظر از بیاکل و اشکال این اوصاف را بحال نیست
 البته مراتب اشکال بیاکلیاتی نیست مختصر نیست که حیثیت اطلاق ماثله
 البته حیثیت تقصید و قطع که همان شکل باشد اشکال تامل است و چون نباشد
 در تامل تجانس ضرورت و این امر بقطع البته متصور است میگویند که این قطع
 ماثله آن قطع دیگر است و سبب آن که در مرتبه اطلاق این امر متصور است و در مرتبه
 نباشد پس اگر داده هم تامل باشد با ضرورت نظر بقطع و تقصید بود و در
 مرتبه اشتداد اگر چه اجتماع و تضاد است لیکن اشکال تضاد معنی که معروف
 به تشبیه بود در فضا شدند و شکل نماند که معدوق شدت پیدا با لجملة

اکنون تعدد لازم ثلثیت برخواست و حد صرف ماند که محل ثلثیت تحول شد البته
این ترس در ضعف و ترس اول باید گفت فقط

بسم الله الرحمن الرحيم

مخدوم و کم نیاز زندان سلامت - بنده کزین محقر و قاصد سلام سنون عرض نمایم الهی
رسید بطاعتش معلوم شد که آنمخدوم را همین بار از سفره انکار است خدا جناب
مبارکباد و متغضای دانش دورانیش همین بود اگر این قصه بپایان نمیداد تا شایسته
معلوم میشد که کدام بر سر باطل و کدام بر سر حق است الا بعضی غیر شایسته و وجود و الله
اشاره به حقیقت تشابه را از حکم رسیدند و تحقیق این تشبیه فرار که دیدماند که از آنجا که
احباب با شربلی دارند که درین بیت اشاره بان رفته - اصل خواهی نخواهی چنگ
و گزینگی نمی نازم رنگ - احباب را گنجایش دست و گیر جان شدن بجناب نماند
اکنون مخفی دارم قابل التفات امید دارم که غوره اعلی خواهند دید و مثل این ملامت که
بجایش سرخرا فرموده اند به خود خواهند داشت آن نیست که پس از مشاهده قلوب
خوش بگمانان گوناگون و استماع غفلت حسات جناب نه یاری اقراطی حاصل
زیقت نسبت خوشن است نه گنجایش انکار نسبت جناب مگر چون فهم سکون
باغ خیر است که این کار کا قوه - علم است نه کار قوه علیه الرحمه غلط کار و کار

اینهمه از آن قبیل باشد که گفتند - این به کد تو میروی بترکستان است
نگوار خاطر میاد اگر آنمخدوم در فهم و نگاه خود خواهند فرمود و اندک دیگر از آن باشد
خواید پرسید معلوم خواهد شد که فهم و دریات این راه و اشارات بزرگان کاویانیت
کامه گران است و دیگران اگر اهل فهم اند چند سربا گناه بهشتند بزمین فهم سلسله پیوسته
که این نسبت با فزادوری ایشان در مقابل خود قرب بدان ماند که گفتارند و ران
یا خبر در حضور و نزد یکسان به بعد و اکنون تمهید او شان دیگران را با هم نشانی نگلیس
خوش میجو علی طبع طایق باشد که خود مبتلا میگویند اما ضعیف بود و عاجز از لب
آوده باشد که از اراض او بیارن را چه جزو راحت جلالان توانا چه سود و آیش
چنانکه موجب حیات است اتباع جلالان توانا سامان ممت این همه ضعیفان را
بغور دیده مهر سکوت بر لب بنده بار و گردن تشنه ترند سلسله جنابانی نفوس مت
رسم جلالان است خود را خطا اندرودن و باز این کار کردن نیز سبب بایه
تنبیهان اگر انکار کنیم بجا است این بار یکدشتایم و رنما کنونیات خود را بصیرت
نفع و غیره کشیده چنین نظم و شرتند جناب می توانیم که اندیغیز باید بود و اینها شود
ما این اشعار را تا بل ملاحظه باید فرمود میر و عتیقی بالعبد و علی سلام
صلوات الله علیهم فیضی - ولا یرفعهم قطعا اذا انما عتدی

عصا المرء بکفیه و از آنکه بکین به من السهم شمس کل افعی و السود
 فایا لایاله المله فانه كما قال الحسن ان التقدير معتد
 لسا فی وسیفی صار ما کلاهما و يبلغ مکالیع السیف مزید
 مخدوم و کرم من خباب مولوی عبدالغفر صاحب جام مجکم کترین خدای محمد قاسم
 تسلیات سنوہ عرض می نماید غایت نامر سامی ناگاه رسید یارب این چه کجرا
 که آن مخدوم فکر ارتفاع اختلاف دارند خیر چه باشد دین زمانه منده لغت
 این کاشیت اگر اجازت باشد به مولوی غفر الحسن یا کسی دیگر از اصحاب و بنویم
 از آنجا حق طلبان را در استفسار از مبطلین عارض باشد دیدیم که این گذارش عرض
 قبول خواهد رسید اگرچه کمیندارم من است فیها ورنه ناخیر خواست اسلامت عافیت
 طرفین بخیر باد باقی مانده اند که وقت کتابت سابق بحث از وحدت وجود خارج از بحث بود
 و جبریم آنگاه نمایند نسیم که مساوی مقدمات مباحث پیش آمده خارج از بحث می
 مخدوم من خارج از بحث اگر بود که امتناع نظیر و اثباتان و در امکان نظیر قابل
 تخذیر بود و نامر اول من بیاد خدام هم دادم مگر از آن محل ناشنیده گذشتند و
 بموجب توبت ما دور رسید چون چنین مباحث دور دراز باونی بجهان و
 که تحریف زیر قلم اندازد ما را باغ ان کجا قدم باز پس تهمید بدان سو کرم احباب

و کمر این مهم را بنجامند خوانند رسانید اشارت را که اکنون سخن بطریق کفری بر مسلم است
 عرض میکنم تا کلام بسیار شرع را اصل باید داشت و تشابهات را بر خرداو
 رسول الله علیه سلم و اسحاق فی علم باید گذاشت بر نسبت تشابهات ناشال
 ماوشما ایمان بحقیقت کافی است اما در بی تفکر که حقیقت نباید شد که تا کینه
 آن بچو از دین نا قاعد خوان رسید بسیارست که در دین ایمان خود در بی تحقیق در یازند
 علیه السلام و خالق را مخلوق جدا باید داشت آنچنین این خوان شد و کلمات بزرگان
 را اگر بوم خلاف این مضمون برآیند اول و اویل باید کرد و اگر خوانند باید گذاشت و فخر
 باید میدید که آنچه فحشید و میشنید بجا باشد اگر آنچه فحش می آید غلط است بالجای هر کلمات
 بزرگان و پاس آنها ظاهر قرآن و حدیث را بسوی آنها نباید کشید بلکه کلمات بزرگان
 بسوی آنها باید بر و چون باشا بهات خداوندی و نبوی علیه السلام چنین
 میکنیم باشا بهات بزرگان چرا کنیم ما بیکباران همچنین میکنیم وحدت وجود و لا محذور
 الا در هر راجح میداریم و ظاهر حکمت شرح را از ان هم برتر مانده حسب سالی تمام
 نافه دیدیم که اینها همه متعانی و متواضع اند اصلا تعارضی نیست آری بعضی
 بنده گان یا در غلبه حال متفکر اند که بوم عینیت است یا مفعط اشارت و نشان
 چیزی و گراست و بر سر این الفاظ چنانکه باید مطابق بر معانی نیاید را ساحت

[illegible]

مگر چه باشد بجنون حرکات نفوس مقتدیان خالی از کرامت انانیت چه اصل هیت
و ادم طاع باشد مقتدیان گرایان صورت اصطناع نماز خوانان این گزینم نمیکرد و بر تقدیر حسرت
لذا ما خود مقتدیان پاک باشد و بر ارج است مؤلفه از قصه است خرقه صدیق که کرم
عنه فتود و این اصل در اتفاق افتاده بی فکر درین باره از خود رسایل معلوم بود ای و ده
باینکه مسیهم خود کاری کردند آری در عیث چون مخالفت نکرد و دست بکار نگذاشت
خبرم بشود و خود را جز داده میشود و عرض خیال اتصال صافته مناسب و دم و کلاه شالی آن
استیلا نام است و هم مخالفته سفسطه است و اقتدار و شوکار کرامت بر این شب که کرامت خالی
نیت گرامتال فساد و جزو دست بفر کعبه انکار کسیر العبد و بقی خنجره رز محمد ۹ و کلاه

سید المرعشون المرحوم

[illegible]

خیزد و از او فرار دارد اگر منع بود باقیه در ادب است بی نفس و حرمت از این جهت واجب است تخریب
ضمیمه دلیل محل غرض می است جنبه افعال و وجوب حقوق را که فرض حقوق اجتماعی بنا بر دو مویی
دور موجب علیه ضرورت است مختلف این مظهره می این نیست که خداوند را هم بخود اکر نام
کرده که مخفی نگردد که در عالمی نامی هستیم که از قدرت پرش اند و خود حیران نمیدورند و شخص
رحمت بود از باب و محبت هم حکم عدل است عزم و ثواب بود اگر واجب می بود هر دو
و واجب می بود و شایسته و دعا مغفرت و غفر مغفرت خداوندی که بقتضا هم سبک غفر رضا
از احوال و صحت کماله او تعالی است همه افعال و بعضی بود و برین وجوب حقوق کلی
اگر خداوند تعالی است که حکم نعمت است که کلیه اوقات را آورده و اگر خداوند تعالی است از غنا
اتزام بود اولاد را به نیت نافه بر مرتبه و در یک سبب بود و وجوب این نیت است که در
مستوره مخالفت نمود و نیز هر آستانه جواب سوال ششم هر چه از خداوند تعالی
بجز زان میسر آید و بجز کدورتش را این زان خاص نموده از این تخصیص و تعیین شرع اعتبار
از دست آن مختار مطلق بر این می بود آخر مزایه تعیین همان اختیار مطلق است که از این
است از صحت کماله و قسیر او تعالی است تعلیق صفتی مثل علیه به ضروری دلیل
حق که است و علامت عدم و زوال آن نسبت از ضرورت ممکن است که او تعالی آن مجزا
در آن است به این فکر و بر این تعیین مطلق است و بجز وقوع از هر چه دانه که عدم و وقوع را

[illegible]

گزارش بخار بر وقت غلبه بر وقت اذواج و از ذات باشد افاضی از ذات اذواج
شده باشد و تسلسل قدم آید و چون بیسم باشد که تصرف را بر او تسلط بری این
وجود باشد و با همان اذواج و اشیاء دیگر اینهم در است که تعقیبات فایده از بخار معلوم
ذرات باشد و معلول از علت جدا شود و از ذات بیرون نماند و چون عقل سلیم غیر
مفصلت فتنی معلوم است لا بعلم هر چای که بیرون است و معلوم است و در واقع باشد از
سنان حال خبر و اگر در وقت ارتباط و وقت یکدیگر بر گریز است که ماضی آن باشد
که یکی را در گریز جدا نگشت و اگر در واقع ارتباط و وقت است و اتصال هر یک را
و وقت باشد و با آن در واقع و طبیعتی که در وقت است و با وجود و با وجود
در واقع و با وجود و طبیعتی که در واقع است و با وجود و با وجود و با وجود
ست که اگر کسی با عقل سلیم و نظریین اقتصاد و حجب و ضرورت و خود و اذواج
کائنات چنین در هر یک باشد که بر سر این نیست تحقیق متعقبات فتنیین علیاً
ضرورت ذاتی وجود و توان باشد اگر با وجود و با وجود و با وجود و با وجود
فصلیه و مع آن انتظام باشد و با آن ذات که با وجود اقتصاد و تحقیق متعقبات فتنیین
آن لازم و دیگر و چون در هر یک است بعضی تعقبات املی و غیر متعقبات
با وجود و با وجود و با وجود و با وجود و با وجود و با وجود و با وجود و با وجود

است و نیست و از عدم وقوع خبر شرط آن وقت فهمید که سواد موعود متحقق است
 باری شایسته تیرگی بود و کلامی خارج از ذات سزاوار آن گفته شود و قابل ابراهام این سخن باشد
 که آنچه بخود اوست خود را بخواهد و نیز خود را بخواهد که بخواهم و خوب نظر است بلکه خود
 اختیار است این از عدم خود بود و بقیع اختیار و اراده باین وضع بوجود آمده و اتفاق شدی بی دلیل
 تحقق آن که باشد و عدم آن که باشد و عدم آن که باشد و عدم آن که باشد
 سوال کنیم چه میگوید علما در این مسئله باشد و چه میگوید که بر مذهب که کتاب باشد
 منطبق بر مذهب است که این کلامی که در کتاب است بر مذهب برای این که
 کلمات میفرموده و تفهیم ها این که در حدیث است و در کتاب است و این که فرموده خود و حدیث
 تحت این شری است و کلام کتاب مذهب که در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است
 شکر و دعا و این که حدیث و تفهیم ها این که در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است
 ما بر مذهب است و تفهیم ها این که در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است
 مخالفت نموده و مثال این است که میفرموده و اتفاق عقیده که میفرموده این که در حدیث است
 مجرب و پیش آن که کلمات را در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است
 را مطابق حدیث است و تفهیم ها این که در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است
 و در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است

اول آن که کتاب است و تفهیم ها این که در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است
 است و تفهیم ها این که در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است
 اسرار و تفهیم ها این که در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است
 صادر شده و بر مذهب است و تفهیم ها این که در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است
 جواب سوال است و در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است
 سنای مردان و در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است
 تفهیم ها این که در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است
 بیشتر تقریری از حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است
 که در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است
 نسبت به حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است
 در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است
 از حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است
 تقریر در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است
 و در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است
 بلکه در حدیث است و در کتاب است و در حدیث است و در کتاب است

[illegible][illegible]

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفرنامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com